

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

نونا لان پاکستان کے ناپختہ ذہنوں پر
مغربی تہذیب ثقافت کی چھاپ میں لگن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
منہج کتاب و سنت ہے
میدان علم و ادب
طلیہ کاثران

شمارہ نمبر 1 جنوری 2013ء صفحہ اول 1435ھ جلد نمبر 13

پاک بھارت تعلقات
ہندو دنیا ہمیں حاکم کر پھینکنے جب کہ ہم
اسکی جڑیں مضبوط کرنے میں لگن نہیں
دوقومی نظریے قائم رہنے نہیں ہی عمارتِ قوم کی بقا ہے



اے نوجوان ملت!

کہتے ہیں کہ لفظ انسان ”نسیان“ سے ہے جس کا مطلب ہے ”بھولنا“۔ یہ الفاظ دیگر انسان غلطی کا پتلا ہے جو اپنے شب و روز میں نہ جانے کتنی کوتاہیوں کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ حضرت انسان سے سرزد شدہ یہ غلطیاں انفرادی حیثیت بھی رکھتی ہیں اور اجتماعی بھی۔ انفرادی طور پر یہ خود کسی سزا کا مستحق قرار پاتا ہے جب کہ اجتماعی طور پر چند افراد اس غلطی کے وبال کی زد میں آسکتے ہیں۔ مگر چند غلطیاں ایسی بھی ہیں جو پوری قوم یا ملت اجتماعی طور پر سرانجام دیتی ہے۔ کسی قوم کی طرف سے بحیثیت مجموعی کسی غلطی، سستی یا کوتاہی کا ہونا کسی بڑے ایسے کم نہیں۔

پاکستانی قوم کی بات کی جائے تو ہمارا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم کلی طور پر اپنی اہمیت سے بے خبر، دین کو روایات کا لبادہ اوڑھائے دنیا کی بے چینیوں کو دل میں سموئے ہوئے ہیں۔ پاکستان کا نوجوان طبقہ بالخصوص اور پوری امت کے نوجوان بالعموم اس بات سے قطعی نااہل ہیں کہ دنیا کے حالات کس نہج پر پہنچ چکے ہیں اور ان بدلتے حالات میں میرے کرنے کا کام کیا ہے؟ اپنے خطے کی بات کی جائے تو امریکہ افغانستان کی سنگناخ چٹانوں سے اپنی ذلت و پستی کی دھجیاں سمیٹنا رخصت ہونے کو ہے۔ اس کے ناپاک وجود کے ساتھ ساتھ بچے کچھے نجس اتحادی بھی یہاں سے اپنا بوریا بستر گول کر کے چلتے نہیں گے (اور بہت سے تو پہلے ہی جا چکے ہیں)۔ امریکہ کی شکست اسے اسی طرح کئی حصوں میں تقسیم کر دے گی جس طرح روس ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔ اس کے بعد یقیناً کئی ایک محاذ کھلیں گے اور کفر اپنے منطقی انجام تک پہنچے گا۔ (ان شاء اللہ) مگر افسوس یہ ہے کہ اس امت کا نوجوان رنگ برنگے نعروں میں الجھا کبھی اس ”لیڈر“ کے پیچھے پیچھے ہے تو کبھی اس لیڈر کے۔ جمہوریت کے ”گند“ میں لتھڑے یہ ”شعبہ باز“ اس نوجوان کو طرح طرح کی ترغیبات سے مانوس کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ کہیں ”میوزیکل شو“ کے جھانسنے میں اللہ کے ان سپوتوں کے ووٹ پکے کئے جاتے ہیں تو کہیں ”یوتھ فیسٹیول“ اس مقصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ کہیں دھونس جھائی جاتی ہے تو کہیں منت ترلے سے کام چلایا جاتا ہے۔ الغرض ہر کسی نے اپنا اپنا کاروبار چلایا ہوا ہے اور وہ امت کے قیمتی ورثے کو اس ”فضول“ مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

مگر اے نوجوان ملت! ذرا سوچو! تمہاری صلاحیتیں دعوت و جہاد کے میدانوں میں صرف ہونی چاہئیں یا ان مطلب پرستوں کے لئے ”بیلٹ بکس“ بھرتے ہوئے!!

فیصلے کا اختیار تمہارے پاس ہے مگر اپنا فیصلہ دینے سے قبل اپنے رب کے فیصلوں پر غور ضرور کرنا.....!!



باب العلم



فہرست

16	راشد علی	شہرگ وطن	● حالات حاضرہ
26	بال غزنوی	اخبار عالم	●
6	پروفیسر حافظ محمد سعید	تفسیر سورۃ محمد ﷺ	● تفسیر القرآن
19	مسعود احمد غازی	حضور ﷺ آئے تو مہنگے جہان حرف و قلم	● سیرت محمد ﷺ
28	حافظ عرفان	حریص علیکم	
36	عمران بن عبدالعزیز	شہر نبوی ﷺ کے پروانے	
11	جنید الرحمن	گنگا..... امتحانات کی تیاری میں رکاوٹ	● تعلیم و تعلم
23	محمد احسن	اعلیٰ تعلیم اداروں پر حکومتی وار	
24	وقار احمد	طلبا کا روز	
35	محمد احمد	یوٹیشن کلچر کی بھرمار	
38	محمد یاسین صدیق	مطالعہ کیسے کریں؟	
13	روحان ابراہیم	کارٹونز..... ایک ثقافتی یلغار	● فکر و نظر
15	حافظ مسعود الرحمن	عہد فاروقی کا عسکری نظام	
30	احسان الہی تبسم	یہود کی قابلِ مذمت غلطیاں	● تعاقب
41	ساجد الرحمن	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس	
39	ادارہ	قارئین کے خطوط، تبصرے، تجاویز	● آپ کی آراء
40	ابن حامد	3G ٹیکنالوجی	● سائنس و یو
44	ادارہ	ایمان ہو تو ایسا دیہاتی کا قبول اسلام.....	● پھول ستارے
48	حسن عبداللہ	گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ساہیوال	● تعارف

2013

?

2

اداریہ
احمد سدید



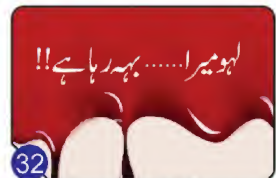
4

پاک بھارت تعلقات
عبدالرحمن



8

عہد..... عہد نبوی ﷺ کے
خطائے عباد



32

لہو میرا..... بہرہ رہا ہے!!
میرا بھوکا بھی بہرہ رہا تھا.....
سلیم اللہ صغدر

سوشلزم اور جمہوری نظاموں کے پشتیان بننے کی بجائے بحیثیت مسلمان طالب علم فکر اسلامی کا احیاء ہی ہماری اولین ذمہ داری ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَاهَهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوَابِقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

محمد ﷺ اللہ کا رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں (موجود) ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تو اتار میں ہے اور انجیل میں ان کا نصف اس کیفیت کی طرح ہے جس نے اپنی کوئیل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تپے پر سیڑھی کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔“ (سورۃ الفتح: آیت: 29)

نئے سال کا آغاز ہے۔ ہر بار کی طرح اس مرتبہ بھی ہر شخص اپنا تجزیہ و تبصرہ پیش کر رہا ہے۔ پچھلے سال 2012 کے حوالے سے ”کیا کھو یا کیا پایا“ کے عنوان سے ہر طبقہ اپنی اپنی رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ اعداد و شمار مرتب کر کے اپنی کامیابیوں اور دوسروں کی ناکامیوں کا ہتھورا پینا جا رہا ہے۔ مغرب کے مار پورا آزاد معاشرے کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے نوجوان بھی گزشتہ چند سالوں سے نیوا ئیر نائٹ میں سرکوں پر پاگوں کی طرح ناچنا شروع ہو گئے ہیں۔ اسی طرح سال نو پر مبارکبادوں کے بیجاات چلتے ہیں۔ گو کہ یہ اسلامی سال نہیں ہے۔ لیکن دنیا میں چونکہ بظاہر صلیبیوں کا غلبہ ہے اور غالب قوم کی ہر چیز مغلوب قومیں نقل کرتی ہیں اس لیے امت مسلمہ ابھی تک جبری کینڈر کی بجائے عیسوی کینڈر استعمال کر رہی ہے اور شاید اسلامی سال کے آغاز و اختتام کا اکثریت کو پتہ بھی نہ چلتا ہو..... بہر حال گزشتہ سال پر تبصرے اور نئے سال کے متعلق پیش گوئیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ نئے سال کے بارے میں اپنے منصوبوں کی تشہیر کی جارہی ہے۔ وطن عزیز میں چونکہ اس وقت انتخابی مہمات کا دور دورہ ہے لہذا ساری قوم کی توجہ اس پر مرکوز ہے ہر سیاسی جماعت اپنے منشور کا اعلان کر رہی ہے۔ مذہبی و سیاسی جماعتیں بھی اپنا پورا زور و گاری ہیں۔ الیکشن سے پہلے جوڑ توڑ کا عمل ہوتا ہے لہذا وفاداریاں خریدی اور بیچی جارہی ہیں۔ نئے نام اور نئے ایجنڈے کے ساتھ سامنے آ رہے ہیں۔ اسی طرح الزام تراشی کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک دوسرے کی کردار کشی حتیٰ کہ ذاتیات پر ریک حملے کیے جا رہے ہیں۔ جبکہ عوام کو ہنز باغ دکھانے اور بجلی گیس کی لوڈ شیڈنگ اور ہنگامی کے مارے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور ”ووٹ ایک امانت ہے“ کا جھانڈے کر ذاتی مفادات کے حصول کا کام جاری ہے۔

ان حالات میں ہمارے لیے لا محالہ کیا ہو؟ بحیثیت مسلمان طالب علم پاکستان کے نوجوانوں کو کون کون سے چیلنجز اور خاص کر بدلتی ہوئی دنیا میں ملت اسلامیہ کے افراد کو کیا کرنا چاہیے اس پر غور و فکر کی ضرورت ہے کیونکہ

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

سب سے پہلے تو ہمیں اپنی بنیاد کو سمجھنا ہے۔ مغرب کی طرح ہم ڈاروینی ہند سے ترقی کرتے کرتے وہ انسان نہیں بنے جس کی زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا اور سونا ہے۔ بلکہ ہم اللہ احسن الخلقین کے پیدا کردہ اشرف المخلوقات ہیں، جنھیں احسن تقویم میں پیدا کیا گیا ہے۔ جنھیں اللہ کی عبادت کا عظیم مقصد سونپا گیا ہے اور ”الذی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا“ (سورۃ الملک: 2) جنھیں اس آزمائش کے ساتھ زندگی و موت کے چکر میں رکھا گیا ہے کہ دیکھا جائے ان میں سے کون اپنی من مانی کرتا ہے اور کون اپنے پروردگار کا مطیع و فرمانبردار بن کر اس کی رضامندی کے لیے نیک اعمال بجالاتا ہے۔ ”قَدْ اٰتَيْنَا مَرْجِعَهُمْ“ پھر ہماری طرف تمھارا لوٹنا ہے.....!

یہ عقیدہ (یعنی عقیدہ آخرت) جن لوگوں کا ہو، جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے قابل ہوں بلکہ جن کو ابدی زندگی کا شعور ہو وہ فانی زندگی میں شتر پیار کی طرح نہیں ہوتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں ”فَمَنْ ذُو حُجْرٍ عَنِّي النَّارُ وَأَذْجِلُ النَّجْمَةَ فَقَدْ ظَلَمَ مَا لَهَا الْحَيَاةُ وَالْمَوْتُ“ (آل عمران: 185) پس جو شخص جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا پس تحقیق وہ کامیابی پا گیا اور دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔ لہذا ایک مسلمان اپنے ہر عمل کے بارے میں اس لحاظ سے متفکر ہوتا ہے کہ آیا یہ عمل میری آخرت کو سنوارے گا یا بگاڑے گا۔ اس نکتہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم جائزہ لیں کہ گزشتہ سال کی کارکردگی کیا رہی۔ اگر اللہ کے دربار میں میری کتب میں اس سال کا حساب کھولا گیا تو مجھے فخر ہوگا یا ندامت۔ اگر تو ہم اس حوالے سے پر امید ہیں تو اللہ کا شکر ادا کر کے عمل کی مزید ترقی لانی جائے اور اگر معاملہ الٹ ہے تو اصلاح کی جائے کہ اللہ نے اصلاح کی مہلت دے دی ورنہ ساتھ چلنے والے کتنے ہی ایسے تھے جن کی مہلت گزشتہ سال ختم ہو گئی۔ جن کے عمل کا وقت ختم ہو گیا اور جزا و سزا کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ یاد رہے کہ اس ابدی زندگی میں کامیابی و ناکامی کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کے حامل جوانی کے ایام ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین انسان کے قدم حتم لے گی جب تک انسان پانچ سوالوں کے جواب نہ دے دے ان میں ایک سوال عن عمرہ فیما افادہ زندگی کن کاموں میں صرف کی؟ اور دوسرا سوال عن شبایہ فی ما افادہ جوانی کن کاموں میں گزارا؟ ہوگا۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان للہ للعجب عن الشباب الذی لیست له صیوة لہ صیوة بے شک اللہ اس نوجوان سے تعجب کرتا ہے جس میں بچپن کی حماقتیں نہ ہوں۔ لایابی پن غیر ذمہ دارانہ رویہ، غیر جمہوریت، امت کے مسائل سے پہلو تہی، اسلام کی دادرسی کی بجائے ”اپنے آپ“ میں لگن رہنے والے اللہ کو پسند نہیں۔ بلکہ اللہ کو وہ نوجوان پسند ہیں جن کی جینینیں رب کے سامنے جھکیں، جن کو دیکھ کر نظر آئے کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں، جو رکوع و سجود میں مصروف نظر آئیں، مومنوں کے لیے بہت نرم ہوں، امت مسلمہ کے دکھوں کا دوا کرنے والے ہوں۔ مظلوموں کی آہ پر جانیں قربان کرنے والے، جبکہ جہاد کے میدان کے شہسوار ہوں کہ اللہ کے دشمن ان سے خوف کھائیں۔ ان کے سروں کی قیمتی گلیں، جوا اللہ کے دشمن ہوں وہ ان کے سب سے بڑے دشمن ہوں۔ ایسے ظالم جوا اللہ کی زمین پر اللہ سے کفر کریں۔ یہ ان کے لیے قبر خداوندی اور بدلے میں اللہ انھیں مغفرت اور اجر عظیم سے نوازے جیسا کہ ان کے ساتھ سورۃ الفتح کی آخری آیت میں وعدہ ہے۔ جب 2013 کی منصوبہ بندی کریں تو یہی باتیں مد نظر ہوں۔ جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ ہرگز رتے دن کے ساتھ ان کے عمل میں اضافہ ہوتا تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کیا، ساری دنیا ان کی مخالفت ہو گئی لیکن انھوں نے مخالفت برداشت کی، ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے لیکن وہ عزیزوں کے کوہ گراں ثابت ہوئے، انھوں نے ماریں کھائیں، ہجرتیں کیں، گھر بار، والدین، عزیز و اقارب چھوڑے، کفر کے خلاف تیاری کی، کفر سے ٹکرائے، معرکے پر معرکے لڑے، حتیٰ کہ 10 سالہ مدنی دور میں تقریباً 27 غزوات اور 81 سرایاں ہیں۔ اوسطاً ہر 40 دن کے بعد ایک معرکہ۔ میدانوں میں شجاعت کے جوہر دکھائے، جوانیاں کھپادیں، خون، بہا، اعضا کئے، میدان ان کے پاکیزہ لہو سے رنگین ہوئے، اپنوں کے لاشے اٹھانے پڑے، رسول اللہ ﷺ دنیا کی قیمتی ترین ہستی بذات خود زخمی ہوئے، چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش اٹھانی یہاں تک فریٹ گیا اور چہار داگ عالم میں لاؤ اللہ ﷻ مُحَمَّدٌ سُوِّوُ اَکَلَهُ کا پرچہ لہلہانے لگا۔

آج بھی وہی کردار زندہ ہیں بلکہ دنیا میں ہمیشہ کچھ کرداروں نے باقی رہنا ہے، فرعون بھی موجود ہیں گے جیسا کہ ابراہیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ میری امت کا فرعون ہے۔ عبداللہ ابن ابی کے کردار کے لوگ بھی موجود رہیں گے جبکہ جانوں کا سودا کرنے والے کبھی وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ نَفْسَهُ اَتَّيْعَاةُ مَعْرُضَاتٍ اللہ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اللہ کی رضامندی کے لیے اپنی جانوں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ فیصلہ انسان کے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ کس گروہ میں اپنا شمار کرتا ہے۔ 50 سال کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے یا نہ ختم ہونے والی زندگی کو کنارے کنارے چمٹا ہے یا ایمان و یقین کی معراج پر کسب کچھ رب کے لیے پیش کرتا ہے۔

جہاں تک ملک کی اندرونی صورتحال کا تعلق ہے تو عوام پھر انہی جہانوں میں آ رہے ہیں۔ جہاں پارٹی ٹکٹ 5 کروڑ کا ملتا ہو، الیکشن لڑنے کے لیے 10 کروڑ روپیہ لگتا ہو.... کیا وہ لوگ قوم کی خدمت کریں گے یا اپنی۔ انھوں ان دینی جماعتوں پر ہے جو نماز کے لیے نبی ﷺ کو دیکھتے ہیں لیکن معیشت کے لیے کارل مارکس کو اور سیاست کے لیے مغربی جمہوری نظام کو۔ یاد رہے حکومت حاصل کرنے یا نہ کرنے دونوں صورتوں میں اس سسٹم سے وہ اسلام کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ہمارے ہاں بھی تہذیبی کارکردگ رہا ہے اور نعرے کی تشریح میں معاشی اور اجتماعی اصلاحات پیش کی جا رہی ہیں۔ یاد رکھیں! اصل تبدیلی دلوں کی تبدیلی ہے۔ اگر قلوب و اذہان پر عقیدہ تو حید غالب آجائے اور سارے جسم کے انفرادی و اجتماعی اعمال اس بات کی تصدیق کر دیں تو تمہیں کس تبدیلی آگئی ورنہ باقی سارے نعرے ہی ہی حقیقت کچھ نہیں....

اسی طرح اگر ہم ہر دینی حالات و یکئیں تو امریکہ نے 2013 میں افغانستان سے انخلاء اعلان کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اسے 5.7 بلین ڈالر اخلاء کے لیے درکار ہیں یعنی افغانستان ایسا مکمل ثابت ہو چکا ہے جو امریکہ کو نہیں چھوڑ رہا۔ باقی اتحادی تقریباً بھاگ چکے ہیں۔ ان کی ذلت پر آخری مہر ہو گئی اور پھر یہی جہاد و جنگیں تک امریکہ کا پیچھا کرے گا اور روس کی طرح اسے بھی قصہ پارینہ بنائے گا۔ امریکی ایماء پر پلٹے والے ہندو کے لیے بھی یہ سال پریشانی کا ہے کہ اگر ساری دنیا افغانستان میں شکست کھا گئی تو وہ اکیلا کیا کرے گا؟ اسے اپنے ظلم کی وجہ سے اب جان کے لالے پڑے ہیں کہ ان کا کیا بنے گا۔ اوپنلی وجہ البصیرہ یہ بات ان شاء اللہ کبھی جاسکتی ہے کہ یہ سال ہندو سے انتقام کا سال ہوگا۔ لیکن ہم سے سوال وہی ہے کہ ان حالات میں کن لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ بقول شاعر مشرق کہ سبق پھر پھر صد اوقات کا عدالت کا شجاعت کا لیا جائے تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

پاک بھارت تعلقات

ہندو دنیا اہمیت کاٹ کر چھٹکے جب کہ ہم
اسکی جڑیں مضبوط کرنے میں ناکام نہیں

مطابق اپنے محسنوں کو ذمے سے گریز نہ کیا اور شکست کے بعد سارا
ملہ مسلمانوں پر ڈال کر ان کا جینا دو بھر کر دیا۔ ان واقعات کا سرسری
ذکر اس لیے ناگزیر ہے تاکہ تاریخ کا طالب علم جان سکے کہ
ہندوؤں نے احسان فراموشی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے
مسلمانوں کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا!!

1857ء کے بعد مسلمانوں پر تعلیم و ترقی حتیٰ کہ زندگی
کے دروازے بند کیے جانے لگے۔ ایسے میں سرسید احمد خان وہ
شخصیت تھے جنہوں نے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کا
عزم کیا (ان کی شخصیت کے بارے میں اہل اسلام کے بہت سے
علماء کو کئی ایک فکری اعتراضات ہیں اور وہ بڑی حد تک بجا بھی ہیں
لیکن ان سب کے باوجود تاریخ پاکستان میں سے ان کا تذکرہ
حذف کرنا زیادتی تصور ہوگا۔ انھوں نے مسلمانوں کو انگریزی
تعلیم کی طرف راغب کیا کیونکہ انگریزوں نے کمال تختداری کا
مظاہرہ کرتے ہوئے عربی اور فارسی کو سرکاری اداروں سے نکال
باہر کیا تھا۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ اس فیصلے سے مسلمانوں کے تمام
علماء ”جاہل“ قرار پائے کیونکہ وہ انگریزی سے بالکل ناخاند تھے جبکہ
انگریزی سرکاری زبان تھی۔ ایسے میں 1857ء میں علی گڑھ سکول
کا قیام یقیناً ایک قابل تعریف اقدام تھا۔ اس سکول کو دو برس بعد
کالج اور بعد میں یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔ یہی وہ گڑھی ہے جو بیوروکری
تھی جس کے متعلق بانی پاکستان نے فرمایا: ”یہ مسلم لیگ کا اعلیٰ خانہ
ہے گا“

بہر حال ہندوؤں کی عمارتیں و کماری عروج پر تھیں اور ہندو
انگریزوں سے مل کر مسلسل ایسے اقدامات کرنے کے درپے تھے جو
مسلمانوں کو مزید پس ماندہ کرنے کا باعث بن سکیں۔ ایسا ہی ایک
کام ”اردو زبان“ کا مکمل خاتمہ تھا۔ 1867ء میں ہندوؤں نے
عدالتوں سے اردو زبان کو ختم کرنے اور ہندی زبان کو رائج کرنے
کی تحریک شروع کی۔ اس تحریک کے جواب میں سرسید نے دقومی
نظریے کا پرچار کیا اور واضح تکلف یہ اعلان کیا:
”مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مسلمان اور ہندو اب کوئی کام بھی
مل جل کر نہیں کر سکیں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہندوؤں اور
مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت بڑھتی
جائے گی اور تعلیم یافتہ ہندو اس نفرت کی آگ کو بھڑکانے میں جلتی
پر تیل کا کام دیں گے۔ اس حقیقت کو اب تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ
مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں۔“

مقامی ”دروڑی قوم“ کو جنوب کی طرف دھکیل دیا جبکہ خود گنگا و جمنا
کی وادیوں میں آباد ہو گئے۔ اسی طرح یہاں ”موریہ“ اور ”گپتا“
سلطنتیں پروان چڑھیں مگر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہندوستان
پر جو قوم بھی حملہ آور ہوئی، جلد یا بدیر ہندو مذہب نے اسے اپنے
اندھ جذب کر لیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ شاید یہ تھی کہ ہندو مذہب
لا تعداد و مہلت اور جھوٹی بچی کہاوتوں کا مجموعہ ہے، جس میں آنے
والے نئے مذہب کی رسوم و رواج ختم ہو جاتی تھیں۔ پھر اس طرح
پر حملہ آوروں کو مل کے عقائد بھی کچھ اس قدر پختہ نہ تھے کہ وہ اپنا وجود
برقرار رکھ سکیں۔

مسلمانوں نے ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں بطور
تاجر جنوبی ہندوستان میں قدم رکھا اور پھر بطور فاتح شمالی ہندوستان
میں داخل ہوئے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم نے سندھ
فتح کیا اور مسلمانوں کی پہلی باقاعدہ حکومت ہندوستان میں قائم
ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان پر مختلف راجے، مہاراجے
حکومت کیا کرتے تھے جو اپنی اپنی سلطنت کی توسیع کے لیے باہم
برسر پیکار رہے۔ ہندو معاشرہ بھی ذات پات کی تقسیم میں اس قدر
الجھا ہوا تھا کہ براہمن کے علاوہ کسی کو انسان نہ سمجھا جاتا۔ مگر
مسلمانوں نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالتے ہی ایسا عادلانہ نظام
قائم کیا کہ آج تک چھوٹی ذاتوں کے ہندو اس سہری دور کو یاد
کر کے اس کے پلٹ آنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ بچے ہندو ذاتوں کو
برابری کے حقوق ملے اور انھیں پہلی دفعہ یہ احساس ہوا کہ وہ بھی
جیتے جاگتے انسان ہیں۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک ہزار سال تک چلتا رہا
اور پھر مسلمانوں کے دین سے دور ہوتے ہی انگریزوں نے برسرِ غیر
پراسپیکٹ پنچھنچھم کرنا شروع کر دیئے۔

”ایسٹ انڈیا کمپنی“ آہستہ آہستہ تاجروں کے جھجس سے
یاہر آئی اور احسان فراموش ہندوؤں جبکہ چند مسلمان غداروں کو
ساتھ ملا کر اس نے ہندوستان پر قبضے کی مہم تیز کر دی۔ 1757ء
میں پلاسی کا میدان اس پہلے معرکے کے لیے استعمال ہوا جس میں
نواب سراج الدولہ کو شکست اور انگریز، غداروں اور ضمیر فروشوں کو
ساتھ ملا کر کامیاب ہوئے۔ اسی طرح شیر میسور سلطان ٹیپو بھی
غداروں کی بدولت 4 مئی 1799ء میں سرگاپٹم کے دروازے پر
لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد 1857ء کی جنگ آزادی
بھی قابل ذکر واقعہ ہے جس کے دوران مسلمان اور ہندو اکٹھے ہی
انگریزوں کے خلاف کھڑے ہوئے مگر ہندو نے اپنی فطرت کے

پاک بھارت تعلقات کو کھینچنے اور ان کے منطقی انجام
کے متعلق کوئی بھی اندازہ لگانے سے قبل یہ بات ناگزیر ہے کہ قیام
پاکستان اور اس کے مقاصد کا عمیق مشاہدہ کیا جائے۔ تاریخ کے
ایک طالب علم کے لیے یہ بات واقعی حیرت انگیز ہے کہ دو عظیم
جنگیں لڑنے کے بعد بھی اگر یورپی و مغربی اقوام باہم مل جل کر رہ
سکتی ہیں تو پاکستان و بھارت کی عوام میں (باوجود سیاسی کاوشوں
کے) اس قدر دوریاں آخر کیوں ہیں؟ اس سوال کے جواب میں
ہی دراصل وہ حقیقت پوشیدہ ہے جس سے نظریں چڑا کر ہمارے
ناعاقبت اندیش حکمران بھی ہندو پیسے سے دوستی کی پٹلیں بڑھاتے
ہیں اور کسی تجارت کے ذریعے ملکی معیشت کا دیوالیہ نکالنے کو شش کی
جاتی ہے۔ آئیے! اس اہم سوال کے جواب میں اس صحیح حقیقت
سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ آخر اہل پاکستان اور گوماتا کے بچاریوں
میں اس قدر دوری کیوں ہے؟ اور کیا یہ دوری ہونی بھی چاہیے
نہیں؟

یاد رہے کہ ہندوستان ہمیشہ سے ہی بیرونی حملہ آوروں
کے نشانے پر رہا ہے۔ کبھی وسط ایشیائے
آریاؤں نے اس پر قبضہ
کیا اور



دوقلمی نظر سے قائم رہنے ہی ملی وحدت و قوم کی بنیاد ہے

عبدالرحمن

قوت اس پر قبضہ کر لیا۔ گو کہ مسلمان رضا کاروں اور حیدر آباد کی فوج میں اتنا دم نہ تھا کہ وہ ہندوؤں کو ناکوں چنے چوڑے مگر ہمیشہ کی طرح یہاں بھی اہل اقتدار کی مصلحتیں (یعنی خدایاں) کام آئیں اور حیدر آباد کیسے انتہائی اہم ریاست ہندوستان کی جھول میں جا گری۔

پاکستان کے لیے حیدر آباد دکن سے بھی زیادہ اہم ریاست ”جوں و شیر“ کی تھی۔ کشمیر مسلم اکثریت علاقہ تھا اور یہاں کی عوام دل و جان سے نہ صرف پاکستان کے ساتھ تھے بلکہ نصف صدی سے زائد قریبوں کی داستان رقم کرتے ہوئے آج بھی پاکستان کے ساتھ ہے۔ کشمیر کے ہندو مہاراجہ نے عوام کے جذبات کا خیر مقدم کرنے کی بجائے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور انہیں پاکستان سے الحاق کے مطالبے سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اسے ناکام ہونا پڑا۔ دوسری طرف قبائلی مجاہدین کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لیے کشمیر کی طرف بڑھے اور مظفر آباد تک پہنچ گئے جبکہ 127 اکتوبر 1947 کو بھارت نے اپنی فوجیں کشمیر میں داخل کر دیں اور اپنی روایات برقرار رکھتے ہوئے ”محمود عوام“ کا قتل عام شروع کر دیا۔

(باقی صفحہ 43 پر)

ایسے پیسا کاران کا یہ باطل نظریہ بہت جلد پاش ہو گیا۔ ہندوؤں کا یہ ظلم و ستم اور مکاری صرف قیام پاکستان تک ہی نہ تھی بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک ہندو اپنے ”اٹھنڈ بھارت“ کے نظریے پر قائم رہے اور عزیز کو مسلم سزا دینے کے درپے ہیں۔ مگر افسوس! ہمارے حکمران اور چند نام نہاد مسلمان دانشورا بھی کو ان پاسب سے بڑا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ عوام انسان کا بھی ایک محدود طبقہ یہ نظریہ رکھتا ہے کہ ہمیں اپنی بھلا کر باہم شیر و شکر ہونا چاہیے۔ یہ اظہار غلبے کا ہی کمال ہے کہ ہندو لازم کا ہر چہاری ہماری جڑیں کو کھلی کرنے میں لگے ہیں جبکہ ہم دل و جان سے اسے مضبوط سے مضبوط کرنے کی کوشش میں ہیں۔ یہ معاملہ صرف آج تک محدود نہیں بلکہ قیام پاکستان کے کچھ سال بعد سے اب تک ہمارے طبقہ اشرافیہ نے ایسے ہی کارنامے سرانجام دیے ہیں۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد ہندوؤں کی جانب سے جو سب سے بڑی زیادتی تھی وہ مسلمانوں کے بہت سے علاقوں کو ہندوستان میں شامل کرنے کی سازش تھی جو ریڈ کلف جیسے متعصب انگریز کی بدولت کامیاب ہوئی۔ دوسری طرف لا رڈ ماؤنٹ بیٹن پہلے سے مسلمانوں کے خلاف تھا اور پاکستانی قیادت سے سخت تالاں تھا۔ اس لیے ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کے لیے اس نے بنگال میں سے کلکتہ جبکہ پنجاب میں سے گورداسپور اور بنالہ اور اسی طرح حیدر آباد اور دکن، مہاراشٹر، گوا، سمیت کئی اہم خطے ہندوستان میں شامل رکھنے کا اعلان کیا۔ پھر صرف سرحدوں کے تعین تک ہی نہیں بلکہ اٹھ جات کی تقسیم میں بھی ہندوؤں نے ایسے داؤ پیچ لڑائے کہ پاکستان کے ساتھ جو بھی آباد نہ ہونے کے برابر تھے۔ فوج کی تقسیم میں بھی کیفیت یکساں سے بہتر نہ تھی۔ مسلمانوں کی کوئی مکمل بنالیں موجود نہ تھی اور غیر بہت یافتہ، نیم تربیت یافتہ اور تربیت یافتہ (یعنی ہر طرح کے) لوگ فوج میں شامل تھے۔ اسی فوج سے ہم نے ملکی سرحدات کی حفاظت بھی کرنی تھی اور باقی معاملات بھی چلانے تھے۔ الغرض ہندوؤں نے ہمیں اس حال میں چھوڑا تھا کہ کس پاکستان اب گر کر کب جب گرے!!

قیام پاکستان کے تقریباً ایک سال بعد ہی ہندوستان نے اپنی وحشت و درندگی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک مسلم ریاست پر 22 فضائی حملے کیے۔ ہوا یوں کہ حیدر آباد نے کھلم کھلا پاکستان سے الحاق کرنے کی بات کی مگر چال بازیوں کے ذریعے اس مطالبے کو با دیا گیا اور ایک سال تک حیدر آبادیوں کو گولی کی کیفیت میں رکھ کر بھارت نے بزور

دوسری طرف انگریزوں نے ہندوؤں کی ”خدمات“ کے پیش نظر انہیں خود ایک سیاسی پالیٹ فام عطا کیا۔ 1885 میں ایک انگریز مسٹر بیون نے کانگریس کی بنیاد رکھی اور پھر اسے ہندوؤں کے حوالے کر دیا۔ کئی ایک مسلمانوں کا خیال تھا کہ کانگریس ہندوؤں اور مسلمانوں کے مشترکہ مفادات کی رکھوالی کرنے والی ہے۔ ان مسلمانوں میں محمد علی جناح بھی موجود تھے مگر جلد ہی ہندوؤں کے عزائم ان پر آشکار ہو گئے اور انھوں نے اس ”ہندو جماعت“ کو خیر باد کہہ دیا۔ بہر حال کانگریس نے ہر محاذ پر صرف اور صرف ہندوؤں کے مفادات کا تحفظ کیا اور یہ کشش کی کہ وہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں۔ کانگریس کے عزائم واضح ہونے پر مسلمانوں نے 1906 میں ایک الگ جماعت ”مسلم لیگ“ کے نام سے قائم کی۔ چند سالوں کے بعد محمد علی جناح کانگریس کے عزائم سے آگاہ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے جس سے مسلمانوں کی اس جماعت کو ایک متحدہ قیادت میسر آ گئی۔

محمد علی جناح، سرسید احمد خان اور دیگر کاربریں شروع سے ہی اس بات کا قائل تھے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں اور ان کا اتحاد، دو قومی اور تقابلی ایک غیر فطری چیز ہے۔ اسی سوچ کا وسیع پیمانے پر تعارف کروانے میں علامہ اقبال کا خطبہ ”الہ آباد بہت عمدہ و معاون ثابت ہوا۔ 1930ء میں منقذہ جیلے میں انھوں نے ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا تصور پیش کیا جو مسلمانوں کی مذہبی، فکری، تہذیبی اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ناگزیر تھا۔ علامہ اقبال کی اس سوچ نے آگے نکل کر ”قرار داد لاہور“ کا لہادہ اوڑھا اور 1940 میں ایک تاریخی قرارداد پیش کی گئی جسے قرارداد پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔

1940 کو قرارداد لاہور کا پیش کیا جاتا تھا کہ ہندوؤں نے کھل کر مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی۔ انھوں نے اعلان کیا کہ ”گو ماتا“ کے گلوے نہیں ہونے دیں گے۔ انھوں نے مکاری سے سکھوں کو بھی ساتھ ملایا اور سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے اپنی کرپان نیام سے باہر نکال کر دھمکی دی کہ ”پاکستان نہیں بنے دیں گے۔“ ان کے یہ عزائم پورے تو نہ ہو سکے مگر انہوں نے قیام پاکستان کے وقت لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر کے نفرت کی اس آگ کو بھڑکا کرنے کی کوشش کی۔ جبروت کے ان واقعات کا تذکرہ اس قدر غمناک ہے کہ نہیں بیان کرنا خود کسی اذیت سے کم نہیں۔ بہر حال ہندوؤں نے جب ”ہندو مسلم اتحاد“ کے خواب مسلمانوں کو بھی ظلم و ستم کی پہلی ہیں



نبی ﷺ! یہ آپ کے مقابلے میں جہاد کے لیے آنے والے تلواریں لے کر ہتھیار لے کر مقابلے پر آنے والے نہیں شکست دینے کے ارادے سے گھروں سے نکلنے والے! اسلام کو بچا دیکھانے والے! ذرا ان کو چاہیے کہ قوم لوط کی ہستی کو دیکھیں! وہ بھی ان کے قریب ہے! قوم ثمود کی ہستیوں کو دیکھ لیں وہ بھی ان کے قریب ہے۔ ذرا دیکھیں تو سمجھ آئے! قُلْ هَٰؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَانُوا مُشْرِكِينَ ۚ هَٰؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَانُوا مُشْرِكِينَ ۚ هَٰؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَانُوا مُشْرِكِينَ ۚ ہمدینہ سے اگر کوئی تنوک کا سفر کرنے لگے تو رستے میں میدان صالح آتا ہے۔ صالح علیہ السلام وہ بستان جن پر عذاب نازل ہوا تھا۔ زلزلے آنے لگے اللہ نے پہاڑوں کو پہاڑوں سے ٹکرا کر ہستیوں کو تباہ کیا تھا۔ آج بھی اگر آپ جا لیں اس علاقے میں وہ پہاڑ وہ دھارے سلسلے ممکن ہے آپ میں سے بھی بہت سارے بھائیوں نے وہ دیکھا ہو۔ واللہ! یہ نظریہ آتا ہے کہ ابھی اللہ کا عذاب رکا ہے۔ اتنی ہیبت اتنی وحشت ان پہاڑوں پر! اور ہزاروں کا نام و نشان نہیں ملتا۔ یہ حالت اور کیفیت ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وہ مقامات مدینے کے قریب ہی ہیں۔ تو فرمایا ان لوگوں سے کہو زرا بابر لکھو تو کسی ہستیوں کو تو دیکھو وہاں کا کردیکھو جہاں اللہ تعالیٰ کے عذاب آئے ہیں! کیوں نہیں جا کر دیکھتے! اللہ تعالیٰ نے کیسے ہلاک کیا! کیسے تباہ و بار بار کیا قوموں کو ہستیوں کو کو لنگھنا فرمیں! اَمَّا لَہُمْ اَیُّ نَبِیٍّ مِّنْ قَبْلِہِمْ جَوَّابٌ مِّنْہُمْ ۚ ہمدینہ میں آج جنگ لڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مثل ان کو بھی کر دے گا۔ آج کے کافر جو آپ کے مقابلے میں آج جہاد کیا ہے اور جو آج مقابلے میں کھڑے ہیں ان کو بھی تباہ کرے گا۔

ذَٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ مَوْلَیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیۡنَ لَا مَوْلٰی لَہُمْ ۚ کِیۡوَنَ کَرَّہَا اِیۡہَا؟ اس وجہ سے کہ اللہ مومنوں کا دوست ہے جبکہ کافروں کا دشمن ہے۔ اس لئے کافروں کے ساتھ اپنے دشمنوں جیسا سلوک کرتا رہے گا۔ ”سبحان اللہ“ جہاد کرو گے تاہم اللہ تعالیٰ ان کو کرے گا۔ چھوڑے گا نہیں اللہ تعالیٰ ان کو! اللہ کے دوست ہو ایمان کی وجہ سے! اسلام کی وجہ سے! قربانیوں کی وجہ سے! اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے! تمہیں دین سے محبت ہے! اللہ سے محبت ہے! رسول ﷺ سے محبت ہے! کتاب سے محبت ہے! اللہ تمہارا دوست ہے! جب تم اللہ کے دوست ہو تو اللہ بھی تمہارا دوست ہے اور کافروں کا دشمن! تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُذِیۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا وَّعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ فِیۡحِہِہَا الْاَافَاقُ ۚ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوْا وَیَتَّبِعُوْنَ کُفْرًا تَاۡکُلُ الْاَنۡفُسَ الْکٰفِرَیۡنَ ۚ وَہٰذَا مَثَلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا ۚ

یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور محسنوں نے نیک اعمال کیے ان جنوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا فائدہ اٹھاتے اور کھاتے ہیں، جس طرح چو پائے کھاتے ہیں اور آگ ان کے لیے رہنے کی جگہ ہے۔

جہاد اور قتل کرنے والے اور اللہ کے دین سے روکنے والے... یہ جو دو طبقے ہیں جن کے مقابلے چلتے ہیں یعنی کافر اور مسلمان! اللہ تعالیٰ اب ان کا انجام بیان کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی خصلتیں بھی واضح کر رہا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُذِیۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا وَّعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ بے شک اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے انہیں جنوں میں داخل کرے گا! باغات میں داخل کرے گا۔ تَخْرُجُ مِنْ فِیۡحِہِہَا الْاَافَاقُ جن باغوں کے نیچے سے نہریں چل رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ بہت خوبصورت نقشہ جنت کا بیان کرتا ہے اور پھر ترغیب دیتا ہے کہ جو لوگ میرے لئے قربانیاں دے رہے ہیں دین کے لئے نہیں کر رہے ہیں میں نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہیں۔ وہ خوبصورت مقامات، وہ باغات، شاندار محلات اور ان کے نیچے چلنے والی نہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

میں نے ان کے لئے یہ سب کچھ تیار کر رکھا ہوا ہے اور بہت ہی شاندار انجام ہوگا ان لوگوں کا جو اللہ کے دین کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوْا اُوۡرُودَہُمۡ لُغٰۃً ۚ ہمدینہ کے لئے فائدہ اٹھاتے ہیں وَیَتَّبِعُوْنَ کُفْرًا تَاۡکُلُ الْاَنۡفُسَ الْکٰفِرَیۡنَ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ جیسے جانور کھاتے ہیں۔ اللہ نے کافروں کی سوچ کے متعلق فرمایا ان کی بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت دنیا کے مفادات کے چکر میں رہتے ہیں۔ مجھے کہاں سے دنیا زیادہ ملے گی کہاں سے فائدہ زیادہ ملے گا؟ حلال حرام کا اس کو کوئی خیال نہیں! اس پر ظلم ہو رہا ہے! کسی کا حق مارا جائے! کیا نہیں ہو رہا! کافروں ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں! اس کو تو صرف دنیا کا فائدہ ملنا چاہیے۔ اس کی دنیا میں مزے ہیں! دنیا میں اس کے خوبصورت محلات ہیں اور بہت شاندار پیش و آرام کی زندگی اور مومن یہ سارے مزے دیکر کراپنے لئے سارے مزے آخرت میں تلاش کرتا ہے۔ دونوں میں فرق ہے! کافر دنیا میں ہی سب کچھ چاہتا ہے! اس کو کس طرح زیادہ سے زیادہ فائدہ ملے گا۔ ہر چیز میں وہ یہ سوچتا ہے کہ مجھے مفاد کیا ملے گا۔ حتیٰ کہ جو منافع قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی کبھی کبھی جہاد میں آ جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی جیسے جنگوں میں بھی ساتھ چلے جاتے تھے لیکن اس سے مقصود بن کا یہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمیں اس سے دنیا میں کیا ملے گا۔ غیبت سختی ملے گی عزت ملے گی فلاں ملے گا فلاں ملے گا۔ یہ ان کی سوچ کا انداز ہے۔ تو کافر کی نظر ہمیشہ دنیا پر ہوتی ہے اور مومن کی نظر ہمیشہ آخرت پر ہوتی ہے۔ یہ دونوں سوچوں کا فرق ہے۔

بھائیو! صحیح معنوں میں جہاد کرنے والے ہوتے ہی وہ ہیں جو صرف آخرت پر نظر رکھتے ہوں۔ جو دنیا کے حالات سے متاثر نہ ہوتے ہوں۔ دنیا کے مفادات سے اس قدر وابستہ نہ ہوتے ہوں کہ ان کو آخرت بھول جائے۔ ایسا مومن مجاہد کبھی نہیں کرتا اس لئے جتنی بھی مشکلات ہوں جیسے بھی مشکل حالات ہوں وہ دیکھتا ہے ٹھیک ہے! کچھ ملتا ہے! ملے نہیں ملتا تو نہ ملے۔ ملک ملتا ہے کہ نہیں ملے! حکومت ملتی کہ نہیں ملتی! آزادی ملے گی کہ نہیں ملے گی! کیا شہید زاد ہو جائے گا۔ امریکہ افغانستان سے نکل جائے گا! عراق چھوڑ جائے گا! مسلمانوں کو یہ خطے داخل مل جائیں گے! کیا مسلمانوں کو آزادی مل جائیں گی! کیا ہمیں حکومتیں مل جائیں گی! مسائل مل جائیں گے! اس کی نظر اس بات پر نہیں ہوتی۔ اگر آزادی چاہتا ہے تو اللہ کے دین کے خلبے کے لئے چاہتا ہے۔ اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر کچھ دنیا کے لئے کچھ بھی نہیں ملتا تو آخرت میں مجھے سب کچھ مل جائے گا۔ اللہ کی جنت ملے گی! اللہ کا دیا دار ملے گا! اللہ تعالیٰ کی قربت ملے گی۔ وہ میرا اصل مقصود ہے۔ دنیا میں ملنا مجھے ٹھیک ہے! نہیں ملتا چھوڑ دینی بات نہیں۔ مجھے سب کچھ آخرت میں ملنا چاہیے۔

بھائیو! آج دنیا میں جتنا جہاد ہو رہا ہے وہ گارنٹیاں لے نہیں ہو رہا! ہمیں یہ ملے گا، تمہیں یہ ملے گا! مجاہد اللہ کے فضل و کرم سے آپ کبھی ایسی کوٹھنچ نہیں آئے گا۔ آپ نے مجاہدین کے وصیت نامے پڑھے ہیں۔ آپ نے ان کے مائنانہ جنازے پڑھے! ان کے وصیت نامے سنے! کسی مجاہد نے کبھی دنیا کے بارے میں کھانا ہے! ہمیشہ یہی لکھتا ہے! اباجی نماز پڑھیں! والد صاحب! شرک چھوڑ دیں! ہمارے گھر کے اندر یہ بدعتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ قیل سالیہ! چلو! سب کچھ کر کے اللہ کے دین پر عمل کرو۔ بہن سے کہتا ہے پردہ کیا کر رہی ہو! یہ کہتا ہے! دائیہ! کدو! خیال ہے کہ اکثر وصیت ناموں میں یہی پڑھنے کو ملے گا! پھر اپنے لیے اعلیٰ موت یعنی شہادت کی گڑھ شہادت کی قبولیت کی گڑھ! اللہ کی جنت میں جانے کی گارنٹی! والدین کے بارے میں یہی چاہتا ہے۔ اپنے بہن بھائیوں کے بارے میں بھی یہی چاہتا ہے۔ بار بار وصیتوں میں یہ لکھتا ہے۔ سبحان اللہ! اپنے رشتہ داروں سے! اپنے چچا زاد! اپنے ماموں! زاول فلاں! دور نزدیک کے رشتہ داروں سے! اپنے بھائیوں اور دوست و احباب! ہمتا! ساقی! سب کو وصیتیں! وصیتیں! ایک تقویٰ کی بات! اللہ کو یاد کرو! دین پر آ جا! اپنی آخرت! ہرگز کرو! جنت بہتر! جنت میں اپنا داخل! کچا کو لہر وصیت نامے میں اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو یہ چیز نظر آئے گی۔ (جاری ہے)

عہد..... عہدِ نبوی ﷺ کے

کفار سے معاہدات کا اسلوب سکھلاتے..... اسوۂ حسنہ کے منفرد پہلو کا جائزہ

یعنی اس معاہدے کی صورت میں نبی کریم ﷺ مدینہ اور اس کے گرد و نواح کے حاکم بن گئے تھے۔

اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کو حاصل ہونے والے بہت سے فوائد میں سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں نے اس معاہدے کی صورت میں اپنے سب سے بڑے دشمن قریش مکہ سے بھی حفاظت کا بندوبست کر لیا تھا۔ اس بات کی وضاحت معاہدے کی اس شق سے ہوتی ہے۔

● قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

الغرض یہ معاہدہ ہر صورت میں مسلمانوں کے مفادات کو جلا بخشتا نظر آتا ہے۔ یہ اس معاہدے کا بنی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان ایک ریاست کے طور پر ابھرے اور ایک ایک کر کے تمام دشمنوں پر حاوی ہو گئے۔

دوسرا معاہدہ جو نبی ﷺ نے کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ کیا وہ صلح حدیبیہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس سے قبل بھی بہت سے قبائل کے ساتھ گفت و شنید چلتی رہی اور معاملات طے پاتے رہے لیکن کوئی بڑا معاہدہ نہ ہو پایا۔

معاہدہ حدیبیہ یا صلح حدیبیہ کا پس منظر یہ تھا کہ نبی ﷺ اپنے رفقاء کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں مختلف قبائل نے لڑائی کی کوشش کی لیکن

آپ ﷺ انہیں نظر انداز کر کے گزر گئے۔ دوسرے قریش مکہ نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں کو مکہ داخل نہ ہونے دیا جائے اور شرارتوں پر آمادہ ہو گئے۔ اس صورت حال میں نبی ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ قریش

مدینہ میں اوس و خزرج کے قبائل کے علاوہ ایک طاقتور قوم بھی موجود تھی جو کہ اہل بیہود کے نام سے جانی جاتی تھی۔ یہود اپنے علمی و مادی رسائل کے اعتبار سے اوس و خزرج کے قبائل سے کہیں آگے تھے۔ نبی ﷺ کو مدینہ میں ان بیہودیوں سے دیگر غیر مسلموں کی نسبت زیادہ خطرات لاحق تھے۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ نے ان بیہودیوں اور مدینہ کی دیگر غیر مسلم اقوام کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کا ہرگز مطلب یہ نہ تھا کہ یہود کو طاقتور تسلیم کرتے ہوئے ان سے امان طلب کی گئی یا محض ان کے مفادات کو تقویت پہنچائی گئی بلکہ اگر معاہدے کی

معاہدہ لفظ ”عہد“ سے ہے۔ معنوی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا قول یا بیان جو کوئی سے دوا یا اس سے زائد فریقین کے درمیان طے پا جائے اور فریقین اس پر عمل کرنے کے پابند ہوں۔

دو برجید میں حلیف یا حریف قوموں کے معاہدات کو بہت زیادہ اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ بجا طور پر یہ معاہدات بہت اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان معاہدات میں اپنے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے نہ کہ ان کے معاہدات کے ذریعے دوسرے فریق کو فائدہ پہنچایا جائے اور اپنا نقصان کیا جائے۔

ماضی قریب و حالیہ ایام میں مسلمانوں کے دیگر اقوام کے ساتھ کئے جانے والے معاہدات یہی صورت پیش کرتے نظر آتے ہیں کہ گویا یہ معاہدات صرف انہی غیر مسلم اقوام یا ممالک کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر کئے گئے ہیں۔ جبکہ مسلم اقوام یا ممالک ان معاہدات میں بجائے فریق کے محکوم اقوام کا سارویہ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

اسلام ہرگز غیر مسلم اقوام سے معاہدات کرنے سے منع نہیں کرتا لیکن ان معاہدات کا اسلوب کیا ہونا چاہئے اس کے لئے ہمیں اسوۂ حسنہ سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ یہ ہمیں صرف دینی

معاملات و عبادات کے لئے ہی رہنمائی فراہم نہیں کرتی بلکہ ہر قسم کے دنیاوی معاملات میں بھی ہمیں مکمل رہنمائی اسوۂ رسول ﷺ سے ملتی ہے۔

ہجرت کے بعد نبی ﷺ جب مدینہ پہنچے تو اس وقت

حفظہ عماد

دفعات پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں نے مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں ایک حکومت قائم کر لی تھی۔ مسلمان مدینہ میں نئے ہونے کے باوجود اہل بیہود کے ماتحت نہ تھے بلکہ بعض معاملات میں یہود اور دیگر قبائل مسلمانوں اور نبی ﷺ کے ماتحت تھے۔

اسلام غیر مسلموں سے معاہدات کرنے سے روکتا نہیں ہے لیکن اس کا طریقہ کار وضع کرتا ہے اور نبی ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمیں اس کا باقاعدہ طریقہ سمجھایا ہے

جیسا کہ اس معاہدے کی دفعہ ۱: ● اس معاہدہ کے فریقوں میں کوئی نئی بات یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ ﷺ کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام)



کہ سے معاملات طے

کر سکیں کہ ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لیں گے۔

ادھر جب قریش نے حالات کی نزاکت کو محسوس کیا تو سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر مقرر کر کے بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں سے صلح کے معاملات طے کرے۔

سہیل بن عمرو نے جو معاہدہ کیا اس کی اہم دفعات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس جائیں گے۔ اگلے سال مسلمان مکہ آئیں گے اور تین روز قیام کریں گے۔ ان کے ساتھ صرف سوار کا ہتھیار ہوگا۔ تلواریں میان میں ہوں گی اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا۔

۲۔ دس سال تک فریقین جنگ بندی رکھیں گے۔ اس عرصے میں لوگ مامون رہیں گے۔ کوئی کسی پر ہتھیار نہیں اٹھائے گا۔

۳۔ جو محمد ﷺ کے عہد و بیابان میں داخل ہونا چاہے گا وہ

داخل ہو سکے گا اور جو قریش کے عہد و بیابان میں داخل ہونا چاہے گا ہو سکے گا۔ جو قبیلہ جس فریق میں شامل ہوگا اس فریق کا ایک جز سمجھا جائے گا لہذا

ایسے کسی قبیلے پر زیادتی ہوئی تو وہ اس فریق پر زیادتی تصور ہوگی۔

۴۔ قریش کا جو آدمی اپنے سر پرست کی اجازت کے بغیر یعنی بھاگ کر محمد ﷺ کے پاس جائے گا تو محمد ﷺ اسے واپس کر دیں گے۔ لیکن محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو شخص پناہ کی غرض سے قریش کے پاس جائے گا قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ معاہدہ لکھا اور اس معاہدے کے لکھنے پر بھی سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے جو اعتراضات تھے وہ نبی ﷺ نے صحابہ کی ناپندہ دیکھی کہ جو خود بخود رد کر دیے۔

اس معاہدہ کو اس وقت مسلمانوں نے اپنے لئے شکست محسوس کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا۔

بظاہر یہ

معاہدہ قریش کی جیت کی صورت حال پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب

معاہدہ لکھا گیا تو بجز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم غمگین تھے اور اپنے غم کا اظہار کر رہے تھے۔ حدیبیہ کے معاہدے میں جو فوہات پوشیدہ تھیں وہ وقتی طور پر مسلمانوں کے لئے باعث استغراب رہیں لیکن وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ صلح حدیبیہ واقعی مسلمانوں کی ایک عظیم فتح تھی۔

معاہدے کی پہلی دفعہ جو بظاہر قریش کے حق میں نظر آتی ہے درحقیقت یہ بھی مسلمانوں کے مفاد میں تھی۔ قریش کے لئے یہ محض وقتی فائدہ تھا کہ مسلمان مکہ میں ایک سال تک داخل نہ ہو سکیں گے جبکہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک کامیابی تھی کہ ایک سال بعد انہیں حرم میں اور مکہ میں داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔

معاہدے کی دوسری دفعہ بھی مسلمانوں کے لئے درحقیقت ایک تسلی بخش خبر تھی۔ اگرچہ گزشتہ جنگوں میں مسلمانوں نے اہل قریش

نبی ﷺ کے ان معاہدات میں ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ اگر کبھی کسی فریق نے معاہدہ توڑا تو ریا توڑنے کی کوشش کی تو اسے سنگین نتائج سے دوچار ہونا پڑا

کو واضح شکست دی تھی لیکن اس کے باوجود ان جنگوں کی وجہ سے نبی ﷺ دیگر عرب قوموں کو دین اسلام کی دعوت دینے پر اپنی پوری توجہ صرف نہ کر پائے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب قریش کی جانب سے جنگ کا خطرہ مٹ گیا تو آپ ﷺ نے اطمینان سے بادشاہوں کو بھی خطوط لکھے اور دیگر عرب قبائل کو بھی اسلام کی دعوت پیش کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد جو کبھی تین ہزار سے تجاوز نہ کر پائی تھی وہ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار تک جا پہنچی۔

معاہدے کی تیسری دفعہ قریش کے لئے ایک بڑی شکست کا مظہر تھی۔ اس سے قبل قریش مکہ صرف اپنے آپ کو عرب کا سردار اور طاقتور قوم سمجھتے تھے لیکن اس دفعہ نے یہ ثابت کیا کہ قریش

اب ذہنی طور پر

مسلمانوں کو ایک قوت تسلیم کر چکے ہیں اور

اب انہیں صرف اپنی بقاء کی فکر ہے۔ باقی پورا عرب کس کے ساتھ ملتا ہے اس بات کی انہیں چنداں فکر نہ تھی۔ لہذا مسلمانوں کی یہ ایک بڑی کامیابی تھی۔

اس معاہدے کی چوتھی دفعہ جس نے مسلمانوں کو بہت زیادہ غمگین کر دیا تھا وہ بھی درحقیقت مسلمانوں کے مفاد میں تھی کیونکہ اس میں مسلمانوں کے مقابلے میں قریش کو بہت کم رعایت تھی کیونکہ یہ بات واضح تھی کہ جو شخص مسلمان ہے وہ تو مسلمان ہی رہے گا اور نبی ﷺ کے لشکر کو چھوڑ کر نہ جائے گا۔ اگر بالفرض محال کوئی شخص چھوڑ کر بھی جائے گا تو صرف اس صورت حال میں کہ وہ مرتد ہو جائے گا۔ مسلمانوں کے لئے زیادہ بہتر ہے کہ جو شخص مرتد ہوگا وہ ان سے الگ ہی رہے کیونکہ مسلمانوں کو ایسے افراد کی قطعاً

ضرورت نہ تھی۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: **إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا رَأَيْتُمْ هَذَا يَتَّبِعُهُ اللَّهُ** ”جو ہمیں چھوڑ کر ان شرکین کی طرف بھاگا اسے اللہ نے

دور کر دیا“ (صحیح مسلم باب صلح الحدیبیہ) دوسری صورت کہ قریش کا اگر کوئی شخص مدینہ آ جائے گا تو اسے واپس کرنا ہوگا تو اس صورت میں ان مسلمان ہونے والوں کے لئے لازمی نہ تھا کہ وہ مدینہ میں ہی آئیں۔ اللہ کی زمین بہت وسیع تھی۔ ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

کچھ ہی عرصہ کے بعد قریش نے شکست کا نبی ﷺ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دے کر کہا کہ آپ ﷺ ان صحابہ رضی اللہ عنہم

کو واپس بلا لیں۔ یوں صلح حدیبیہ مکمل طور پر مسلمانوں کے حق میں ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ یہ فتح مبین ہے برحق ثابت ہو گیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد بہت سے معاهدات ہوئے۔ ان معاهدات کی نوعیت جنگ بندی کے عہد و پیمان کی سی تھی اور ان معاهدات میں مسلمانوں نے بطور برتر قوم ہند لیا۔ یہ معاهدات زیادہ تر امان ناموں پر مشتمل تھے جو عرب کے مختلف قبائل کے ساتھ کئے گئے۔

کفار مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے معاہدہ کے بعد نبی ﷺ نے جو ایک بڑا معاہدہ کیا وہ اہل نجران اور مسلمانوں کے مابین تھا۔ اس معاہدے سے قبل نجران کا وفد نبی ﷺ کے پاس تشریف لایا اور اہم معاملات پر گفتگو فرمائی۔

یہاں سے ان کا یہ وفد اس وقت واپس چلا گیا اور مسلمان نہ

ہوا۔ اگرچہ یہ سیاسی

مسلمان نہ ہوئے لیکن

اس کے باوجود یہ

مسلمانوں کے ساتھ

اچھے انداز میں رہے۔ اہل یہودی طرح انہوں نے کوئی سازشیں اور شرارتیں نہیں کیں۔

جب ایران کی حکومت کسریٰ پر یزید بن اردشیر کے ہاتھ میں منتقل ہوئی تو اس وقت عرب کے مسلمانوں کی جنگی قوت مضبوط ہو چکی تھی۔

اس دور میں نجران کے یہاں سے اپنے بڑے باوری الید الفسانی کے ذریعے محمد ﷺ کی خدمت میں تحائف کے ساتھ خراج عقیدت پیش کیا اور اپنی وفاداری کے ثبوت میں کھلو ابھیرا کہ ہم آپ کی نصرت کے لئے آپ کی طرف سے جنگ کرنے کو بھی تیار ہیں۔

حضرت محمد ﷺ نے یہ تحائف قبول فرمائے اور ان کے ساتھ ایک معاہدہ تحریر فرمایا جس کے ذریعے اہل نجران کو جان کی امان دی گئی۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دور میں اس عہد کی تجدید فرمائی۔

مندرجہ بالا تمام معاهدات میں ماسوائے اہل نجران کے ساتھ معاہدہ کے مسلمان ایک کمزور قوم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود نبی ﷺ نے جب معاهدات کئے تو اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا کہ ان معاهدات کی وجہ سے مسلمانوں اور اسلام کے مفادات پر کوئی زد نہ پڑے۔

نبی ﷺ کے ان معاهدات میں ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ اگر کسی بھی فریق نے معاہدہ توڑا یا توڑنے کی کوشش کی تو اسے

نگین نتائج سے دوچار ہونا پڑا۔

اس کی پہلی مثال اہل یہود ہیں۔ یوں تو اہل یہودی شرارتیں بڑے عرصے سے جاری تھیں لیکن غزوہ خندق کے بعد ان کی شرارتیں عروج پر پہنچ گئیں۔ انہوں نے اس نازک ترین صورتحال میں معاہدہ شکنی کی۔ سب سے پہلے بنو قریظہ کی طرف سے عہد شکنی کی گئی۔

نبی ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا اور ان کے تمام مرد گرفتار کر لئے لیکن یہاں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نہی بنی نضیر کو مجبور کیا کہ ان کو معاف کر دیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو معاف کر دیا لیکن ان کو وہیں ٹکا لادے دیا۔ اس کے بعد یہ شام کی طرف چلے گئے۔

اہل یہود اس سزا کے بعد کچھ عرصہ تک تو آرام سے بیٹھے رہے اور ان کے حوصلے بچتے نہ ہو سکے۔ لیکن غزوہ احد کے وقت

جائے گا۔

اس دفعہ کے تحت بنو خزاعہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بنوکر نے بعد عہد کی اور شہرستان ۸۷ھ میں بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ رات کی تاریکی میں ہوا اور بنو خزاعہ کے بہت سے افراد کی ہلاکت پر منتج ہوا۔ اس حملے میں قریظہ نے بھی بنوکر کی مدد کی۔ یوں قریظہ کی جانب سے بھی بعد عہد کی گئی۔ قریظہ کی یہی بعد عہد فتح مکہ پر منتج ہوئی۔ الغرض نبی ﷺ کے نزدیک یہ معاہدہ اس قدر اہم تھا کہ ایک غیر مسلم حلیف قبیلے کی خاطر اتنی بڑی جنگ جھڑپ دی۔ بنو خزاعہ کی مدد کے لئے نبی ﷺ نے مکہ پر فوج کشی کی۔ اس فوج کشی کے نتیجے میں ہی کفار مکہ سرنگوں ہوئے اور مکہ کی زمین نبی ﷺ کے حوالے کر دی گئی۔

حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے دیگر پہلوؤں پر تو بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے لیکن

سیرت رسول ﷺ کا معاہدات کا پہلو جو آج کے دور میں نہایت اہم ہے اس کا ذکر شاذ و نازیہ نظر آتا ہے۔ آج کے دور میں معاہدات کرنے والے عموماً فریقین کی بجائے حاکم و مملوک کا سامنا نظر پیش کرتے ہیں۔ اگر بات کی جائے مسلم ممالک اور باخوش پاکستان کی تو صورتحال زیادہ سنگین نظر آتی ہے۔

موجودہ حالات میں پاکستان بھارت کے ساتھ معاہدات کرنے کے پکار میں ہے اور اسے پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کا کوشش کر رہا ہے۔ ان حالات میں اگر نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ نبی ﷺ نے بھی معاہدات کئے ہیں لیکن اس صورت میں کہ مفادات پر کوئی آٹھ آنے نہ دی۔ لیکن آج پاکستان اپنے مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بھارت کے ساتھ معاہدات میں مصروف ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ ان حالات میں سیرت نبی ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے مسلم و غیر مسلم ممالک کے تعلقات استوار کرنے چاہئیں۔ اسلام غیر مسلموں سے معاہدات کرنے سے روکتا نہیں ہے لیکن اس کا طریقہ کار وضع کرتا ہے اور نبی ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمیں اس کا ناقہدہ طریقہ سمجھایا ہے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو سیرت نبوی ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے معاہدات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

گناہ..... امتحانات کی تیاری میں رکاوٹ



تقویٰ اور رب سے دعائیں کامیابیوں کی کنجیاں ہیں

پڑھائی کو وقت دینا ہے..... رات عشاء کے بعد ہر روز 2 گھنٹے ضرور پڑھنا ہے..... اگلے سال سے ہر روز ایک صفحہ ضرور تیار کرنا ہے تاکہ امتحانات کے قریب مشکل نہ ہو..... وغیرہ وغیرہ....

مگر کب؟ کیا ان امتحانات کے بعد یا...

اگر طلباء کی ناکامی کی وجوہات پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو اس طرح کے بینکروں ہی نہیں ہزاروں واقعات سننے کو ملتے ہیں کہ بہت ذہین و فطین طلباء ایک لیول پر آکر ناکام ہو جاتے ہیں اور پڑھائی سے شدید نفرت ہو جاتی ہے۔ دماغ کند ہو جاتا ہے۔ طالب علم پڑھائی میں غرق رہتا ہے آخر کار غصے سے کتابیں اٹھا کر پھینکتا ہے کہ اسے کچھ یاد نہیں ہو رہا۔ حتیٰ کہ اس کے بال بھی جھڑپے لگتے ہیں۔ جب کلاس میں باقی لڑکے آگے نکل جاتے ہیں تو احساس کمتری میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے..... جس کی وجہ سے یہ مزید پریشان ہونے لگتا ہے۔ پریشانی اسے مایوسی کی طرف لے جاتی ہے.....

ہر سال میٹرک کے تقریباً 50% طلباء فیل ہو جاتے ہیں..... ان طلباء کی ناکامی کے نقصانات کیا ہیں؟ ان میں خود کشیاں بڑھتی جاری ہیں..... ہندہ اپنے ماحول سے تو بیزار ہوتا ہی ہے لیکن اپنے آپ سے بھی بیزار ہونے لگتا ہے..... جب یہ طالب علم کامیاب نہیں ہوتا اور اپنے ساتھ پڑھنے والے کامیاب طلباء کو دیکھتا ہے کہ وہ بہت اعلیٰ سطح پر پہنچ چکے ہیں..... تو یہی طالب علم جو تعلیمی دوڑ میں کافی پیچھے رہ چکا ہوتا ہے، اس دولت کو حاصل کرنے کے لیے وہ غلط راستے تلاش کرتا ہے۔ چوری اور دیکھتی تک چلا جاتا ہے اور اس طرح ایک ایسا طالب علم جو امتحانات میں تیاری نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے معاشرے میں مجرم بن کر ابھرتا ہے اور برائیوں کی جڑ ثابت ہوتا ہے۔

کے بعد jazz کی سم لگا کر 200 ایس ایم ایس کرنے ہیں..... دماغ میں دماغی اور ذخیرہ کی تشکیل کا سلسلہ چل رہا تھا کہ بچا جان کچھ یوں گویا ہوئے۔

”جینا ایک بڑا عجیب مسئلہ ہے جو بہت کوشش کے باوجود حل نہیں ہو رہا۔ چھوٹا مینا ذہین تھا۔ گزشتہ کلاسوں میں اچھے نمبر لیتا



رہا ہے۔ اچانک پتہ نہیں کیا ہوا ہے کہ پڑھائی میں سوت ہوتا جا رہا ہے۔ اس کو ہر طرح کی سہولت دی ہے۔ دماغی ٹانگ جو آپکے سامنے پڑے ہیں۔ سب اس کے لیے ہیں مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ باقاعدگی سے کھانے کے باوجود بھی یہ پڑھائی صحیح طریقے سے نہیں کر رہا۔ ہم تو سب اس کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہیں۔ بہت یاد کرتا ہے اور بھول جاتا ہے۔ حافظہ دن بدن کمزور ہوتا

کمرے میں جا بجا دوایاں اور میوہ جات پڑے تھے۔ دوایوں کے نام کچھ اس طرح تھے: دماغی ذخیرہ، گویا زبان، خوابان، روشن بادام، اور اس طرح بادام کی گریاں، خالص دیہی گھی سے بنا ذخیرہ کا بھرا ہوا ڈبہ اور اس کے علاوہ بہت ساری ادویات پڑی تھیں۔ پہلے تو یہ لگا کہ گھر کے اس کمرے میں چھوٹا سا بریل دو خانہ قائم ہے لیکن جب ان ادویات کے ساتھ ہی بائیو، ریاضی، کیمسٹری کی کتابیں اور مونی مونی نوٹ بکس جو اندر سے صاف ستھری تھیں نظر آئیں تو اشتیاق بڑھا۔ مزید غور کرنے پر تھوڑا سا آگے دیوار کے ساتھ ایک صفحہ لگا نظر آیا جس پر سارا شیڈول لکھا ہوا تھا۔

”ذخیرہ ایک کپکپ دودھ کے ساتھ، سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ..... ہر کھانے کے بعد یہ دوائی..... فلاں دوائی وغیرہ.....

ساری بات سمجھ آگئی کہ یہاں یقیناً کوئی سائنسدان پڑھ رہا ہے یا کسی خاص کتاب پر بہت ہی گہرائی سے تحقیق ہو رہی ہے اور ایسے لگ رہا تھا کہ بہت جلد کوئی نئی تحقیق اس کمرے سے منظر عام پر آئے گی.....

ابھی میں رشک بھری نگاہوں سے ان سب چیزوں کو دیکھ رہا تھا کہ اس بھائی جس کے گھر میں ہم موجود تھے کے والد محترم کمرے میں داخل ہوئے۔ فوری اپنے آپ کو سینا اور سیدھا ہو کر بیڈ کے ساتھ ٹیک لگنے کے لیے پیٹھ گیا۔ جب ٹیک لگنے کے لیے کئیے کو سیدھا کیا تو اس کے نیچے ایک ناول نظر آیا اور ساتھ ہی موبائل کی دویمیں۔ فوری کئیے کو نیچے کر دیا، نہیں خدا خواستہ چچا جان کی انٹراس پر نہ پڑ جائے.....

انہوں نے ہم سے بات چیت شروع کر دی اور ہمارے ذہن میں یہ بات گونجنے لگی۔ دو چھ ذخیرہ کی کھانے کے بعد 20 صفحے ناول کے غور سے پڑھنے ہیں..... ایک چھچھ دماغی کھانے

برے کاموں پہ ڈٹے رہنے کی وجہ سے دل کمزور ہو جاتا ہے اور

دل کی کمزوری انسان کے باقی اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے

جس کی وجہ سے انسان میں حوصلہ اور ہمت کم ہوتی جاتی ہے

جا رہا ہے۔ حالانکہ پہلے اس طرح نہ تھا بہت زبردست حافظے کا مالک تھا مگر پچھلے ٹیسٹوں میں پیشکش ہوا ہے اور چند نمبروں کے بعد آنے والے فائنل امتحانات کے لیے اس کی تیاری نہ ہونے کے برابر ہے۔“

قارئین! امتحانات یقیناً طلباء کے لئے آزمائش ہوتے ہیں۔ اس دوران اکثر یہ فیصلے سننے کو ملتے ہیں۔

اب تو ایسی پڑھائی کرنی ہے کہ سب کو پیچھے چھوڑ دینا ہے..... لڑکے کرکٹ کے لیے چیخ چیخ کر بھی بلائیں تو پھر بھی اپنی

چیزیں استعمال کرے گا۔ گریٹ اور شراب کا نشا اسے کہیں مستقل مزاجی سے پیٹھ نہیں دے گا۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔
”اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کے لیے اس نے کوشش کی۔“ (سورہ نجم)
یعنی جو جتنی کوشش کرتا ہے وہ کافر ہو یا مسلمان اللہ پاک اسے ضرور دیتا ہے۔

ایک یورپی سائنسدان اپنی داستان زندگی میں لکھتا ہے کہ میں اپنے کام میں اس قدر گمن تھا کہ مجھے تمام دنیاوی چیزوں سے شدید بیز چڑھ جاتی تھی گو کہ میرے سامنے ہر وہ چیز اور مشاغل تھے جن کے لیے میرے آس پاس کے لوگ وقت نکالتے تھے، آج مجھے اس چڑنے اس مقام پر پہنچا دیا۔
اب اس کا حل کیا ہے کہ ذہانت تیز ہو سکے اور امتحانات میں کامیابی بھی حاصل کی جا سکے اور زندگی بھی منظم انداز میں چل جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

واتقوا الله ويعلمكم الله....
”اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم دے گا۔“

جی قارئین! سب سے پہلی چیز تقویٰ ہے۔
اللہ سے ڈرو جڑا ہے، تقویٰ اسے اختیار کرتا ہے اللہ خود اسکی مدد کرتا ہے کیونکہ ایسا بندہ مومن ہوتا ہے۔ انجی کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ”اور مومن کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے“ (البقرہ)
حضرت شافعی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔
”جب تک علم اللہ کے نور میں سے ایک نور ہے اور یہ نور کسی گناہ گار کو غلام نہیں کیا جاتا۔“

قارئین! گناہ کرنے سے آدمی دینی علم سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور اللہ کی عظمت دل سے نکل جاتی ہے۔ جس دل سے اللہ کی عظمت نکل جائے اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ جس پر اللہ کی لعنت ہو وہ کبھی بھی دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے نیک بندوں کے دل مضبوط ہوتے ہیں، ان میں ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے۔ ان کے عزم پتھر کی چٹانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان میں قوت فیصلہ ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ ظاہر کرتا ہے کہ اگر ہم رب کا تقویٰ اختیار کر لیں اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے رب سے دعائیں کریں تو بہت جلد اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر دے گا جو یہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی سوار اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ آمین۔

چہروں پر محسوس اور سیاہی کا غلبہ ہوتا ہے۔
جس دل میں گناہ کے علاوہ کوئی طلب نہ ہو وہ کیسے اپنی پڑھائی پہ توجہ دے سکے گا اور اپنے معاملات کو صحیح طریقے سے چلا سکے گا؟ ہاں پڑائیوں کا سہارا لیکر ایسا انسان دولت اور سچے پیسے کاغذ پر لکھتا ہے۔ لیکن اس کے اندر ایک غلاظت چھپی ہوتی ہے۔ اس کی عزت معاشرے میں صرف مطلب لوگ ہی کرتے ہیں یا اس کے رعب کی وجہ سے اس کی عزت ہوتی ہے۔ یہی انسان جب بڑھاپے میں داخل ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ ساری دنیا جتنی کہ اولاد بھی اس سے دور ہو جاتی ہے۔
اسی طرح ایک طالب علم جو انتہائی سختی تھا، کالج میں داخلہ ہوا، پڑھائی شروع ہوئی۔ گھر والوں نے ان کیڈی میں داخلہ لے دیا۔ وہاں وہ انویات میں پھنس گیا۔ اسے جب سمجھایا جاتا یہ چیز چھوڑ کر اپنی پڑھائی پہ توجہ دو تو وہ جواب دیتا کہ اس کا میری پڑھائی سے کیا تعلق ہے؟ پڑھائی تو بالکل ایک الگ چیز ہے۔

جس پر اللہ کی لعنت ہو وہ کبھی بھی دنیا کے اندر کامیاب نہیں ہو سکتا اور آخرت میں بھی اللہ کے نیک بندوں کے دل مضبوط ہوتے ہیں، ان میں ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے

محترم قارئین! بہر حال گناہ اپنی ایک خواست رکھتا ہے جو بندے سے اس کی قابلیت سمجھن لیتا ہے اور اسے بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہے۔ وہ طالب علم کچھ ہی عرصے بعد انتہائی بری طرح ناکام ہوا۔ کچھ دیر وہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتا رہا۔ کافی سالوں بعد اس کے گھر والوں نے اسے بیرون ملک بھیج دیا۔
گناہ دل میں بڑی پیدا کرتا ہے۔ برے کاموں پہ ڈٹے رہنے کی وجہ سے دل کمزور ہو جاتا ہے اور دل کی کمزوری انسان کے باقی اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان میں حوصلہ اور ہمت کم ہوتی جاتی ہے۔ دلیری اور مردانگی اس سے دور بھاگتی ہے، ناامیدی مستقل ذریعہ جماعتی ہے۔ اب یہ طالب علم اپنے استاد کے سامنے سوال نہیں کر سکتا۔ زبان لڑھکائی ہے۔ ناامیدی اس طالب علم میں امتحانات میں ناکامی کا ڈر پیدا کر دیتی ہے۔ لائق اور ذہین لڑکوں کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو بھرتا ہے۔ بے چین رہتا ہے۔ نفسیاتی مریض بننے لگتا ہے۔

ایک فحش فلم دیکھنے کے بعد یہ لیکچر لے گا تو اس کا ذہن ادھر ہی اٹکا ہوا ہوگا۔ لیکچر کے دوران بار بار ذہن اس طرف جائے گا اور مجبور ہوگا کہ اپنے یہ لیکچر چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ خرد و نشہ آور

UET کا ایک طالب علم جو F.Sc میں بہت محنت کر کے یہاں تک پہنچا اور اس کا Electrical Engineering میں داخلہ ہوا۔ کچھ عرصہ پڑھائی ٹھیک ہوتی رہی لیکن کچھ ہی عرصہ بعد معاملہ خراب ہونے لگا اور پڑھائی میں سستی ہونے لگی۔ اس نے فکر کرنا شروع کر دیا لیکن وہ مستقل مزاجی سے پڑھائی نہیں کر پاتا تھا۔ نتیجتاً اس کو پڑھائی چھوڑنی پڑی۔
پڑھائی میں کمزور ہونے کی وجہ کیا تھی؟ امتحانات کی تیاری بھی نہ ہو سکی کیونکہ کچھ یاد نہیں ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ ایک ذہین طالب علم جو F.Sc میں ٹاپ کر کے UET میں پہنچا تھا۔
ذہن کا کندہ ہونا اور امتحانات کے نزدیک تیاری صحیح طریقے سے نہ ہونے کے دو اسباب ہیں۔ جس میں پہلا سبب نہایت اہمیت کا حامل ہے، جس کے متعلق ہمارا طالب علم کبھی سوچتا ہی نہیں ہے۔ امتحانات کی تیاری میں ناکامی اور ذہانت میں کمی ایک بہت بڑی وجہ گناہ ہے۔

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گناہ سے پریشانی تذبذب اور نفسیاتی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ گناہ سے خون میں ہشامین نامی مادہ کی زیادتی ہو جاتی ہے، جس سے دماغ کے خلیات بہت زیادہ متاثر ہو جاتے ہیں اور انسان

بے شمار ہلک بھاری یوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بعض گناہوں کے اثرات ذہنی بیماریوں کی صورت میں اور بعض کے اثرات جسمانی بیماریوں کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ جب عضلات کھینچ جاتے ہیں تو دماغ بوجھل ہو جاتا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے خوف، گھبراہٹ، مایوسی، چڑچا پن آ جاتا ہے۔... وحشت ناک خواب آنے لگتے ہیں۔... باضم خراب ہو جاتا ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ رنگ زرد اور پیلا ہو جاتا ہے۔... نظر کمزور ہو جاتی ہے۔... پکڑ آنے لگتے ہیں اور تھوڑا سا جتنی کام کرنے سے دماغ تھک جاتا ہے۔... پھر پڑھنے لکھنے کو جی نہیں چاہتا!! اعصابی کمزوری بندے کو اندر سے بے ترتیب ختم کردیتی ہے۔ ایک رویہ سکارلہ مطابق ذہانت غیر اخلاقی سرگرمیوں کی وجہ بہت زیادہ سے متاثر ہوتی ہے اور گناہ بندے کی غیر معمولی صلاحیتیں سلب کر لیتے ہیں۔

گناہ کے اثرات انسان کے دل پہ ہوتے ہیں اور دل سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جب دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسان کے چہرے پہ ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں۔ جو لوگ جھوٹے عشق و محبت نفسانی جذبات اور فحاشی کا شکار ہوتے ہیں، ان کے چہروں سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے

کارٹونز: ایک اہم ثقافتی ہتھیار

جن کے ذریعے سے نسل نو کی اسلامی شناخت مٹانے کا کام جاری ہے.....!!

یہ تمام باتیں سن کر دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ایسی کیا بات ہے ان کارٹونز میں، جن کی خاطر بچے کے والدین اس حد تک جانے پر تیار ہیں۔ مزید کچھ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ ان انڈین کارٹون میں مرکزی کردار ایک بچے کا ہے۔ اس بچے کو دیو مالائی طاقتوں کا حامل دکھایا گیا ہے اور یہ بچہ پوری طرح ہندو رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ مزید خطرناک بات یہ کہ جو بچے یہ کارٹون دیکھتے ہیں کہ وہ اسی کردار کو نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کارٹون کو اپنا ہیرو خیال کرتے ہیں۔

میں نے سوچا کہ پاکستان میں کیلپ پراس وقت چلتے چلتے میں ایسے کارٹون کی بھرمار ہے جن میں مسلمان بچوں کے لیے سامانِ بلاکت موجود ہے۔ ان کارٹونز پر چلنے والے کرداروں کی نقلی کرنا مسلم امہ کے ان نونہالوں کا دھیرہ بن چکا ہے۔

☆.....☆.....☆

وہ دونوں بچے جنگ پر جانا چاہتے تھے لیکن جنگ کا سپہ سالار ان کی کم عمری کی وجہ سے انہیں اجازت دینے میں متامل تھا لیکن یہ دونوں بچے اس بات پر مصر تھے کہ ہم نے جنگ میں جانا ہے اور اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ بالآخر قرار یہ پایا کہ بڑے بچہ کو بھیجا دیا جائے اور چھوٹے بچہ کو روک لیا جائے لیکن چھوٹا بچہ اس بات پر مصر تھا کہ وہ اپنے بڑے بھائی سے زیادہ طاقتور ہے۔ سپہ سالار نے دونوں کی کشمکش کو دالے کا فیصلہ کیا تو چھوٹے بھائی نے پہلے ہی بڑے بھائی سے کہہ دیا کہ آپ نے تو جنگ پر چلے ہی جانا ہے۔ اس لیے مجھ سے کشمکش باجائیں تاکہ مجھے

کر رہا ہے لیکن جب اس نے سنجیدگی کے ساتھ یہی بات دہرائی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی مسئلہ ہے لیکن دماغ ابھی تک اس بات

روحان ابراہیم

کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ میں نے مزید تہلی کے لیے اس بھائی سے پوچھا کہ ایسے کون سے کارٹون ہیں جن کی خاطر بچے کے والدین بھی اس کا ٹیوشن نام نہ تبدیل کرنے پر مجبور ہیں۔ میرے استفسار پر مجھے پتہ چلا کہ یہ انڈین کارٹونز

دیکھیں! آپ میرے بچے کا ٹیوشن نام تبدیل کر دیں، یہ اس وقت ٹیوشن نہیں آ سکتا۔ وہ خاتون اس وقت ٹیوٹر سے جھگڑ رہی تھیں۔

لیکن اس وقت یہ بچہ کیوں نہیں آ سکتا؟ ٹیوٹر نے بے چارگی سے پوچھا۔

میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ یہ اس وقت ٹیوشن نہیں آ سکتا اور آپ کو وہ بھی بتا دی ہے۔

دیکھیں آپ نے جو وہ بتائی ہے وہ معقول نہیں ہے۔ اب اتنی چھٹی سی بات پر تیش ٹیوشن نام کیسے تبدیل کر سکتا ہوں۔

یہ آپ کے نزدیک چھٹی سی بات ہوگی مگر بچے کے نزدیک نہیں۔ بہر حال اگر آپ ٹیوشن نام تبدیل کر سکتے ہیں تو بتائیں، ورنہ ہم اپنے بچے کو کہیں اور پڑھا سیں گے۔

مجبوراً ٹیوٹر کو یہ کہنا پڑا کہ ٹھیک ہے، آپ اپنے بچے کو لے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ خاتون اپنے بچے کے ہمراہ تشریف لے گئیں۔

میں خاموشی سے کھڑا اس

صورتحال کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس خاتون کے جانے کے بعد میں نے اس بھائی سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ اگر ان کا زیادہ مسئلہ ہے تو آپ ان کا ٹیوشن نام تبدیل کر دیں۔ میری یہ بات سن کر وہ بھائی پہلے تو خاموش رہا پھر گویا بولا بھائی ان کا مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت بچے نے ٹی وی پر کارٹون دیکھنے ہوتے ہیں۔ میں سمجھا شاید یہ مذاق

ADVENTURE
TIME

BEN
10

CN
CARTOON NETWORK

Disney

BATMAN

WARNER BROS. VIDEO

POKÉMON

TOM & JERRY
Trick and Treats

اگر کسی بھی ٹیکنالوجی کی ڈیٹا منتقل کرنے کی کم از کم 200 کلو بائٹس فی سیکنڈ 0.2 میگا بائٹس فی سیکنڈ ہے تو وہ ٹیکنالوجی 3G ٹیکنالوجی کہلاتی ہے۔ دنیا کی اکثر کمپنیاں 3G نیٹ ورک فراہم کرتی ہیں وہ اس رفتار سے زیادہ رفتار مہیا کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ بہر حال یہ کم از کم ڈیٹا منتقل کرنے کی کم از کم رفتار ہے۔ اس سے کم اگر کسی ٹیکنالوجی کی رفتار ہو تو وہ ٹیکنالوجی 3G نہیں کہلائے گی۔

حالیہ 3.5G اور 3.7G ٹیکنالوجیز ہیں جو کوئی میگا بائٹس فی سیکنڈ ڈیٹا منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس وقت پوری دنیا میں 3G نیٹ ورک پھیل رہا ہے۔

3G نیٹ ورک 2G نیٹ ورک کی نسبت اپنے پچھلاؤ میں سست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 2G سے 1G کی بی ریڈیو فریکوئنسی پر کام کرنا شروع کر دیا تھا جبکہ 3G کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اس کے لئے الگ سے ریڈیو فریکوئنسی قائم کرنی پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے موبائل استعمال کرنے والوں کا ایک چوتھائی حصہ بھی ابھی تک 3G ٹیکنالوجی کو اپنا نہیں پایا ہے۔

3G ٹیکنالوجی کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ 2G ٹیکنالوجی کی نسبت زیادہ محفوظ نیٹ ورک فراہم کرتا ہے۔

3G ٹیکنالوجی کی ایکٹویشن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

- موبائل وی
- ویڈیو کانفرنس
- لوکیشن بیسڈ سروس
- GPS گلوبل پوزیشننگ سسٹم

لوکیشن بیسڈ سروس سے مراد ایسی خدمات ہیں جن کی مدد سے کسی بھی جگہ کی لوکیشن یا موبائل کی لوکیشن معلوم کی جاسکتی ہے۔ جبکہ گلوبل پوزیشننگ سسٹم سے مراد ایک ایسا سسٹم ہے جس کی مدد سے دنیا بھر میں کوئی بھی انسان سفر کر سکتا ہے۔ محض اس سسٹم کی بنیاد پر یہ تکنیک یہ نہ صرف آپ کو آپ کی موجودہ جگہ بتاتا ہے بلکہ اگر آپ یہ کہیں سفر کرنا ہے تو آپ کو راستہ بھی بتاتا ہے۔

3G ٹیکنالوجی کے بعد اب 4G ٹیکنالوجی بھی وجود میں آگئی ہے۔ اس ٹیکنالوجی میں ڈیٹا منتقل کرنے کی رفتار ایک گیارہ بائٹس یعنی ایک ہزار میگا بائٹس فی سیکنڈ ہے۔

ٹیکنالوجی تو ایسی چیز ہے جس میں نئی سے نئی جہت سامنے آتی ہی رہتی ہے۔ ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس ٹیکنالوجی کی مدد سے کیا کر رہے ہیں۔ کیا صرف عیش یا سستی سے نئی ٹیکنالوجی کے ذریعے اسلام کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس وقت دنیا کی رنگینی میں گم ہوگا اور جب اسلام کی عزت پر ڈاکا ڈالا جائے گا تو اس وقت یہ اپنے کسی ”ہیرڈ“ کی مش بننے میں کوشاں ہوگا لیکن کیا ایک مسلم نوجوان اور بچے کا مستقبل یہی ہونا چاہیے؟

جہاں تک یہ سوال ہے کہ اگر بچے کا رٹون نہ دیکھیں تو پھر کیا کریں تو اس معاملے میں بھی بہت ساری تجاویز موجود ہیں بشرطیکہ آپ غلطیوں سے سب سے کارآمد طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے قریب جتنے بھی بچے موجود ہیں ان کے درمیان بزم ادب کروائیں۔ بچوں سے چھوٹی چھوٹی چیزیں سنیں۔ کوئی تلاوت، نعت یا ترانہ۔ اگر کوئی بچہ کوئی اچھی بات کر سکتا ہے تو اس کو بھی موقع دیں۔ پھر ان بچوں میں سے نمایاں کارکردگی دکھانے والوں کو انعامات دیں۔ انعامات خواہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں لیکن یہ بچوں کے لیے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ

بھی کفار کے خلاف اپنی بھڑاس لگانے کا موقع مل سکے۔ بڑا بھائی جان بوجھ کر کشتی بار جاتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں بھائی جنگ میں شریک ہو گئے۔ چشم فلک نے دیکھا کہ یہ دونوں لڑکے جو ابھی نوجوان کہلانے کے حقدار بھی نہیں تھے، انہوں نے کفر کے سب سے بڑے سردار کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں بچے تاریخ میں معوذ اور معاذ جنت کے نام سے مشہور ہوئے اور اسلام اور کفر کی پہلی فیصلہ کن جنگ میں ان دونوں بچوں نے ایوانِ جلال کو قتل کیا۔

☆.....☆.....☆

مندرجہ بالا دونوں واقعات میں ہلکا تضاد ہے کیونکہ مسلمان بچوں کے لیے آئیڈیل ہندو نہیں بلکہ یہ مجاہد صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں کہ ان کے نقش قدم پر ہمارے بچے چلنے اور ان کے دل میں بھی کفر کے خلاف کچھ گزرنے کا جذبہ ہوتا۔

گمراہوں! آج ایک مسلمان گھر کا بچہ اپنا ہیرو ایک

گھروں میں عموماً بچوں کو کارٹون کے ذریعے بہلایا جاتا ہے کہ اگر بچے تنگ کر رہے ہیں تو ان کو کارٹون لگا کر دے دیے جائیں، مگر یہ نہیں سوچا جاتا کہ سکرین پر ناچنے والے ان کرداروں کا ان معصوم ذہنوں پر کیا اثر ہوگا؟

جی ہفت میں ایک دن شخص کریں کہ اس دن بزم ادب ہوگا۔ تمام بچے تیاری کریں۔

پھر اسی طرح ہر بزم ادب میں آپ خود کسی صحابی رسول ﷺ کا واقعہ سنائیں یا کسی اور نچپ اسلامی واقعہ کا احوال بیان کریں۔ کوشش کریں کہ ہمارے بچے تیز و ذکاوت صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی، نور الدین زنگی، علاء الدین کے واقعات ذرا

دلچسپ انداز میں کہانی کی طرح سنائیں۔ پھر سلسلہ میں تک محدود نہ رکھیں بلکہ بچوں میں کونز پروگرام کر دلائیں اور اسلام سے متعلق سوالات پوچھیں۔ اسی طرح بچوں کو قتالہ بازی میں مختلف دعائیں یاد کروائیں۔ ان کے درمیان مختلف گیمز کروائیں۔ یہ یقینی طور پر ایسی سرگرمیاں ہیں کہ آپ کے بچے کا رٹونز کو بھول جائیں گے اور اس اعنت سے چھڑکا رہا حاصل کر لیں گے۔

اسی دوران آپ بچوں کو نماز کی ترغیب دلائیں۔ پوری نماز پڑھنے والے یا تکبیر ادا کرنے والے انسان کو تین نوازیں پڑھنے والے کو انعام سے نوازیں۔ انعام تو کوشش کرے انسان تو کیا نہیں ہو سکتا۔

گزارش یہی ہے کہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے مستقبل کو بچائیں اور انہیں اسلام کے سانچے میں ڈھالیں اور ان کے آئیڈیل معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہم ہونے چاہئیں نہ کہ کوئی بھی ہندو کردار!!

ہندو کردار کو سمجھتے تو ہم توقع کر سکتے ہیں کہ کل کفر اور اسلام کی جنگ میں وہ کہاں کھڑا ہوگا؟ معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجاہدین کی صف میں یا غیر مسلم کرداروں کی لٹائی کرتے ہوئے جنگ سے دور؟؟؟؟؟ جبکہ یہ مجاہد سے لبریز یاد دہانی آسان سون میں گم؟؟؟؟؟ کفر کے خلاف دل میں نفرت لیے ہوئے یا.....؟

یہ ہمارے لیے فکر یہ ہے۔ ہمارے گھروں میں عموماً بچوں کو کارٹون کے ذریعے بہلایا جاتا ہے کہ اگر بچے تنگ کر رہے ہوں تو ان کو کارٹون لگا کر دے دیے جاتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا کہ سکرین پر ناچنے والے ان کرداروں کا ان معصوم ذہنوں پر کیا اثر ہوگا۔ یہ معصوم بچے جن کے ذہن سلیٹ کی مانند ہیں۔ ان کے ذہنوں میں اسلامی غیرت و حیت اور جذبہ جہاد کی جگہ کیا تصورات اور خیالات جنم لیں گے؟ یہ بچہ اسلام کے دفاع کے لیے کیا خدمات سرانجام دے سکے گا؟

ایک بڑا سوال جو عموماً کیا جاتا ہے کہ اگر بچوں کو کارٹون دیکھنے کو نہ دیں تو کیا کریں۔ بچے تنگ بہت کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو سوچنے آج یہ صرف آپ کو تنگ کریں گے لیکن اگر یہ انہی غیر مسلم کرداروں کو کچھ دہیں تو کل پوری امت مسلمہ کے لیے تنگی کا باعث بنیں گے۔ جب مسلم بچیوں کی عزتیں پامال ہوں گی تو یہ

اسلام سے قبل روم و ایران کی عظیم بادشاہتیں اپنے عہد کی متمیز ترین اقوام میں شمار ہوتی تھیں۔ انتظامی اور عسکری نظام میں ان سلطنتوں نے گونا گوں ترقیوں کیں۔ چنانچہ ایک عسکری نظام رائج کیا گیا جسے تاریخ میں نظام جاگیرداری (Feudal System) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس

نظام کے تحت ملک میں بڑے بڑے امراء اور سپہ سالاروں کو گران قدر جاگیریں دی جاتی تھیں اور ان جاگیروں کی آمدنی کے مطابق بوقت جنگ فوج کی ایک مقررہ تعداد کی فراہمی ان پر لازمی ہوتی تھی۔ اس طرح پورا ملک طاقت ور جاگیرداروں میں منقسم ہو گیا تھا اور یہ امراء اپنی ذاتی اغراض و مصالح کے تحت حکومت سے اکثر و بیشتر بغاوتیں کرتے رہتے تھے۔ یہ تو اس وقت کی دنیا کی ترقی یافتہ سلطنتوں کا حال تھا اور عربوں کی یہ حالت تھی کہ ان کا حربی نظام غیر منظم اور بے ترتیب تھا۔ بوقت ضرورت لوگوں کو رضا کارانہ خدمات انجام دینی پڑتی تھیں۔ شمالی عرب کے قبائل جن کی زندگی جنگ و جدل کی نذر ہو جاتی تھی اور وہ ہمیشہ حالات جنگ میں رہتے تھے بھی کسی منظم اور باقاعدہ نظام حربی سے آشنا نہ تھے۔ کسی دشمن قبیلے کے حملے یا کسی مخالف قبیلے پر حملہ کے موقع پر ہر شخص اپنے قبیلے کی حمایت میں جنگ کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اسلحہ جنگ کی فراہمی گھوڑے اور سامان خورد و نوش کی رسائی ہر فرد کی ذاتی ذمہ داری تصور ہوتی تھی۔

اسلام نے جو نظام عسکری قائم کیا، اس کی بنیاد فیضہ بہاد پر ہے۔ اسلام میں جہاد و ہجرت کے بعد فرض کیا گیا۔ باقاعدہ نظام عسکری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قائم ہوا۔ آپ 15 ہجری میں ایک باقاعدہ اور منظم فوجی نظام کے قیام کے لئے عقیل بن ابی طالب، خزیمہ بن ثعلف اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم کو جو

تمام عرب میں علم انساب کے ماہر تھے قبائل عرب کی اسم نویسی پر مامور کیا۔ اس طرح تمام قبائل کے نام دیوان العطاء یا دیوان الخاف میں درج کئے گئے۔ ابتداء میں صرف ایسے لوگوں کا نام درج کیا گیا جو جنگ کے قابل تھے مگر بعد میں عرب مردوں کے نام قبائل کی

جنگی مشقتوں کے سلسلے میں فوج کو چار چیزوں کی بہت تاکید کی جاتی تھی، تیرنا، شہسواری، تیراندازی اور ننگے پاؤں دوڑنا، سواروں کے اسلحہ میں زرہ، آہنی تلوار اور نیزے شامل تھے

ترتیب کے ساتھ درج کئے گئے۔ اس طرح تمام عربوں کی ایک ایسی فہرست تیار ہوئی جو بوقت ضرورت جہاد کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اس فہرست کو دھجوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلی فہرست میں صرف ان لوگوں کے نام درج کئے گئے جو فوجی چھاؤنی میں قیام رہتے۔ یہ گویا قاعدہ فوج تھی اور دوسری فہرست میں ایسے لوگوں کا نام درج کیا جاتا جس سے بوقت ضرورت فوجی خدمات لی جاتی

تھیں۔ اسے مکتوبہ کہتے تھے۔ فرق اتنا ہے کہ آج کے دور میں مکتوبہ کو تنخواہ نہیں ملتی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تنخواہ بھی مقرر کی تھی۔

عسکری نکتہ نظر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام ملک کو دھجوں میں منقسم کر دیا۔ ایک شہری آبادی اور دوسری فوجی آبادی تھی۔ جن مقامات کو فوجیوں کے لئے مخصوص کیا گیا انہیں ”جندہ“ کہا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عرب عراق شام اور مصر مکمل فتح ہو چکے تھے۔ بقیہ علاقوں میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لئے ”اجناد“ کا قیام انہی علاقوں میں عمل میں آیا۔ جو

علاقہ فوجی انتظام و انصرام کے لیے موزوں تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

کونہ بصرہ، دمشق، حص، فلسطین، اردن، فسطاط اور مدینہ۔ ان مقامات پر عرب کے قبائل کو آباد کیا گیا جن پر فوجی خدمات کی انجام دہی ضروری تھی۔ مندرجہ بالا علاقوں میں چار چار ہزار گھوڑے فوجی فتنہ چراگاہیں اور سامان رسد کے ذخیرے ہوتے تھے۔ اسلحہ سمیت فوجیوں کی جسمانی تربیت اور جنگی مشقوں کے بھی انتظامات کئے گئے۔ ”اجناد“ کے علاوہ سرحدی اور دوسرے مرکزی مقامات پر قلعے فوجی چھاؤنیاں اور دوسرے جنگی انتظامات کئے گئے۔

رومی آئے دن شام و مصر کے ساحلی علاقوں پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ ان علاقوں کی مدافعت کی غرض سے ساحلی علاقوں پر قلعوں کی تعمیر، قدیم قلعوں کی مرمت اور فوجی انتظام و انصرام کے انتظام کے علاوہ عرب قبائل کی متعدد بستیوں قائم کی گئیں تاکہ رومیوں کے حملوں کا مؤثر جواب دیا جاسکے۔

خلافت راشدہ میں باقاعدہ اور رضا کار فوجوں کی تعداد چھ سات لاکھ سے کم نہ تھی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہر سال تین ہزار نئے جاہلین بھرتی کئے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ کوفہ و بصرہ کی ”اجناد“ میں ایک لاکھ عرب بھی رہتے تھے۔ اگرچہ عساکر کی کلویں اسلامی عربی تھی مگر پھر بھی اس میں غیر عرب عنصر کی آمیزش کا آغاز ہو گیا تھا۔ فوجیوں کی تنخواہیں کم از کم تین سو درہم سالانہ تھیں۔ افسروں کی تنخواہیں سات ہزار سے دس ہزار درہم سالانہ تک ہوتی تھیں۔ ابتداء میں یہ دستور تھا کہ اہل فوج کے بچوں کی تنخواہ اس وقت تک مقرر کی جاتی تھی جب وہ دودھ پینا دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے۔ (باقی صفحہ 43 پر)

عمر فاروقی کا عسکری نظام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوج کو ایسے منظم انداز میں ترتیب دیا کہ قبل ازیں اس کی مثال نہیں ملتی

لاکھوں متر بانٹیوں کے بعد بھی کشمیری جذبے اور عزم جوان ہیں

شہرِ رگ و وطن

چپ نکلیا کی بھیڑیوں کے دانتوں سے چھڑوائے کا وقت آچھنچا

کل یہ جنگ ہمیں اسلام آباد لا ہو اور کراچی میں لڑنا پڑے گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس دن مقبوضہ کشمیر آزاد ہوگا اور بر زمین کی اتانیت، غرور اور تکبر کا بت کشمیر کے سنگلاخ پہاڑوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگا وہ پاکستان کی تکمیل کا دن ہوگا۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کی پالیسی قدیم بھارتی مفکر اور دانشور چانکیہ کے اس قول پر مبنی ہے۔

”جب تم اپنے دشمن کو مارنا چاہو تو اس سے دوستی پیدا کرلو اور جب اسے مارنے لگو تو اسے گلے لگاؤ اور اسے مار پکڑو تو اس کی لاش پر آنسو بہاؤ“

بھارت یہی پالیسی پاکستان کے ساتھ اپنائے ہوئے ہے۔ پہلے ہی ہم پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ جب انڈیا نے اپنا یہ کام قیام پائی اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مکمل کروایا تو اس وقت کی بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی نے کہا کہ ”ہم نے نظریہ پاکستان کو نکلے رنگال میں ڈبو دیا۔“

یہ وہ بھارت ہے جس نے 1965ء کی جنگ پاکستان پر مسلط کی۔ 1984ء میں سیانچن پر قبضہ کیا۔ 1992ء میں باری سجد کی شہادت سیت اب تک ہزاروں مساجد کو گرا چکا ہے۔ یہ وہی بھارت ہے جس نے سمجھوتہ انکسپیرس کو جلا کر

معصوم پاکستانی شہریوں کی جان لی۔ بھارت کے اس سیاہ ماضی کے باوجود ہمارے حکمران ہیں کراڈیا سے دوستی اور پناہ دینے کی چٹنگیں بوہانے کے لئے مہرے جارہے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم اور اولین ایجنٹ کشمیر رہا ہے لیکن کچھ عرصہ سے اس کو بالکل فراموش کیا جا رہا ہے۔

پرویز مشرف کے دور حکومت میں سب سے زیادہ اس متعصبو نقصان پہنچا پاکستان ایک میں عرصہ تک حکمرانی کرنے والا یہ فوجی کہتا تھا کہ عتس مند صرف میں ہوں۔ سیاست کی بھی سمجھ

آج پاکستان کے جغرافیہ نقشہ اور حدود اربعہ کی کتنی خطرناک پوزیشن ہوتی۔ ہم کسی صورت اپنا دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل نہیں کر سکتے تھے اور اگر دارالحکومت بدستور کراچی میں رہتا



تو شمالی علاقہ جات کے لوگوں کے لئے وہاں پہنچنا بہت ہی مشکل ہوتا۔ ادھر بھارتی فوجیں کوہِ بل پر پیشی ہوتیں اور ہم کوہِ پلانت موجودہ جگہ پر کسی صورت تعمیر نہ کر سکتے۔ پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کو آزاد کروانے بغیر پاکستان کا دارالحکومت موجودہ جگہ منتقل کر دیا جاتا تو بھارتی فوجیں کشمیر کی چوٹیوں سے ہمارے دارالحکومت میں بھٹاک رہی ہوتیں۔

کشمیر کی جغرافیائی اہمیت سے بالمد اور اپنے آپ کو اہل علم کہنے والے لوگ عوام الناس کو مایوس کر رہے ہیں۔ پاکستانی عوام کی

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر خاص سے ترکیب میں قوم رسول ﷺ اسلام نے اپنے سامنے والوں کو ایک دیواری کی مانند قرار دیا ہے۔ جس طرح انٹینس ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مضبوط دیوار بناتی ہیں ایسے ہی مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مل کر قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر سیسہ پلائی دیوار بنتے ہیں۔ دنیا کے کسی کونے میں بسنے والے مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کی تکلیف تمام مسلمانوں کے لئے برابر ہے۔ اسلام کی اس آفاقی تعلیم کی رو سے پاکستان میں بسنے والے 20 کروڑ مسلمانوں کے دل کشمیریوں پر ہونے والے ظلم کی وجہ سے زخمی ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر کا کل رقبہ 235497 مربع کلومیٹر تھا۔ ہندو بھارت کے کشمیر کو انڈیا کے ساتھ الحاق کے بعد جہادین نے اپنی جہادی یلغار کا استعمال کرتے ہوئے جو علاقہ آزاد کروایا اس کا نام آزاد جموں کشمیر رکھ دیا۔ جس کا رقبہ 13297 مربع کلومیٹر بنتا ہے۔

جو علاقہ ہندو بننے کے قبضے میں ابھی باقی ہے اسے مقبوضہ کشمیر کہا گیا۔ جس کا رقبہ 222200 مربع کلومیٹر ہے۔ کشمیر جغرافیائی طور پر پاکستان کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کشمیر کو کچھ

علی جناح نے پاکستان کی شہرگاہ کو اس کی ایک مضبوط وجہ تھی۔ ایک تو وہاں بسنے والے لوگوں میں سے 87 فیصد لوگ مسلمان تھے۔ دوسرا پاکستان کی زندگی کا دار و مدار ان دریاؤں پر ہے جو کشمیر سے نکلتے ہیں۔ اگر ان دریاؤں کا پانی روک دیا جائے تو پاکستان کی زرخیز زمین، پہلپاتی فصلوں کی جگہ بجز زمین کا نقشہ پیش کرے جیسا کہ اب بھارتی ہند کی حد تک انڈیا سے جنگلی تھہریاں کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ تیسرا بڑا اور اہم نقطہ یہ ہے کہ ہم ذرا اس بات کا تصور کریں کہ اگر پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کا خطہ آزاد نہ ہوا ہوتا تو

یہ مٹی شہداء کے خون میں گندھی ہوئی ہے اس مٹی میں شہیدوں کے خون کی خوشبوورچی بسی ہے، ہم پاکستانی قوم کو ملحقین دلاتے ہیں ہم شہداء کے خون سے بے وفائی نہیں کریں گے

ذہن سازی کی جاتی ہے کہ ہم نے اسنے سال کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑی، ہمیں اس سے کیا حاصل ہوا۔ ہمیں اب اس خطے کی جنگ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ کچھ نہ ہاں دہاں علم تو اس کو جہاد ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ شائد وہ وہاں بسنے لاکھوں مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ اصل میں حقیقت یہ ہے کہ کشمیر کی سنگلاخ اور کٹھن وادیوں میں جاری جدوجہد کی تحریک جس میں کشمیری مسلمان سوا لاکھ کرنا یاں پیش کر چکے ہیں یہ پاکستان کے دفاع اور سالمیت کی جنگ ہے۔ اگر پاکستان کی بقاء کی یہ جنگ کشمیر میں نہ لڑی گئی تو

مظالم کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ہم نے اور درندہ صفت بھارتی فوج نے ظلم کے سنے سنے حیرے اور ہتھکنڈے سے ایسا دوا اختیار کئے۔ انتہائی ملک اور خطرناک ترین اسلحہ استعمال کیا۔ شہداء کے جنازوں پر بے رحمانہ فائرنگ کی گئی۔ 7 سال کے معصوم بچوں سے لے کر 80 سال کے قابل احترام بزرگوں کو شہید کیا گیا۔ جوانوں کے چہروں، جسم کے نازک اعضاء اور جسم کے جوڑوں کو ناک کر نشانہ بنایا گیا۔ جس سے سینکڑوں جوانوں ہمیشہ کے لئے اندھے اپانچ اور معذور ہو گئے۔ اس سے 250 کشمیری شہید ہوئے جن میں 16 خواتین اور 67 معصوم بچے شامل تھے۔ 2960 افراد گرفتار کئے گئے جن میں 12 خواتین اور کچھ صحافی شامل تھے۔ بھارتی فوج کی فائرنگ سے 7560 معصوم شہری زخمی ہوئے جن میں 60 خواتین، 40 بچے اور 12 صحافی شامل تھے اور 86 خواتین کی عصمت دری کی گئی۔

9/11 کے بعد انہما دہشت گردی کے خلاف جنگ جواصل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ تھی کی وجہ سے کشمیر الیٹو کو بہت نقصان پہنچا۔ ہم نے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے حصہ ڈال کر اپنے اصل مقصد کو بھادیا۔ 9/11 کے بعد جب پاکستان امریکہ کا اتحادی بنا تو کہا گیا کہ ہم ملک بچانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم اپنا کشمیر بچانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم اپنا اہم بچانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں اور ہم نے پاکستان کو زبردست معاشی قوت بنانا ہے۔ اس لئے پالیسی تبدیل کی جارہی ہے۔ پھر پاکستان اس اتحاد کا حصہ بن گیا مگر اب مسئلہ کشمیر محفوظ ہے اور نہ ہماری خودداری ہماری معیشت کا حال کو سب کے سامنے ہے۔ کشمیر کی 17 سالہ تحریک کو اس وقت زبردست نقصان ہوا جب پاکستان اس جنگ میں شامل ہو گیا۔ امریکہ دھاڑتا ہوا افغانستان پر حملہ آور ہوا تو انڈیا نے امریکہ کو باور

دہ کھتہ ہے کہ شاید وہ خطرے سے بچ گیا ہے۔ ہمارے وزیر داخلہ صاحب ابھی انڈیا کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ جہاں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ ان کے بھارتی ہم منصب نے ان کا استقبال کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ اگر بھارتی وزیر مشیر ہمارے ہاں آجائیں تو ہماری کئی کئی تقریبات ختم نہیں ہوتی۔ لیکن وہ پاکستانیوں کو اتنا حقیر سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے وزیر داخلہ انڈیا جائے تو وہ استقبال کرنا پسند نہیں کرتے۔ عبدالرحمن ملک نے انڈیا میں اس بات کا اظہار کیا کہ میرے پاس ایسے ثبوت موجود ہیں جس سے انڈیا کی بلوچستان میں دراندازی کے شواہد موجود ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ انڈیا میں چاہتا کہ پاکستان گوارہ پورٹ چلائے اور عالمی تجارتی منڈی میں فائدہ اٹھا سکے۔ ملک صاحب جب انڈیا پاکستان کی سالمیت کے درپے ہے اور پاکستان کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو پھر کیوں ہم نے اپنے کشمیری

بچے ہی سے اور پاکستان کو کبھی میں ہی کنٹرول کر سکتا ہوں اور جو میں کہتا ہوں وہ سچ ہے اس کے سوا کوئی سچ نہیں۔ اس کے دور میں سیز فائر ہوا۔ ان سالوں میں انڈیا نے کشمیر کے بارڈر پر ہارنگائی، منسٹر لگائے، انہوں نے چار دفاعی لائنیں بچھا کر آٹھ لاکھ انڈین آرمی مسلط کر دی۔ دنیا کی تاریخ میں شاید ہی ایسا واقعہ ہوگا کہ اتنی آبادی پر آٹھ لاکھ رگیلو آرمی لگائی گئی ہو۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی کے دور میں مشرف کی ان پالیسیوں کو مزید تقویت ملی۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے بانی بھٹو نے کہا تھا کہ اگر ہمیں کشمیر کے لئے ایک ہزار سال تک بھی جنگ لڑنا پڑی تو ہم لڑیں گے۔ لیکن اس جماعت کے جانشین کشمیر کے حساس معاملے کو ایک طرف رکھتے ہوئے اور کشمیریوں کے زخموں پر ہنک پاشی کرتے ہوئے بھارت سے تعلقات برقرار ہیں۔ دوسری طرف بیرونی اشاروں پر پھلے والا پاکستان کا ایک

حقیقت تو یہ ہے کہ جس دن مقبوضہ کشمیر آزاد ہوگا اور

برہمن کی انانیت، غرور اور تکبر کا بت کشمیر کے سنگلاخ پہاڑوں

سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگا وہ پاکستان کی تکمیل کا دن ہوگا

بھائیوں کو ناراض کر کے انڈیا کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ میں انڈیا کی 8 لاکھ آرمی نے کشمیر میں کالے قوانین کشمیریوں پر لاگو کر رکھے ہیں۔ جس کو چاہیں قتل کریں جس کا چاہیں گھر جلانیں اور جب چاہیں مسلمانوں کی ماؤں بھٹیوں کی عزتوں سے کھلیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ صرف 2010ء میں ہونے والے مظالم کے اعداد و شمار دیکھ اس طرح ہیں کہ ایک سال میں ہونے والے مظالم نے گزشتہ 20 سالوں میں ہونے والے

کی سالمیت پر بھارت کی طرف سے خطرہ چرانا مسئلہ ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق ہمیں ساری باتیں بھول کر دوشی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ جس کے نتیجے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان کھلیوں اور فوٹکوں کے تبادلے کو پذیرائی دی جارہی ہے۔ اگر امام کعبہ قوت ہو جائیں تو کوئی میڈیا کو رنج نہیں اور اگر بال شاکرے یا کوئی بھارتی فوٹکار جنم واصل ہو جائے تو اس پر وہ دن رات پیٹنے اور نوچ کر تے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ خاص پروگرام چلائے جاتے ہیں اور اس پر بھارت کے ساتھ اظہارِ بیعتی کیا جاتا ہے۔ یہ پاکستان قوم بھارت کی طرف سے خفا کی اور خطرات سے اسی طرح دور رکھنا چاہتے ہیں جیسے کیوٹرلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا أَوْ نَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورہ سہا: 28)

حضور ﷺ آئے تو مہکے جہان حرف و قلم

مدح نبی ﷺ میں پڑھے جانے والے عربی اشعار کا منفرد مجموعہ

صاحب کتاب ”الصحابة رضی اللہ عنہم“ نے یہ بات نقل کی ہے کہ بنو ہب کا ایک آدمی جس کا نام ابولیب تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ کے نبی ﷺ! ہم نے آپ کی بعثت کے متعلق پہلے ہی جان لیا تھا۔ ایک دن ہم اپنے کاہن خطر بن مالک کے پاس حاضر ہوئے جو سب کاہنوں کا استاد تھا۔ اس کی عمر 280 برس تھی۔ اس سے کہا کہ ہم ستاروں کے ٹوٹنے سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں ان کے متعلق کچھ بتائیں۔ وہ کہنے لگا کل سحری کے وقت آنا۔ چنانچہ اگلی صبح جب سحری کے وقت ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ آسمان کی طرف گھور رہا تھا تو تھوڑی دیر بعد آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا تو کاہن اور بنو ہب اسے جیتنے لگا پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا۔

اقسمت بالکعبہ والارکان

والہد المومن السدان

”میں کعبہ اور اس کے ارکان کی اور اس شہر کی جس کے خادم بہت امانت دار ہیں قسم کھا کر کہتا ہوں“

قد منع السمع عناة الجنان

بناف بکف ذی سلطان

”شریر جنوں کو آسمانوں کی باتیں سننے سے منع کر دیا گیا ہے ایک چمکدار ستارے کے ذریعے جس کو طاقت و فرشتہ اپنے ہاتھ سے پھینکتا ہے“

من اجل مبعوث عظیم الشان

یبعث بالتنبیل والقران

”ایک عظیم الشان نبی کی وجہ سے جو

اللہ کی طرف سے نازل شدہ قرآن

بما لا یسائیٰ عصمہ الأرامل

”وہ روشن رو ہے اس کے چہرے کے سبب بادل سے بارش کی دعا کی جاتی ہے قیامت کی جائے پناہ ہے اور بے کسوں کا سہارا ہے“.....

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اور مدنی ﷺ کے بعد اہل توحید کی ایک جماعت گزری ہے جو قیامت کے دن سب انسانوں کے زندہ ہونے کی قائل تھی۔ چونکہ یہ لوگ جھیل آسمانی کتابوں میں احمد مرسل ﷺ کی آمد کے تذکرے منتہ تھے لہذا نبوت محمدی ﷺ کے منتظر تھے کہ کب وہ آخری نبی نبوت کا اعلان کریں اور ہم ان پر ایمان لائیں۔ انہیں میں سے ایک ابوبکر

مسعود احمد غازی

احمد سحری تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ سے کئی سو سال پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے اور مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

شہدت علی احمد انه

رسول من اللہ نادى التسم

”میں شہادت دیتا ہوں کہ احمد ﷺ رسول کو پیدا کرنے والے خدا کے رسول ہیں“

زرقان بن بدر کے جواب میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار نے سننے والوں کے دلوں کی کیفیت بدل دی ”یہ کس قدر معزز قوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس کے ایک فرد میں جبکہ دیگر لوگوں کی خواہشات اور جماعتیں متفاوت و متفرق ہیں“

لے کر آیا ہے“

وبالہدی وافصل الفرقان

تبطل عبادة الاوثان

”وہ ہدایت اور فرقان لے کر آیا ہے جس سے بتوں کی

فلو مد عُمُرُی الی عُمُرِہ

لکن تو زیوا اللہ واین عم

”اگر میری عمر نے آپ ﷺ کی زندگی تک وفا کی تو میں

آپ ﷺ کا وزیر اور پیچازاد بھائی ہوں گا“

ہر دور کے اہل قلم حساس طبیعت واقع ہوئے اور کسی بھی اہم اور غیر معمولی واقعہ پر بہترین زبان دانی کے جوہر دکھانے بغیر ندرہ نہ کئے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا نکتہ اس سب سے اہم واقعہ ہے اور محمد عربی ﷺ کی ذات غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔

محمد عربی ﷺ کی بعثت کے بعد جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھروں میں ڈوبی ہوئی انسانیت جاگ اٹھی۔ فکر انسانی کی تیوریں جگمگا اٹھیں۔ آپ ﷺ کے بعد ہی ظلم و فساد سے بھری ہوئی زمین پر امن قائم ہوا اور بے پناہ عینی و فکر داری کی جگہ دلوں نے سکون و قرار حاصل کیا۔ اسی مقصد کے لیے اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کا انتخاب کیا صحیح مسلم میں واقعہ اسعہ بن عبد بنیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اسعہ بن عبد بنیان کی اولاد سے کتنا کوار کنا سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم اور ان سے مجھ کو منتخب کیا ہے“ (صحیح مسلم: 6077)

محمد عربی ﷺ کی عزت و شرف کے کیا کہنے کہ بچپن سے ہی لوگوں نے پہچان لیا تھا کہ یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے۔ ان عساکر نفس کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں قحط آگیا۔ لوگ سخت پریشان تھے۔ قریش ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالات کا شکوہ کرتے ہوئے بارش کی دعا کے لیے کہا۔ چنانچہ ابو

طالب ایک چاندیسیہ نو جوان کو لے کر نکلے پیسہ وہ ابھی ابھی سیاہ دلوں کے حلقہ سے برآمد ہوا۔ ابو طالب نے اس کی کمر کعبہ کی دیوار سے لگا دی اور بارش کی دعا کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف بادل گھر آئے اور خوب بارش ہوئی، میدانوں میں سیلاب آگیا اور جنگل سرسبز و شاداب ہو گئے۔ اس کے بعد ابو طالب نے اپنا وہ مشہور شعر کہا۔

وابيض مُستقي الغمام بوجه

پوچا باطل ہو جائے گی“

لوگوں میں جڑواں بھائیوں کی طرح باقی ہے“

کو واپس نہیں لاسکتا اور اگر کوئی چیز آپ ﷺ کا فدیہ بن سکتی تو سواد

ضرور آپ ﷺ کا فدیہ بن جاتا“

ان النبی وفاته کحیاتہ

الحق حق والجهاد جهاد

”نبی ﷺ کی وفات ان کی زندگی کی طرح سبق آموز

ہے حق ہے اور جہاد جہاد ہے“

رسول اکرم ﷺ جب عمار حرا میں جبرائیل علیہ السلام سے پہلی

ملاقات کے بعد گھر لوٹے تو آپ ﷺ کی پریشانی دیکھ کر

خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انھوں

نے جب سارا معاملہ سنا اور رسول اکرم ﷺ کے نورانی چہرے کو

اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہی

آخری نبی ہیں۔ پھر اس نے مندرجہ ذیل

اشعار کہے۔

بأن أحمد ﷺ ياتيه فيخبره

جبريل أنك مبعوث الی البشر

”اگر مرسل ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ

آپ ﷺ کو نبی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہے“

انی رايت امين الله وجهنی

فی صورة کملت فی اھیب الصور

”میں نے اللہ تعالیٰ کے امین کو دیکھا ہے جو میرے

سامنے ایسی کامل صورت میں آئے جو بڑی ہیبت ناک تھی“

ثم استمر فکان الخوف یذعولی

مما یسلم ماحولی من الشجر

”پھر وہ چلے گئے اور مجھے اپنے ارد گرد کے درختوں

سے سلام کر ڈر گئے“

وسوف ابلک ان اعلنت دعوتہ

من الجھاد وبلا من ولا کدر

”اگر دعوت و جہاد کا اعلان ہوا تو میں

آپ ﷺ سے ایسا پھر بتاؤں گا کہ وہ لوگ جس

میں نہ کوئی احسان ہوگا اور نہ ہی کسی طرح کی

پریشانی....

حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے جب اسلام قبول

کیا تو دین میدا اور احمد مرسل ﷺ کے حوالے سے

مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

اذ تلیت رسالتہ علینا

تحتد مع ذی اللب الحصیف

”جب اس دین کے پیغامات ہم پہ پڑھے جاتے ہیں تو

کاہل اعزل آدمی کے آنسو بہہ نکلتے ہیں“

واحمد مصطفیٰ ﷺ فینا مطاع

فلا تغشوا بالقول العنیف

”اور محمد مصطفیٰ ﷺ ہم میں واجب اطاعت ہیں کوئی

شخص ان سے سخت بات کہنے کی جرات نہ کرے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حسان بن النخوع کے اشعار سے بڑھ کر

ایچھے شعر کبھی نہیں سنے جو انہوں نے ابوسفیان کے جواب میں کہے۔ جب میں

ان کے یہ اشعار پڑھتی ہوں تو ان کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں

لوقیل تعدون النبی محمد ﷺ

بذللت له الاموال والاوالاد

”اور اگر کہا جاتا کہ تم نبی محمد ﷺ پر کچھ قربان کرو تو ان پر

سب مال اور سب اولاد قربان کی جاتی“

وتسارعت فیہ النفوس ببذلھا

ھذا له الاغیاب والاشھاد

سودائے نبیؐ نے ان کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا

ہے، تم بھی اس کو پسند کرو۔ قوم نے ان کی بات تسلیم کی۔ اس کے

بعد سودائے نبیؐ بن قارب نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور پھیر

جانے کے غم میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

أبقی لنا فداہ النبی محمد ﷺ

صلی الا لہ علیہ ما یعتاد

”اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں بھیجے جو وہ بھیجا کرتا ہے۔ تیری

بتا کی قسم ہمارے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے انتقال نے

.....

حزنًا لعمرک فی الفؤاد مخامرا

وھل لمن فقد النبی فؤاد

”دل میں پیوست ہونے والا غم

چھوڑا ہے بھلا جس نے نبی اکرم ﷺ

کو کم پایا اس کے لیے دل کہاں“

کنّا نحل بہ جننا ممرعا

جفت الجناب فاجذب الزواد

”ہم ان کے ہوتے ہوئے ایک

سر سبز شاداب وادی میں اترے ہوئے

تھے۔ اب وادی خشک ہوگئی اور آب و دانہ کے

متلاشی قطرہ زدہ ہیں“

فبکت علیہ ادفنا و سماؤنا

وتصدعت وجذابه الاکیاد

”اس پراش و ساءور سے ہیں اور اس کے غم میں جگر پارہ

پارہ ہو گئے ہیں“

کان العیان هو الطرف وحزنہ

باقی لعمرک فی النفوس تلاد

”گویا کہ وہ شخص مجسم تعریف ہے اس کا غم تیری عمر کی قسم

”اور آپ ﷺ پر قربان ہونے کے لیے سب حاضر اور

غائب نامیں سبقت کرنے لگتیں“

ھذا ولھا لا یرد نبینا

لو کان یقذہ فداہ سواد

”مگر حاضر اور غائب جانوں کا فدا ہونا ہمارے نبی ﷺ

فلا والله لا نسلّمہ لقوم

ولما نقض فيهم بالسيف

”اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے حالانکہ ہم نے ابھی تک ان کے بارے میں تلواروں کا فیصلہ نہیں سنا.....“

ابن ہشام نقل کرتے ہیں کہ غشی، جس کا نام میمون بن قیس بن ثعلبہ تھا، اسلام قبول کرنے کے لیے گھر سے نکلا اور راستے میں رسول اکرم ﷺ کی مدح میں چند اشعار کہے۔

وآلئ لا آوی لہا من کلالة

ولا من حفی حتی تلاقی محمد

اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک وہ (انشی) محمد ﷺ کے دربار میں نہیں پہنچی میں تنہا جانا اور پیروں کے گھس جانے پر بھی اس پر رحم نہیں کروں گا۔

متی ہاتنا حتی عند باب ابن ہاشم

تراحی وتلقى من فواصلہ ندی

اے میری ناقہ! جب تو ابن ہاشم کے دروازے پہ جا بیٹھے گی تب تجھے آرام ملے گا اور اس کے بڑے بڑے عطیات سے تونوازی جائے گی۔

نبی بوی ہالا بیرون و ذکرہ

أغار لعمری فی البلاد وأنجد

”وہ نبی ﷺ برحق ہے، وہ دودھ پیر دیکھتا ہے جس کو دوسرے نہیں دیکھتے، میری زندگی کی قسم! اس کی شہرت اور نیک نامی ملک کے زیریں اور بالائی حصوں میں پھیل گئی ہے“

مگر یہ شخص اسلام کی نعت سے محروم رہا اور کسی قریشی شہر کے بہکانے پہ واپس چلا گیا.....

جب مدینے کے حالات کچھ خراب ہوئے تو کچھ

لوگ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ کرتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار سے بڑھ کر اچھے شعر کبھی نہیں سنے جو انہوں نے ایوشکان کے جواب میں کہے۔ جب میں ان کے یہ اشعار پڑھتی ہوں تو ان کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں۔

ھجوت محمدًا فأحببت عنہ

وعند اللہ فی ذاک الجزاء

”تو نے محمد ﷺ کی جھوکی اور میں نے اس کا جواب دیا

اور اس کے بدلہ کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں“

أشحمہ ولست لہ بکفء

فشر کما لخیبر کما الفداء

”کیا تو آپ ﷺ کو گالی دیتا ہے حالانکہ تو ان کے برابر نہیں۔ اللہ کرے تم دونوں میں بدتر تم دونوں میں بہتر پر قربان ہو جائے“

رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف ضرور بیان کی جائے مگر یہ بھی خیال رکھا جائے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو پس پشت نہ ڈال دیا جائے

فان ابی ووالدہ وعرضی

لعرض محمد ﷺ منکم وقاء

”بلاشبہ میرا باپ میرا دادا اور میری عزت تمہاری جھو کے مقابلے میں محمد ﷺ کی عزت کے لیے ڈھال ہے“

لسانی صارم لا عیب فیہ

وبحری لا تکدرہ الدلاء

لگا ہوں“

ھدانی ھاد غیر نفسی فدلنی

الی اللہ طردتہ کل مطرد

”مجھے کسی راہنما نے راستہ پر ڈال دیا ہے اور اللہ کی راہ پر چلنے کی مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جس کو میں نے وطن سے نکال باہر کیا تھا.....“

جب ہوازن کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے قیدی واپس کر دیے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھا مالک بن عوف نظری کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وہ یوثقیف کے ساتھ طائف میں رہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو خبر دو اگر اسلام قبول کر لے تو اس کے تمام قیدی واپس کر دوں گا اور اسے سواونٹ انعام دوں گا۔ چنانچہ وہ آیا اور مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی مدح میں چند اشعار کہے۔

مان سمعت ولا رأیت بمثلہ

فی الناس کلہم کمثل محمد ﷺ

”میں نے سب لوگوں میں محمد ﷺ جیسا آدمی نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے“

أوفی وأعطی للجزیل اذا جتدی

واذا نساء یخبرک عنما فی غد

”یہ جب سخاوت کرتے ہیں تو بہت بڑا عطیہ دیتے ہیں اور اگر تم چاہو تو تمہیں آئندہ کے واقعات سناؤں گے“

واذا الکبیرہ عردت أنیا بیھا

بالسمھری وضرب کل مھند

”جب کوئی لشکر غصے سے اپنے دانت پیتا ہے اور سمیری نیزے اور فلولائی تلوار سے حملہ کرتا ہے“

”میری زبان قاطع تلوار ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں اور میرے اشعار سحر مواج ہیں جس کو پانی نکلے والوں کے ڈول گدول نہیں کر سکتے“

ایوشکان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے بعد ان مقدس میں ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار مسطور ہیں۔

فكانه، بلث علي اشباله

وسط الهباء ع خادر في مرصد

”تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کو اسی طرح بچاتے ہیں جس طرح جنگ میں چھاپاوشیر پتے بچوں کو بچاتا ہے“

رسول اکرم ﷺ جب طائف سے واپس آئے تو پیغمبر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کعب بن زبیر جو کہ مشہور شاعر تھا کو اسلام کی دعوت دی یا آخر وہ اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا اور خدمت نبوی ﷺ میں اپنا مشہور اور معروف قصیدہ پیش کیا۔

إن الرسول ﷺ النور يستضاء به

مهتد من سوف الله مسلول

”بے شک اللہ کے رسول ﷺ ایسا نور ہیں کہ جس سے

راہ حق تلاش کی جاتی ہے وہ اللہ کی تلواریں

میں سے ایک بے نیام بندی تلواریں“

من سره كوم الحيلة فلا يزال

في منقب من صالحى الانصار

”جسے باعزت زندگی بسر کرتا

خوشگوار معلوم ہوتا ہے اسے چاہیے کہ انصار

کے ساتھ کجا بن جائے اور ان کے ساتھ رہے“

المكهر هين التمهوى بأذرع

كسوف الهندي غير قصار

”یہ اپنے ہاتھوں سے سمیری نیزوں کو جو لمبی لمبی ہندی

تلواروں کے کناروں کی طرح ہیں خوب چلاتے ہیں“

والبايعين نفوسهم لنسهم

للموت يوم تعاق و كوار

”جنگ وجدل کے دن وہ اپنی جانوں کو اپنے نبی ﷺ کی

خفاقت کے لیے موت پر پیش کر دیتے ہیں۔

جب کعب رضی اللہ عنہ نے پہلا شعر پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے

اپنی چادر جو اڑھڑھکی تھی ان پر پھینک دی....

مخرم 9 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بتیمیم کی

طرف روانہ کیا جو وہاں سے مال میں بیسویں سیٹ مردوں عورتوں

اور بچوں کو گرفتار کر کے مدینہ لے آئے۔ پھر بتیمیم کے سردار مدینہ

آئے اور رسول اللہ ﷺ سے مجلس ہوئی۔ انھوں نے عطار بن

حاجب کو اپنا ترجمان بنایا اس نے کلام پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ

کی طرف سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ شاس نے جواب دیا اور ان پر

غالب رہے۔ پھر بتیمیم کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنا کلام

پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جواب دینے

کے لیے بلایا۔ جو یہ اشعار پڑھتے ہوئے آئے۔

معنار رسول ﷺ الله اذا حل وسطنا

علي أنف راض من معدور اغم

”جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے تو بنو معدہ علی الرغم نے آپ ﷺ کی حفاظت و حمایت کی ہے“

ونحن ضربنا الناس حتى يتابعو

علي دينهم بالمهرقات الضوارم

”ہم نے قاطع تلواروں کے ساتھ لوگوں کو مارا کہ وہ آپ

درپے آپ ﷺ کے دین کی اتباع کرنے لگے“

اكرم يقوم رسول ﷺ الله شيعتهم

اذ اتفاحت الالهواء والتسبع

”یہ کس قدر معزز قوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس کے

ایک فرد ہیں جبکہ دیگر لوگوں کی خواہشات اور جماعتیں متناقض و

شکر بجالانا واجب ہے“

ہمدان کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لایا۔ ان

میں ایک شخص مالک بن نوید تھا جو برا زبان دان تھا۔ اس نے

رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا۔

باق رسول الله فينا مصدق

رسول اتى من عند ذى العرش مهتد

”تم اللہ تعالیٰ کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ

رب عرش کے ہدایت یافتہ اچھے ہیں“

فما حملت من ناقة فوق رحلها

أبرأ وأوفى ذمة من محمد ﷺ

”آج تک کسی اونٹنی نے محمد ﷺ سے بڑھ کر نیک سلوک

کرنے والا عہد کا پکا کوئی آدمی اپنی زین پر سوار نہیں کیا“

وأعطى اذما طالب العرف جاءه

وأضى بحد المشوفى المهند

”نیز جو سائل کے آنے پر ان سے بڑھ کر

دینے والا اور شرفی قاطع تلوار کی دھار سے

زیادہ سرعت کے ساتھ اپنے عزم کو جامہ

پہنانے والا ہو“

محمد عربی ﷺ کی مدح میں ہزار زبان میں بہت سے لوگوں

نے مختلف انداز سے طبع آزمائی کی ہے۔ آپ ﷺ کی محبت

ہمارے ایمان کی بنیادی شرط ہے اور یقیناً اسی محبت کی وجہ سے ہر

مسلمان آپ ﷺ کی مدح اور تعریف بیان کرتا ہے لیکن اس کے

ساتھ سوچنے والی بات بھی ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے دو پہلو

ہیں ایک صورت رسول ﷺ اور دوسری سیرت رسول ﷺ۔ ان

دونوں میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی

تعریف و توصیف ضرور بیان کی جائے مگر یہ بھی خیال رکھا جائے کہ

اس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو کہیں پشت نہ ڈال دیا جائے۔

”لقد كان لكم في رسول الله اسوة

الحسنة. (سورہ احزاب)

اس کا مطلب ہے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی صورت کو بھی

اپنانا ہے اور سیرت کو بھی۔ مگر آج دیکھنے میں یہ آیا کہ مدح

رسول ﷺ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے والے غالباً صورت

رسول ﷺ کو بھی پسند نہیں کرتے کیونکہ ان کا ظاہر رسول اللہ ﷺ

جیسا نہیں ہوتا اور باقی معاملات بھی سنت کے خلاف ہوتے ہیں۔

پھر دوسرے ہزار مسئلہ مآخذ آرائی کی جاتی ہے جس میں شرک سے

بھی اعتقاد نہیں کیا جاتا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان

کرنی ہے مگر اس حد تک جہاں تک شریعت ہمیں اجازت دیتی

ہے۔ اللہ رب اعزت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی صورت اور سیرت

دونوں سے محبت کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



اعلیٰ تعلیمی اداروں پر حکومتی وار



سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم کے لئے کوشاں HEC..... جعلی اور مشکوک ڈگریوں والے نااہل حکمرانوں کے نشانے پر

کے برابری اسناد دی گئی تھیں۔ HEC نے اس رجحان کو تبدیل کرنے کے لئے نیشنل سائنسز اور انجینئرنگ کے شعبہ جات میں Ph.D. وفاق کی پیشکش کی۔

2011ء میں HEC نے ملک میں پہلی دفعہ سوشل سائنسز کے فروغ اور سوشل سائنسز کی ناگفتہ بہ صورتحال پر خصوصی توجہ دی۔ کیونکہ سوشل سائنسز پر توجہ مرکوز کئے بغیر سماجی فلاح و بہبود کا حصول ممکن نہیں۔ اسی بناء پر HEC نے اس کی طرف خصوصی توجہ دی۔ لیکن اس سارے کاموں کے باوجود کچھ عرصے سے HEC شدید تنقید اور سیاسی ہڈ کا شکار ہے۔ حالیہ حکومت نے اپنے قیام کے ساتھ ہی سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق اعلیٰ تعلیمی اداروں کو نہایت منظم طریقے سے برپا کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ادارے جو ملک کی معیشت اور دفاع کی ترقی میں معاون اور انفرادی قوت کی فراہمی کے لیے ریزہ ریزہ کی ہڈی کا کام دے سکتے تھے انہیں ملک کے مستقبل کے لیے غیر ضروری قرار دیا گیا اور اعلیٰ تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں 50% کی کٹ دئی گئی۔

نیشنل انجینئرنگ ایسوسی ایشن میں حکومت نے اعلان کیا تھا کہ 2015ء تک GDP کا 7% حصہ تعلیم پر خرچ ہوگا جس کا پانچوں حصہ اعلیٰ تعلیم کے لیے مختص کیا گیا تھا۔

2009ء میں صرف 2.5 فیصد جبکہ 2010-11 میں صرف 2.1 فیصد مختص کیا گیا اور اب ہم اپنی GDP کا صرف 1.8 فیصد تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم 2015ء تک اپنے ہدف کو پورا کر سکیں گے۔ بلکہ یہ بڑھنے کے بجائے نیچے آ رہا ہے۔ اسی طرح وزارت سائنس و

ٹیکنالوجی کا ترقیاتی بجٹ جو 2002ء میں 16 کروڑ روپے تھا اس بجٹ کی ہندرج کوئی اس طرح کی گئی ہے 60 کروڑ روپے رہ گیا اور اپنے اصل بجٹ کا نصف 10 فیصد ہو گیا۔

(باقی صفحہ 34 پر)

یونیورسٹیوں میں 330,000 طلباء زیر تعلیم تھے۔ اس وقت طلباء کی تعداد 1,000,000 سے تجاوز کر چکی ہے۔ معاشی طور پر تنگ دست طلباء کے لئے 8000 وظائف کا انتظام کیا گیا۔ 10000 مقامی اور بیرونی وظائف طلباء کو دیئے گئے۔ HEC کے قیام کے بعد 4850 طلباء نے Ph.D. کی اسناد حاصل کیں جبکہ قبل

محمد احسن UOS

ازیں 55 سالوں میں صرف 3291 افراد ہی Ph.D. تک رسائی حاصل کر سکے۔

2002ء سے 2012ء تک بین الاقوامی ریسرچ پبلیکیشنز میں آٹھ گنا اضافہ ہوا یعنی پبلیکیشنز کی تعداد 816 سے بڑھ کر 6300 تک پہنچ گئی۔ اس دہائی میں بین الاقوامی گلوبل ریسرچ میں پاکستان کی طرف سے تین گنا اضافہ ہوا۔ اس وقت HEC سے منظور شدہ 164 رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ Ph.D. اور M Phill کے حصول کے لئے ایک واضح معیار مقرر کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں سے بہترین صلاحیت کے حامل افراد کے

کسی بھی قوم کی ترقی و استحکام میں تعلیم کے کردار سے انکار ممکن نہیں۔ تعلیم کے باعث بھیڑ بکریوں کی مانند بکھرے معاشرے کے لوگ باصلاحیت اور با شعور قوم کا روپ دھارتے ہیں۔ اسلام نے تعلیم کو اس قدر اہمیت دی کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر تعلیم کا حصول لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ نے جب جہاد فی سبیل اللہ کے شمرات سینے کا موقع آیا تو مسلمانوں کو تعلیم دینا بدر کے قیدیوں کا فائدہ ٹھہرایا۔ اب جب ہمارا دین تعلیم کو اس قدر اہمیت دیتا ہے تو پھر ہم بحیثیت مسلمان تعلیم کے میدان میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟

بالخصوص اعلیٰ تعلیمی ادارے انسانی مہارتوں کو فروغ دیتے ہوئے آج کل کے دور میں جہاں علم کی حکمرانی ہے، مقابلے کی صلاحیتوں کو پیدا کرتے ہیں۔ خوشحالی یا غربت، عروج یا زوال کا انحصار قوم کی عقلی و فکری بنیادوں پر استوار ہے۔ اس نقطہ نظر سے قوموں کی تقدیر بنانے میں اعلیٰ تعلیمی ادارے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ عمومی طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ کم پڑھے لکھوں کی نسبت بہتر روزگار اور زیادہ کمائی حاصل کر پاتے ہیں۔ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

تعلیم کو اولین ترجیح دینا اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے فروغ کو ضروری سمجھنا۔

جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔

زمان و مکان کی حدود کو کھینچتے ہوئے ایسے معاشرے کی تشکیل جو سائبر ٹیک کی مدد سے جڑا ہو۔

مندرجہ بالا پانچ چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے HEC کو تشکیل دیا گیا جس نے تھوڑے ہی عرصے میں 41 نئی یونیورسٹیاں قائم کیں۔ ہائیر انجینئرنگ کمیشن کے قیام سے قبل ملک کی مختلف

مختلف تعلیمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے HEC کو تشکیل دیا گیا جس نے

تھوڑے ہی عرصے میں 41 نئی یونیورسٹیاں قائم کیں۔ ہائیر انجینئرنگ کمیشن کے

قیام سے قبل ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں 330,000 طلباء زیر تعلیم تھے

جبکہ اس وقت طلباء کی تعداد 1,000,000 سے تجاوز کر چکی ہے

چنانچہ اور یونیورسٹیوں میں بطور اساتذہ ان کی تقرری کے لئے باقاعدہ معیار اور طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ HEC کی تشکیل سے قبل زیادہ تر Ph.D. اسناد اردو فارسی اور پنجابی یا دیگر سائنات میں دی گئی جبکہ طبی، طبقاتی اور انجینئرنگ کے شعبہ جات میں نہ ہونے

طلباء سٹارٹر

ساجد الرحمن

طالب علم جو (UHS) کا ٹیسٹ دینے کے بعد اس انتظار میں تھے کہ ان کا داخلہ ہو جائے لیکن جب میڈیکل کالجز میں داخلہ نہ ملنے پر ایسے طلباء نے دیگر اداروں کا رخ کیا تو پتہ چلا کہ تمام اداروں میں داخلے بند ہو چکے ہیں جس کی بناء پر ان 3,620 طالب علموں کا قیمتی سال ضائع ہو گیا۔

واضح رہے کہ یہ تمام طالب علم جن کا قیمتی سال ضائع ہوا، انتہائی ہونہار تھے اور ان میں سے اکثریت کا انگریز گیسٹ سکور 82.19 فیصد سے 84.36 فیصد کے درمیان تھا۔ ذمہ داران کے مطابق یہ سب اداروں میں باہمی روابط کی کمی کی وجہ سے ہے اور اس بے رنگی کی قیمت ان ذہین و فطین طلباء کو چکانی پڑی ہے جن کے پاس اب سال ضائع ہونے کے بعد کوئی چارہ نہیں ہے۔ میڈیکل طلباء کے لئے دیگر کالجز نے بہت سے انڈرگریجویٹ کورسز متعارف کروائے تھے لیکن ان تمام کے داخلے MBBS اور BDS کی آخری فہرست سے پہلے ہی بند ہو چکے تھے۔ طلباء کا یہ مطالبہ ہے کہ اداروں کے درمیان روابط کو قیمتی بنایا جائے تاکہ مزید طلباء کا قیمتی سال ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔



پی ایچ ڈی کرنے والے سینکڑوں طلباء 2 سال سے تقرری کے منتظر!!

پنجاب پبلک سروس کمیشن نے گزشتہ دو سالوں میں پی ایچ ڈی کے حامل افراد کی بھرتی کے لئے کوئی اشتہار شائع نہیں کیا ہے۔ ان اساتذہ کی بھرتی کے لئے آخری اشتہار 2010ء میں جاری کیا گیا جبکہ اس کے بعد 2011ء اور 2012ء میں 1288 طلباء نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری مکمل کی ہے۔ یہ تمام طلباء براہ راست ایسوسی ایٹ پروفیسر بننے کے اہل ہیں لیکن محکمہ کی سستی کی وجہ سے اپنے گھروں میں موجود ہیں اور نئی بھرتیوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے کالجز میں اساتذہ کی شدید کمی ہے لیکن اس کے باوجود متعلقہ محکموں کی عدم توجہی سمجھ سے باہر ہے۔

سرکاری سکولوں کی حالت زار انتہائی قابل رحم.....! 2012ء میں تمام پوزیشنیں خالی سیکر لے اڑا

سال 2012ء کے دوران اگرچہ حکومت تعلیم کی ترقی کے لئے باندھوا لگ دجوے کرتی رہی ہے لیکن اس کے باوجود سرکاری سکولوں کی حالت زار ناخوش رہی ہے۔ 2012ء میں ہونے والے سکولز اور کالجز کے انتخابات میں تمام پوزیشنیں خالی سیکر لے حاصل کی ہیں جبکہ سرکاری سکولز میں اساتذہ کی کمی کا رونا دھونا روتے رہے ہیں۔ پنجاب میں سرکاری سکولوں میں 40 ہزار اساتذہ کی کمی رہی جبکہ



کراچی یونیورسٹی میں من مانیائیں 5 سالوں میں 421 غیر قانونی تقرریاں

کراچی یونیورسٹی میں من پسند افراد کو بھرتی کرنے کا سلسلہ گزشتہ 5 سال سے جاری ہے۔ اس سلسلے میں یونیورسٹی میں تیار ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں 421 افراد غیر قانونی طور پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ تمام کے تمام افراد اساتذہ کے علاوہ تھے۔ غیر قانونی تقرریوں کی یہ تعداد یونیورسٹی رجسٹرار کے مطابق 421 ہے جبکہ دیگر ذرائع کے مطابق ان کی تعداد 500 سے بھی زیادہ ہے۔ واضح رہے کہ یونیورسٹی میں کسی بھی بھرتی کے لئے ایک طریقہ کار موجود ہے جس کے تحت باقاعدہ اشتہار دیا جاتا ہے اور پھر ضابطے کے مطابق امیدواروں کا انتخاب کیا جاتا ہے جبکہ یونیورسٹی میں اس کے برعکس محض من پسند افراد کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ یہ غیر قانونی طور پر کی جانے والی بھرتیاں یونیورسٹی کے لئے شدید مالی دباؤ کا باعث ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ان غیر قانونی بھرتیوں کی وجہ سے یونیورسٹی سالانہ ساڑھے چھتیس ملین روپے کا نقصان برداشت کر رہی ہے۔ کراچی یونیورسٹی کے چانسلر دیگر عہدیداران کو چاہیے کہ ان غیر قانونی تقرریوں کا فوری نوٹس لیا جائے اور ذمہ دار افراد کو مزید ادوار بھاری جرمانہ لیا جائے تاکہ مالی نقصان کا اعادہ ہو سکے۔



بدلا ہے پنجاب.....؟

3,620 لائق ترین طالب علموں کا قیمتی سال ضائع

13-2012ء کے ایسے طالب علم MBBS یا BDS میں داخلہ نہ حاصل کر سکے وہ کسی بھی دوسرے کالج یا یونیورسٹی میں بھی داخلہ حاصل کرنے سے محروم رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق ایسے



نیلی فون پر سرینگر میں صحافیوں کو بتایا کہ انہیں گزگ انٹیلیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ ہریانہ میں مقامی طلباء اور ہاسٹل وارڈن کے ہراساں کر رہے ہیں۔ طلباء کو کہا تھا کہ ہندو طالب علموں کی طرف سے کشمیری طلباء پر تشدد اور ان کے ساتھ بدسلوکی روز کا معمول بن چکا ہے۔ کشمیری طالب علموں کو بدشمت گرد کہہ کر بلایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سختی زدہ ماحول میں مزید نہیں رہنا چاہتے اور ہم نے کالج ہاسٹل سے فرار ہو کر گھر واپس جانے کی کوشش کی تھی تاہم ہمیں ہاسٹل میں بند کر دیا گیا۔ طلباء نے کھ پتلی وزیراعظم عمر عبداللہ سے اپیل کی کہ وہ یہ معاملہ بھارتی حکومت کے سامنے اٹھائیں۔



تعلیم کے خلاف ایک اور سازش

پانچویں اور آٹھویں کے تمام طالب علموں کو اگلی جماعت میں بھیجے کا فیصلہ

پنجاب ایگزیمینٹیشن کمیشن کے تحت سرکاری سکولوں کے جماعت پنجم اور ہفتم کے امتحانات میں شمولیت اختیار کرنے والے تمام امیدواران کو اگلی جماعتوں میں پروموت کرنے کا اہل قرار دے دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب ایگزیمینٹیشن کمیشن کے تحت پنجم اور ہفتم کے فروری 2013ء سے شروع ہونے والے امتحانات کی نتائج پالیسی مرتب کردی گئی ہے جس کے تحت ہر امیدوار کی قابلیت جانچنے کے لئے فارمولا بنادیا گیا ہے جس کی بنیاد پر ہر مضمون کے لحاظ سے امیدوار کی اسمت کو پروموت کیا جائے گا اور اس تناظر میں نتائج کو مرتب کیا جائے گا اور ظاہری طور پر نتائج میں فیل پاس کی پالیسی کو نہیں اپنایا جائے گا۔ PEC کے مطابق اس سال 28 لاکھ سے زائد امیدواران جماعت پنجم اور ہفتم کے امتحانات میں حصہ لیں گے جن میں سے نوے فیصد تعداد سرکاری سکولوں کے بچوں کی ہے۔ PEC انتظامیہ نے اس سلسلے میں تمام متعلقین اور مارکنگ کرنے والے سٹاف کو ضروری ہدایات جاری کردی ہیں۔ چیک کے ذرائع کے مطابق امتحانات میں شمولیت کرنے والے تمام امیدواران کے لئے نئی پالیسی نئے سال کا تحفہ ثابت ہوگی۔ فیل اڑیں نتائج مرتب کرتے وقت گریڈنگ سسٹم کی پالیسی بھی اختیار کی جاتی تھی تاہم اس مرتبہ فارمولا کو سنٹرل سکور سکیل کا نام دیا گیا ہے۔ اس پالیسی کے تحت معیار تعلیم مزید یقینی کا دکھارہو جائے گا کیونکہ طلباء امتحان میں محنت نہیں کریں گے۔ حکومت کو چاہیے کہ ایسی پالیسی سے بہتر ہے کہ امتحان ہی نہ لایا جائے تاکہ امتحانات پر خرچ ہونے والے کروڑوں روپے بچ جائیں۔ ہم حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسی پالیسیوں سے گریز کرے جن سے پاکستان کا معیار تعلیم کم ہو اور ملک ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائے۔

تقریباً 50 ہزار سکول بنیادی سہولتیں حاصل کرنے سے محروم رہے۔

ہماری حکومت ملالہ پوسٹ زنی جیسے غیر اہم واقعہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے تعلیم کے اصل مآخذ سکول کی طرف دھیان کا فقدان ہی رہا ہے۔ اسی بناء پر ہم سرکاری سکول کی کارکردگی انتہائی پریشان کن ہے۔ اساتذہ پولیو اور ڈسٹنٹی جیسی مہمات میں ڈیوٹیاں دیتے رہے جبکہ طلباء قبرستانوں اور کھلے آسمان تلے ان کا انتقاد کرتے رہے۔ طلباء و طالبات اور اساتذہ امسال اپنے مطالبات کے لئے احتجاج بھی کرتے رہے لیکن اس کے باوجود سرکاری سکولوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے کوئی قابل ذکر اقدامات نہ کئے گئے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے اہلے تعلقوں پر خرچ کرنے کی بجائے سرکاری اداروں کی حالت زار پر دم کرنے تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ اسی بناء پر خراب کارکردگی کا یہ عالم تھا کہ درجنوں سرکاری کالجز کا نتیجہ صرف فیصد پر باورق بورڈ کے امتحانات کی پوزیشن ٹی ٹیکر لے اڑا۔



سعودی یونیورسٹی کی اسلامی اقدار سے محبت

سعودی عرب کے شہر ریاض میں واقع شہزادی نودہ عبدالرحمن یونیورسٹی نے طالبات کے بیہودہ لباس پہننے پر پابندی لگا دی ہے۔ یہ حکم نامہ یونیورسٹی انتظامیہ کی جانب سے جاری ہوا۔ ان احکامات کے مطابق یونیورسٹی انتظامیہ نے کسی بھی طالبہ کے غیر شرعی لباس پہن کر یونیورسٹی آنے پر پابندی لگا دی ہے اور کہا ہے کہ طالبات یونیورسٹی حدود کے اندر لباس کے ضابطہ اخلاق کی پابندی کریں گی۔ یاد رہے کہ اس یونیورسٹی میں صرف طالبات ہی داخلہ لے سکتی ہیں۔ پھر بھی معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لئے انتظامیہ نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ بھی یونیورسٹیز میں طالبات کے لباس کے بارے میں ضابطہ اخلاق طے کرے اور بیہودہ لباس پہننے پر پابندی لگائی جائے تاکہ پاکستان کی حقیقی معنوں میں اسلامی پاکستان بنایا جائے۔

بھارتی ریاست ہریانہ میں کشمیری طلباء کو خوف و ہراس کا سامنا مقامی طلباء اور ہاسٹل وارڈن کی جانب سے تشدد اور بدسلوکی معمول بن چکا بھارتی ریاست ہریانہ میں حصول تعلیم کی غرض سے مقیم کشمیری طلباء نے کالج انتظامیہ اور مقامی طالب علموں کی طرف سے ہراساں کئے جانے کا انکشاف کیا ہے۔ کشمیری طلباء کے ایک گروپ نے



بھارتی ریاست ہریانہ میں کشمیری طلباء کو خوف و ہراس کا سامنا

مقامی طلباء اور ہاسٹل وارڈن کی جانب سے تشدد اور بدسلوکی معمول بن چکا

بھارتی ریاست ہریانہ میں حصول تعلیم کی غرض سے مقیم کشمیری طلباء نے کالج انتظامیہ اور مقامی طالب علموں کی طرف سے ہراساں کئے جانے کا انکشاف کیا ہے۔ کشمیری طلباء کے ایک گروپ نے

18 کروڑ مسلمانوں کا.....

مستقبل نامید.....؟

بھارت جو کہ آج کل MFN ٹینٹس، دو قی تجارت کے جھوٹے وعدے اور معاہدے کرنے کے لئے بے چین نظر آتا ہے۔ اس کی اصلیت ایک مرتبہ بھر سامنے آئی جب گزشتہ ماہ ایک رپورٹ سامنے آئی جس میں کہا گیا ہے کہ 18 کروڑ لوگوں پر مشتمل مسلمان ایسی اقلیت ہیں جو زندگی کے ہر شعبے میں دوسروں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ آج تک کوئی بھارتی مسلمان کشمیر میں شدت پسندوں کی مدد کے لئے بھی نہیں گیا۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو تنہید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بھارتی سرکاری اعداد و شمار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بھارتی مسلمان ہر شعبے میں پیچھے ہی نہیں بلکہ پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں۔ سرکاری نوکریوں میں ان کا صرف 4% کوہ ہے۔ جاگوااری میں رہائش پذیر مسلمان اپنے مستقبل کے حوالے سے ناامیدی کا شکار ہیں۔ کیونکہ اچھی نوکریاں صرف ہندوؤں کو ہی ملتی ہیں۔ مسلمانوں کی اس ناگفتہ بہ حالت پر کچھ مہرین یہ خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ بھارتی مسلمان اپنے حقوق کے تحفظ اور بے رحم نظام کے خلاف مسلح جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ بھارت جو اپنے اندر بسنے والے مسلمانوں سے یہ سلوک روار کھے ہوئے ہے وہ پاکستان کے مسلمانوں کا خیر خواہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو سوچ لینا چاہیے۔

75 فیصد اسرائیلی غربت کو ایران کے ایٹم بم سے

بڑا خطرہ سمجھتے ہیں

اسرائیل صیہونی لابی جس کو دنیا کی معیشت کا پانچواں نمبر بڑا ملک ہے اور پوری دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کے مالک ہیں لیکن چند نپیلی کی آئی ایم ایف کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی بچے بازاروں میں بھیک مانگتے پر مجبور ہیں۔ عدم مساوات نے بھی یہودیوں کا بھرکس نکال دیا اور آج کے اسرائیل میں غربت کی شرح بہت زیادہ ہے۔ ایک چوڑی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غربت اور سماجی عدم مساوات اکثر اسرائیلیوں کے لئے تشویش کی بڑی وجہ ہے جبکہ تعلیم کے بعد دو قی سماجی کوتاہی دیتے ہیں۔ اس لئے 75 فیصد اسرائیلی سمجھتے ہیں کہ سماجی و معاشی تباہی اسرائیل کے لئے ایران کے ایٹمی پروگرام سے زیادہ خطرہ ہے۔ 10 فیصد بچے بازاروں میں بھیک مانگتے پر مجبور ہیں۔ اسرائیلی بچوں کی نصف تعداد والدین کی آمدنی پر بھرانے کے لئے کام کرتی ہے۔ قرض دینے والے عالمی ادارے IMF کی رپورٹ میں بھی کہا گیا ہے کہ اسرائیل میں غربت کی



فلسطینی مسجد شہید..... ذمہ دار اسرائیلی فوج.....

فلسطین پر جاری اسرائیلی جارحیت میں جہاں بچوں سمیت سینکڑوں فلسطینی شہید ہو گئے وہاں مساجد پر بمباری بھی جاری ہے۔ غرب اردن کے ایک گاؤں میں واقع ایک مسجد میں میزائل گرائے گئے جس میں مسجد مکمل طور پر مہدم ہو گئی۔ راتبہ الجورت کے مطابق اس سے پہلے بھی اس مسجد کو شہید کیا جا چکا ہے۔ یہ تو ایک مسجد ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایسی مساجد ہیں لیکن جو منظر عام پر نہیں آسکیں وہ بھی اسرائیل کی دہشت گردی کی بھیئت چڑھ گئیں ان کی تعداد مئیلیوں میں ہے۔ ظلم و ستم کے ان تمام واقعات میں دنیا کے نام نہاد امن کے علمبرداروں نے اسرائیل کا ساتھ دیا۔ مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے گونگے بہرے کا کردار ادا کیا اور اسرائیل کو ظلم کے پہاڑ توڑنے کی مزید شہ دی۔

شرح بہت زیادہ ہے۔ ان اندرونی حالات کے باوجود فرعون زمانہ اسرائیل اپنے آپ کو دنیا کفر کا سرکوب سمجھتا ہے۔ اسرائیل کو چاہیے کہ وہ اپنی غریب عوام کی فکر کرے اور ان کی خوشحالی کا بندوبست کرے نہ کہ اپنا سارا بجٹ بارود کی شکل میں مظلوم فلسطینیوں پر برسرانے کی بجائے اپنے عوام پر خرچ کرے۔

گرہوں بیمار تو کرے گا دو اکون.....؟

مقبوضہ بیت المقدس اسرائیل کے ایک ہسپتال کی انتظامیہ نے گردوں کے کینسر میں مبتلا ایک نو عمر فلسطینی بچی کو یہ کہہ کر ہسپتال سے فارغ کر دیا کہ فلسطینی اتھارٹی نے اس کے علاج کے لئے رقم ادا نہیں کی۔ متاثرہ بچی کی والدہ نے بتایا بچی کے تمام اخراجات ہسپتال انتظامیہ کو ادا کیے جاتے رہے ہیں لیکن ہسپتال سے اچانک بغیر وجہ بتائے انہیں ہسپتال سے نکال دیا تو میں پھر کیسے کہوں کہ وہ پوری دنیا میں امن کے دعوے دار و قلعہ انسانیت کی راہ دوسروں کو بتانے والے جواکب تھی مریضہ کے ساتھ ایسا گھنیا سلوک روار کھتے ہیں وہ پوری دنیا کے انسانوں کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے۔

2001ء میں چھینے گئے علاقوں پر طالبان نے دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا..... کرنزی کا اعتراف

صدر کا کہنا تھا کہ معاہدے کے باوجود کئی افغان قبیلہ بدستور امریکی افواج کی تحویل میں ہیں۔ جو اس معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے جس پر امریکی صدر اوباما اور میں نے دھتلاہٹ کئے تھے۔ شکست کی راہوں پر گامزن امریکی و اتحادی افواج امریکی کتھ پتھ صدر کے لیے برے دن لے آئی ہے۔ کرنزی کو چاہیے کہ خطے کے دیگر قوتوں کی مدد سے امریکہ اور اتحادی افواج کو افغانستان سے نکلنے کی کوشش کرے۔ اسی میں افغانستان کے مسائل کا حل ہے اور خطے میں پائیدار امن کی ضمانت افغانستان میں انڈیا کا کردار ختم کیا جائے جو افغانستان کے ہمسایہ ملک میں بد امنی اور تحریک کاری کا باعث ہے۔

میں حملہ آور کو بھی مار ڈال گیا۔

امریکی حالات سے تنگ اس شخص نے 100 راؤنڈ فائر کیے۔ اتنے تنگ جنونی نے پہلے والد کو پھر سکول جا کر ماں کو قتل کر دیا۔ دوسری طرف پولیس کی جوانی کاروائی میں اوبھیر عمر حملہ آور ہلاک اور ایک مشکوک شخص گرفتار کیا گیا۔ اس واقعے کے بعد اوباما کی آنکھوں سے آنسو چھم چھم کرنے لگے اور امریکہ میں یہ اعلان ہوا کہ امریکی پرچم 3 دن تک سرنگوں رہے گا۔ امریکی ٹی وی نے بھی یہ اعتراف کیا کہ ایک امریکی بائبل نے سینڈی کا پک انٹرویو سکول میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ بعض اطلاعات کے مطابق حملہ آوروں کی تعداد دو تھی اور حملہ آور نے فوجی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس واقعے کے بعد سکول سے پولیس کو 9mm کی دو گینیں ملی تھیں۔ امریکی صدر نے روتے ہوئے ڈائریکٹر ایف بی آئی اور گورنر سے واقعے کی تفصیل طلب کر لی ہے۔ واضح رہے کہ اس واقعے سے 3 روز قبل نقاب پوش مسلح شخص جیکٹ رائٹس نے مصرف علاقے پورٹ لینڈ میں فائرنگ کی تھی جس میں دو افراد مارے گئے۔

ایے ایف بی کے مطابق حملہ آور 24 سالہ ریان لانوا تھا ایسے واقعات کاروبار و بناوٹ یورپی شہروں میں اب معمول بن گیا ہے۔ جبکہ امریکی سپر ہیرو ہستہ ہستہ مفریاد رفتی جاری ہے۔ بس اس سپر ہیرو کا صفر پاور بننا محمدی ورلڈ آرڈر کی خوشخبری دے رہا ہے۔



سعودی عرب میں 9 قتل نامی شہریوں نے اسلام قبول کر لیا
انہی سبھی گھرے گا جتنا کہ ہوا گے

سعودی عرب کے مشہور شہر جدہ میں کام کر رہا تھا 9 شہریوں نے اسلام قبول کر لیا ہے جو کہ اسلام کے پھیلنے کی واضح دلیل ہے۔ سعودی اخبار کے مطابق گزشتہ چند دنوں میں بابا کے علاقے میں فلپائن کے 9 شہریوں جن میں خواتین بھی شامل ہیں مقامی مسجد کے امام ڈاکٹر عبداللہ شمس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ دیکھو سنی کے ڈائریکٹر نے نو مسلموں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات کی فراہمی کے لیے اسلامک سینٹر میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔

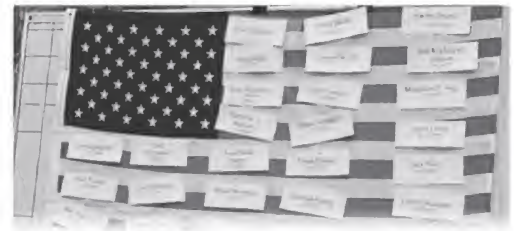
عدم استحکام کے ذمہ دار امریکہ اور اتحادی ہیں افغان صدر حامد کرزئی نے امریکہ پر شدید تنقید کرتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ ملک میں تیزی سے پروان چڑھنے والی عدم تحفظ اور بگڑتی ہوئی صورتحال کی بڑی وجہ امریکی و اتحادی فوج کا غیر ذمہ دارانہ کردار شامل ہے۔ جب تک تمام قیدیوں کو افغان حکام کے حوالے نہیں کیا جاتا امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدے پر دستخط نہیں کریں گے۔ این بی سی ٹی وی نے کہنے لگے۔ ایک انٹرویو میں افغان صدر نے کہا کہ طالبان نے 2001ء میں چھینے گئے علاقوں پر دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدم تحفظ کا موجودہ صورتحال میں امریکی و اتحادی افواج کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ افغان

ڈاکٹر ڈاکرنا ٹیک کے خلاف مہم

ڈاکٹر ڈاکرنا ٹیک کے دعویٰ و تبلیغی پروگراموں کے خلاف ہندوؤں کی مہم بھارت کے سیکولر چہرے پر ایک اور داغ چھوڑ گئی۔ آزادی اظہار رائے کے نام نہاد دعوے کا بھرم بھی نکل گیا۔ انتہا پسند ہندوؤں نے ڈاکٹر ڈاکرنا ٹیک کے خلاف مہم شروع کر دی۔ روزنامہ امت کی رپورٹ کے مطابق مہاراشٹر میں تبلیغی پروگرام منسوخ کروانے کے لئے مظاہرے کئے۔ ہندو مسلم فسادات کی دھمکی دے کر انتظامیہ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ ہر پروگرام میں 6 سے 10 ہندو اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ہندوؤں سے اسلامی اجتماعات میں شرکت نہ کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔

امریکی ریاست کننگھم کٹ میں جنونی کی سکول میں گس

کرنا عرگ!



9/11 کا بہانہ، افغانستان کو ٹھکانا..... پاکستان کو نشانہ بنا کر کفر کا سرکوب امریکہ اور یورپ
اتحادی، نیو، افواج اس بات کی پر زور کوشش کر رہے تھے کسی نہ کسی طرح ”نیو ورلڈ آرڈر“ پوری دنیا میں نافذ کیا جائے۔ لیکن اس صلیبی جنگ کے 10 سال گزرنے کے بعد آج امریکی عوام اس قدر امریکہ کے موجودہ حالات سے تنگ آ چکے ہیں وہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ بے روزگاری، معاشی بحران اور حالیہ دنوں میں سینڈی جیسے طوفان نے امریکی ترقی کے بیڑے کو مزید گرداب میں پھنسا دیا ہے۔ کچھ ایسا ہی ایک واقعہ امریکی ریاست کننگھم کٹ میں پیش آیا جس میں ایک جنونی نے ایک سکول میں فائرنگ کر کے بہت سارے بچوں کو ہلاک کر دیا۔ ذرائع کے مطابق یہ واقعہ نیو ٹاؤن کے سینڈی پک ایلیمنٹری سکول میں پیش آیا جس میں 20 بچوں اور سائیکا لوہٹ پرنسپل سمیت 27 افراد مارے گئے۔ مارے جانے والے بچوں کی عمریں 5 سے 10 سال تک تھیں۔ بعد

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

نبی کریم ﷺ اس بات کی حرص کرتے کہ میرا کوئی بھی امتی جنت میں جانے سے پیچھے نہ رہ جائے

دعوت دینے

کے لیے پہنچ جاتے۔

ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے جس سے

نبی کریم ﷺ کی لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے بارے

میں طبع کا پتہ چلتا ہے۔ حج کے دنوں کے باہر کے قافلہ مکہ آنا شروع

ہوئے تو قریش کی بڑی فخر لاحق ہوئی کہ نبی ﷺ ان کو اسلام کی

دعوت دیں گے اور یہ لوگ ان کی دعوت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو

جائیں گے۔ قریش مکہ حجاج کے قافلوں کے راستوں پر بیٹھ گئے اور

ان کو نبی ﷺ کے چادروں اور کان بن ہونے کا کہنے لگے۔ کوئی بھی

قافلہ جب ان کا فروں کے پاس سے ہو کر مکہ پہنچتا اور نبی ﷺ کو

پتہ چلتا اور آپ ان کو دعوت دیتے تو وہ آپ سے ڈر کر اپنی

سوار یوں کو بھاگتے۔ آپ ﷺ ان کی سوار یوں کے ساتھ ساتھ

دور سے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے۔

جب آپ ﷺ کے چچا ابوطالب مرض الموت میں مبتلا

ہوئے تو آپ ﷺ ان کے ہاں پہنچے۔ ہاں پر ابوبہل بھی بیٹھا ہوا

تھا۔ آپ ﷺ کا چچا ابوطالب کہ جس نے جیتے جی اپنے پیچھے کی

طرف کسی کو منبلی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیا اس کے بارے میں

نبی ﷺ کی بڑی خواہش تھی کہ میرا چچا بھی جہنم سے نجات کرے

میں چلا جائے۔ نبی ﷺ نے چچا کو کہا کہ اچھا! ایک دفعہ کھلے کا

اقرار کرو میں قیامت والے دن تمہاری سفارش کروں گا اور مجھے

امید ہے کہ میرا آپ کے بارے میں میری سفارش کو رد نہیں

کرے گا۔ قرب تھا کہ وہ کھلے کا اقرار کر لیتے لیکن وہاں پر ابوبہل

لعین نے بدبختی کا کردار ادا کرتے ہوئے ابوطالب سے کہا کہ تم

اس دنیا سے جاتے ہوئے اپنے آباؤ اجداد کو دین

جس پر عبدالمطلب تھے اس کا چھوڑ دو گے تو لوگ

کہیں گے؟ ابوطالب اس کی باتوں سے متاثر

ہو گیا اور دنیا سے جاتے ہوئے ان کی زبان پر یہ

الفاظ تھے کہ میں اپنے آباؤ اجداد کے دین پر مرمز ہا

ہوں۔ (الرحیق المختوم)

واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم دیکھیں

نبی ﷺ کی کتنی حرص تھی کہ ہر مشکل پر میری مدد کرنے والا چچا بھی

کھلے کا اقرار کرے اور مسلمان ہو جائے 'خوش بختوں میں شامل

اس کام کے لئے انہوں نے دن رات ایک کر دیئے

رات کا وقت

ہے، طوفانی بارش ہو رہی ہے۔

دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اس طوفانی بارش اور

اندھیری رات میں چلا آ رہا ہے۔ وہ شخص قریب پہنچتا ہے پتہ چلتا

ہے کہ آنے والی شخصیت نبی مکرم ﷺ ہیں۔ صحابی پوچھتے ہیں کہ

آپ رات کے اس وقت طوفانی بارش میں کہاں سے آ رہے

ہیں؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ فلاں نیلے کے پیچھے

ایک قافلہ بھرا ہوا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں وہ قبیلہ صحیح وہاں سے

چلا نہ جائے لہذا میں صحیح کا انتظار کیے بغیر ان کے پاس پہنچنا تاکہ ان

کو اسلام کی دعوت دے سکوں۔ ابھی میں وہاں سے واپس آ رہا

ہوں۔

اللہ اکبر! یہ ہے وہ جذبہ اور حرص جس کو قرآن نے یوں

بیان کیا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا

عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

(سورہ النوبہ: 128)

تحقیق تمہارے پاس تھی میں سے ایک رسول آیا ہے اس

پر بہت شاق ہے کہ تم شفقت میں پرو تم پر بہت حرص رکھنے والا

ہے مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

حرص مال و دولت یا دنیا کے جاہ و جلال اور شہرت کی نہیں

بلکہ حرص اس بات کی ہے کہ ہر ایک شخص تک اللہ کا پیغام پہنچ جائے

اور پھر وہ اس کو قبول کر کے جہنم سے نجات کرے جنت میں جانے والا نہ

جائے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی سی

ہے جس نے آگ خوب بھڑکائی جب اس کا

اوردوبہل روشن ہو گیا تو پروانے اور اس قسم کے

جانور اس آگ میں گرے لگے۔ وہ اس میں

گرے تھے اور وہ شخص انھیں روکتا تھا اور وہ اس سے زبردستی آگ

میں گھستے تھے تو میں آگ سے بچانے کے لیے تمہاری کمزوریوں کو

پکڑنے والا ہوں اور تم اس میں زبردستی گھستے جاتے ہو۔

(بخاری: 6483، مسلم: 2284)

حافظ عرفان

بدلے لیا ہے اب تو خوش ہونا۔ نبی کریم ﷺ نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو

جو جواب دیا وہ بڑا غور کرنے والا ہے نبی ﷺ فرمانے لگے کہ اسے

چچا! مجھے تب خوش ہوگی جب آپ اسلام قبول کریں گے کیسی

ترقی تھی آپ کی کہ لوگ ایمان لائیں۔

(الرحیق المختوم۔ ص 144)

پھر آپ ﷺ نے مکہ کے سرداروں کے پاس بار بار جا

رسول اللہ ﷺ کو حرص مال و دولت یا دنیا کے جاہ و جلال اور شہرت کی نہیں

تھی بلکہ حرص اس بات کی تھی کہ ہر ایک شخص تک اللہ کا پیغام پہنچ جائے اور

پھر وہ اس کو قبول کر کے جہنم سے نجات کرے جنت میں جانے والا نہ جائے۔

کر اسلام کی دعوت دی۔ سورہ عیسٰی کے جو شان نزول کا جو واقعہ

ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قریش کے بڑے بڑے

مرداروں کو دعوت دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ جب بھی آپ کو

پتہ چلتا کہ مکہ میں کوئی قافلہ آیا ہے تو آپ ﷺ اس کو اس وقت

ہو جائے۔

پھر جب نبی کریم ﷺ مکہ کے سرداروں اور بااثر لوگوں کی طرف سے مایوس ہو گئے تو آپ ﷺ نے دعوت کی غرض سے طائف کا رخ کیا اور وہاں کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دی۔ مقصد کیا تھا کہ طائف کے سردار اسلام قبول کر کے اسلام کی مقبوضی کا باعث بنیں۔ واللہ سبکی ترقی تھی آپ ﷺ کی اسلام کے بارے میں لیکن طائف والوں نے نہ صرف آپ ﷺ کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا بلکہ طائف کے آبائش نو جوانوں کو جھد دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو لایا چنچائیں۔ ان آبائشوں نے پہلے پہل تو مذاق بنایا پھر آپ ﷺ کے پیچھے لگ گئے اور پھر برساتنا شروع کر دیے جس سے آپ ﷺ زخمی ہو گئے اور آپ ﷺ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ بالآخر آپ ﷺ نے ایک باغ میں جا کر پناہ لی۔ اتنا ظلم ہونے پر پناہوں کا فرشتہ آپ کے پاس آیا کہ آپ ﷺ کو اگر آپ ﷺ حکم دیں تو میں طائف کو دو پناہوں کے درمیان چیں کہ رکھ دوں۔

آپ ذرا غور کریں کہ آپ بڑی امید لے کر اہل طائف کی طرف گئے پھر نہ صرف انہوں نے آپ کو مایوس کیا بلکہ آپ پر ظلم بھی کیا لیکن مایوسی اور ظلم کے باوجود بھی آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا مانگی کہ کیوں؟ ترقی تھی کہ چلیں یہ نہ بھی ہو سکتا ہے ان کی اولاد میں سے لوگ اسلام قبول کر لیں۔

ایک یہودی لڑکے کا واقعہ بھی سیرت النبی ﷺ سے ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ چلتا ہے کہ افلاس یہودی کا لڑکا پیار ہے۔ نبی ﷺ اس یہودی کے گھر اس کی عیادت کے لیے پہنچے۔ دیکھا کہ لڑکا بہت پیار ہے اور اس کا آخری وقت قریب ہے تو نبی ﷺ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس لڑکے کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کچھ کا اقرار کرنے کو کہا۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے اشارہ کیا کہ محمد ﷺ جو کہتے ہیں ان کی بات مان لو لڑکے نے کچھ کا اقرار کر لیا اور تھوڑی دیر بعد فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ اس یہودی لڑکے کے اسلام قبول کرنے پر بہت خوش ہوئے اور اس لڑکے کا جنازہ پڑھایا۔ مجھ کی آئی کہ حرض تھی لوگ اسلام کے ذریعہ سب آجائیں اور اس کے لیے ایک ایک شخص کو دعوت دینا اور پھر جو کوئی اس دعوت کو قبول کر لے اس پر بے انتہا خوش ہونا۔ تھی تھی نبی ﷺ کے دل میں اسی لیے تو قرآن کہتا ہے نبی ﷺ کے بارے میں۔ (مفہوم سورۃ کہف آیت 6)

”اے نبی ﷺ! آپ کیوں ان کافروں کی فکر میں بلکہ ان کو ہونے جارہے ہیں آپ کا مقصد صرف میرا پیغام پہنچانا دینا اور ان پر انعامِ جنت قائم کر دینا ہے باقی ملامت، نیکارہ کرنا تو میرا کام ہے سو آپ ﷺ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں۔“

نبی ﷺ کو سب سے زیادہ مگر سے امت کے بارے میں کہہ

اس دعوت کو جو حق کی دعوت ہے، لوگوں کو مگر انہوں سے نکالنے والی، ان کو کھڑا کرنے والی، ان کو مہذب بنانے والی، انہی کا فائدہ کرنے والی اور ان کو زندگی کے ڈھنگ سکھانے والی، دنیا کو بہتر بنا دینے والی اور آخرت کے نقصان سے بچا دینے والی اس کو وہ قبول کر لیں اور اپنا بھلا کر لیں اور شیطان کے پیچھے لگ کر اپنی دنیا اور آخرت کا نقصان نہ کر لیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک باپ کو اپنی اولاد کے بارے میں پتہ ہوتا ہے کہ اس کے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا برا ہے اور وہ اس کی بہتری میں لگا رہتا ہے اور اسے ذی فربہک ہونے سے بچانے میں لگا رہتا ہے۔ جب تک بیٹا باپ کی فراموشی کرنا رہتا ہے باپ خوش رہتا ہے اور اپنے آپ کو کامیاب باپ تصور کرتا ہے اور جب اولاد فراموش کرتی ہے تو اسے بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے کہ اس نے اپنا ہی نقصان کر لیا ہے یہی بات نہ مان کر اور اولاد کو اس وقت احساس نہیں ہوتا اس نقصان کا لیکن جب ذرا بڑے ہوتے ہیں تو پھر انہیں احساس ہوتا ہے کہ کاش والدین کی بات مانی ہوتی تو ہم ذلیل و رسوا ہوتے اور مشکل میں نہ پڑتے لیکن اس وقت فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح استاد اور شاگرد کی مثال لی جاسکتی ہے کہ استاد جانتا ہوتا ہے کہ کس کام کے کرنے میں طالب علم کا فائدہ ہے اور کس کام کے کرنے کا نقصان ہے لہذا وہ اس کو سکھانے میں لگا رہتا ہے اور ہر لمحے اس کو گائیڈ کرتا ہے پھر جو اس کی بات کو ماننا ہے اچھا پھر فارم کرتا ہے اور استاد کو خوش کرتا ہے اور اگر بات نہیں مانتا تو خود بھی نقصان اٹھایا ہے اور استاد کو بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس نے میری بات نہ مان کر اپنا نقصان کر لیا۔

نبی کریم ﷺ کی فکر محض ہر ترقی..... واللہ! یہی وجہ تھی۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی بہت زیادہ مصروف تھی دعوت میں مصروف ہیں سرداروں کو دعوت دے رہے ہیں کبھی مکہ میں آئے قافلے کو دعوت دے رہے ہیں کبھی حنف میں زیر تربیت صحابہ کی تربیت کر رہے ہیں برات کو سب صحابہ کرام کے سوجانے کے بعد مدینہ کی گلیوں میں پیہرہ دے رہے ہیں اور پھر عبادت بھی کر رہے ہیں۔ رات کو سب سے آخر میں سوئے والے سب سے زیادہ قیام کرنے والے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں میں درم آجاتا۔ اتنا سخت معمول کیوں تھا اس لیے کہ لوگ اسلام کی طرف آجائیں۔ اسلام دنیا میں غالب ہو جائے، اسلام کو مقبوضی مل جائے اور عبادت میں زیادتی اور اللہ سے بہت زیادہ قریبی تعلق، نمازوں میں خشوع و خضوع اور وحشت الہی سے روانہ کرنا۔ صرف اس لیے کہ اسلام کی دعوت عام ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کو دیکھ کر اس کا مقصد صرف ہمارے اپنے معاملات کے بارے میں غور کرنے کا ہے کہ ہم لوگ بھی اسلام کا دعویٰ رکھتے والے ہیں

آپ کو امت محمدی کا فرو کھلوانے والے، نبی ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کا دعویٰ رکھنے والے، نبی ﷺ کی اداوں سے پیار کرنے والے ہم دیکھیں کہ ہمارے اندر یہ جذبات ہے۔ کیا ہم بھی دعوت کے میدان میں اپنی ترقی رکھنے والے اور اتنی محنت کرنے والے ہیں کہ ہمارے ارد گرد موجود ہر شخص، میں خود میرے گھر کا ہر فرد میرے محلے کا ہر فرد میرے سکول کا، میرے کالج کا، میری یونیورسٹی کا، میرا دوست، میرا رشتہ دار، وہ بھی ایمان کا بندہ بن جائے، شیطان سے بچ جائے۔ دنیاوی زندگی کو اللہ اور رسول ﷺ کے مطابق گزارے، جنہم سے بچ کر جنت میں چلا جائے۔ یا کہ ہم صرف اپنے گھر کا چلو چلا جانے کی فکر میں ہیں کہ صرف میرا کچھ بن جائے باقی لوگوں سے باقی معاملات سے مجھے کیا غرض، میں نے تو اپنا سٹیشن بنانا ہے۔ اپنے فوجی چرکے پلاننگ کر کے اور اس کے لیے محنت کر کے اس کو محفوظ کرنا ہے، مجھے اسلام سے کیا غرض ہوں کیا کرتا ہے، ہوں، کتنا اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے، ہوں رب تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتا ہے مجھے اس سے کیا غرض۔ بہت خطرناک ہے یہ سوچ اور اسی وجہ سے ہم بگاڑ کا شکار ہیں اور پھر پتا بھی نہیں کہ اس بگاڑ کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے۔ لوگ بڑے بڑے غمے لگاتے ہیں انقلاب کہ انقلاب اس طرح آئے گا جس طرح نبی ﷺ نے لڑا ہے۔ عرب کے بد معاشرے کو کہ جنہیں کوئی تہذیب نہیں تھی ان کو 23 سال کے مختصر عرصے میں دنیا کی مہذب ترین قوم بنا دیا جس نے ساری دنیا پر حکمرانی کی۔ اس طریقے پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیں! جب بھی معاشرے میں بگاڑ آتا ہے تو قصور وار امریکہ اور یورپ نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ہی ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کافر کا تو کام ہی معاشرے میں فساد پرا کرنا ہے اور مسلمان کے ذمہ کیا کام ہے یہ کہ وہ معاشرے کی اصلاح کرے، اس کی اصلاح کے لیے کام کرے۔ قرآن بتلاتا ہے اس بات کو۔ ”ترجمہ: ہم بہترین امت ہے جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور پرانی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

(آل عمران 110)

ہاں اگر معاشرے کی اصلاح کرنی ہے تو دنیا کو کاڑھ سے بچا کر امن قائم کرنا ہے تو پھر ہمیں سب کا کرنا ہوگا۔ سب کو دعوت دینا ہوگی۔ اپنے اندر ترقی پیدا کرنا ہوگی اور پھر بولگات تسلیم نہیں کریں اور اسلام کے راستے میں روزے اٹھائیں گے ان کو جہاد کے ذریعے سے روکا ہوگا اور غلبہ اسلام کو ممکن بنانا ہوگا یہ ہے اصلاح کا طریقہ۔ اور دنیا کی کامیابی کا راستہ اللہ کے ہمارے مسلمانوں میں یہ سوچ پیدا ہو، یہ ترقی پیدا ہو اور پھر اللہ ہمیں وہ دن دکھائے کہ ہم اسلام کا غالب ہو جوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آمین۔

یہود کی قابلِ ندامت غلطیاں

قرآن وحدیث میں بیان کردہ یہودیوں کی غلطیوں کو سمیٹے ایک منفرد تحریر

انبیاء کی بے حرمتی

یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے (نعوذ باللہ من ذالک) حضرت لوط علیہ السلام پر اپنی بیٹیوں سے زنا کرنے کا الزام لگایا اور حضرت یوسف علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ امراۃ عزیز سے زنا کاری پر آمادہ ہو گئے تھے اور بالکل تیار ہی تھے کہ دیوار بھیٹی اور حضرت یعقوب کی آغوشی خودار ہوئی وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور بھاگ پڑے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر یہ بہت لگائی کہ انہوں نے ہی حضرت ہارون علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ انبیاء کرام پر بہت لگنا اور انہیں ناقص قتل کرنا یہودیوں کا شیوہ تھا۔

جہاد سے دوری

جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ یہ اپنے آبائی وطنِ فلسطین کی طرف ہجرت کریں جو کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی تبلیغ کا مرکز رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ نبی اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی تھی کہ ان مہاجرین کو ساتھ لے جا کر فلسطین پر چڑھائی کرو اس کے نتیجہ میں بنی اسرائیل یعنی یہود کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور اس طرح انہیں اس کا آبائی وطن واپس مل جائے گا۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جہاد کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت بھی دی۔ مگر ان لوگوں نے یہ سوچا کہ پہلے ہمیں فلسطین کے موجودہ حالات سے پوری طرح واقف ہونا چاہیے تب جنگ کی کوئی بات سوچ سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے

خود و دھت فاران میں ڈیرے ڈال دیئے اور اپنے میں سے بارہ بارہ آدمی فلسطین کے سیاسی حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیج دیئے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو روانہ کرتے وقت یہ تاکید کردی

تھی کہ حالات جیسے بھی ہوں واپس آ کر صرف مجھے بتانا ہے۔ ہر کس واکس کے سامنے تشہیر نہ کرنا۔

لیکن انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کی اور جب فلسطین کے علاقے کا دورہ کر کے واپس آئے تو اس کی رپورٹ خفیہ طور پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دینے کی بجائے ہر ایک کو وہاں کے حالات بتانا شروع کر دیئے۔ وہ رپورٹ یہ تھی کہ فلسطین کا علاقہ واقعی برازیر نیز و شاداب ہے۔ لوگوں کی معاشی حالت بہت اچھی ہے لیکن وہ لوگ بڑے طاقتور اور زوردار ہیں۔ ہم ان کے مقابلے میں نڈے معلوم ہوتے تھے اور وہ بھی ہمیں نڈے ہی سمجھتے تھے۔

لہذا ان لوگوں پر فتح حاصل کرنا ہماری بساط سے باہر ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہنے لگے کہ ان طاقتور لوگوں کی موجودگی میں ہمارا

کھچھ // احسان الہی قسم

وہاں داخل ہونا اور پھر مقابلہ کر کے فتح یاب ہونا ناممکنات میں سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے یہ علاقہ ہمارے مقدر میں لکھا ہوا ہے تو وہ کوئی ایسا انتظام کر دے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں تو تب ہی ہم اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بار بار یہ یقین دہانی کرائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نصرت و تائید کا وعدہ کر رکھا ہے۔ لہذا ان خارجی اسباب سے ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر دے کہ یہاں سے

لوگوں کو فریب دینے اور اپنے خیالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ایک بدترین فعل ہے اور اس طرح یہود جھوٹی سچی بات اللہ تعالیٰ کے ذمے لگا کر اس سے مختلف قسم کے مفادات حاصل کرتے تھے

دروازے میں داخل ہو جائے۔ اگر تم نے جرات کر لی تو یقیناً اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

لیکن یہ قوم جو مدت دراز سے فرعونوں کی غلامی میں

زندگی بسر کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی بجائے پھڑے کی پرستش کر رہی تھی۔ اس قدر پست ہمت اور بزدل بن چکی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہنے لگی کہ جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہیں جاتے ہم وہاں بھی نہ جائیں گے اور نہ ہی اپنے آپ کو دیدہ دانستہ بلاکت میں ڈالنے کو تیار ہیں اور اگر تمہیں جہاد پر اتنا ہی اصرار ہے تو قَالُوا يَا مُوسَى إِنَّا لَنَدْعُ خَلْقَهَا أَبَدًا مَاذَا هُوَ فَيَقُولُ فَادْعُهَا أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔

(سورۃ المائدہ: 24)

انہوں نے کہا اے موسیٰ! شک ہے کہ ہم ہرگز اس میں بھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں سو تو اور تیرا رب جاؤ پچاس دنوں لڑوئے جنگ ہم سہیں بیٹھے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جواب کے بدلے میں جو ان سے فلسطین کی فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ چالیس سال مؤخر کر دیا اور چالیس سال تک وہ جس جنگل میں تھے اسی میں دھکے کھاتے رہے۔

اپنی الہامی کتب میں تحریف

یہ یہود اس قدر بدترین قوم تھی کہ ان کو جب بھی تورات میں کوئی حکم گراں گستاخ تو یہ خود ہی اس کو بدل کر اس کی جگہ کوئی اور حکم لگا کر اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حصہ قرار دے دیتے اور پھر اس کو اس انداز میں پڑھتے کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ تو بات اللہ تعالیٰ تورات کی تلاوت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی اس عادت بد کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ آل عمران میں فرمایا:

وَأَن سَمِعْتُمْ لَفْظًا يَنقُورُونَ أَلَيْسَتْهُمْ بِالْكِتَابِ يَتَخَسَّبُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

(سورۃ آل عمران: 78)

اور ان میں سے یقیناً کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب (پڑھنے) کے ساتھ اپنی زبانیں مروڑتے ہیں تاکہ تم اسے کتاب میں سے سمجھو حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں اور اللہ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

خطیبوں اور واعظوں کی عموماً یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ کتاب اللہ کی آیات کو تو خوش آوازی اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس کے معانی اور تفسیر عام گفتگو کے لہجہ میں کرتے ہیں۔ اب اگر وہ معانی اور تفسیر کے الفاظ کی ادائیگی بھی اسی لہجہ میں کریں جس میں وہ کتاب اللہ کی کرتے ہیں تو سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان لفظوں کے معانی بھی کتاب اللہ ہی کا حصہ ہیں۔ لوگوں کو فریب دینے اور اپنے خیالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دینے کی یہ ایک بدترین صورت ہے اور اس طرح یہود جھوٹی جیجی بات اللہ تعالیٰ کے ذمے لگا کر اس سے مختلف قسم کے مفادات حاصل کرتے تھے۔

فرقہ واریت

اتفاق میں برکت ہے! اتحاد و اتفاق کی بدولت ہی قومیں ترقی سے بہرہ ور ہوتی ہیں اور باجم عروج پر پہنچتی ہیں اور اس کے برعکس اتفاق و افتراق وہ فحشت اور خست ہے کہ جس قوم پر یہ بیماری پیدا ہو جائے وہ ذلت و رسوائی کے بھونک گڑھوں میں جا گرتی ہے اور اپنی موت آپ مرجاتی ہے۔ دشمن کو بھی اسے مٹانے اور ختم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرنی پڑتی۔

امتیاز و خفاشہ کی شکار قوم آپس میں لڑ لڑ کر خود ہی فنا ہو جاتی ہے اور جو کام دشمن کو کرنا ہوتا ہے وہ خود سرانجام ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری یہود میں کثرت سے پائی جاتی تھی اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی بہت بڑی صورت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں یہود کو مخاطب کر کے فرمایا:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْضِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُقَيِّدَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (سورۃ الانعام: 65)

کہہ دے کہ وہی اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف گروہ بنا کر ختم گھا کر دے اور تمہارے بعض کو بعض کی لڑائی (کامزہ) چکھا دے۔

اب مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

عذاب سماوی: جیسے کوکب، بجلی، تیز آندھی اور پتھروں کی بارش وغیرہ۔

عذاب ارضی: جیسے طوفان، دریاؤں کا سیلاب، زلزلے اور زمین میں دھنساؤ وغیرہ۔

فرقہ بازی: خواہ یہ مذہبی قسم کی ہو یا سیاسی یا قبائلی

اب ہم قرآن و سنت کی تعلیمات پر تھوڑا سا غور کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہود پر یہ تینوں قسم کے عذاب ان کی سرکشی کے باعث آتے رہتے ہیں۔

بالخصوص فرقہ بازی کے عذاب کو ان پر مسلط کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں فرمایا:

وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا (سورۃ الاعراف: 168)

اور ہم نے انہیں زمین میں مختلف گروہوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

حدود کا غریب اور ان کے حدود سے بچ نکلنا

یہ یہود اس قدر بے انصافی کے پھنکارے ہوئے تھے کہ اگر ان میں سے کوئی غریب گناہ یا حدود اللہ میں سے کوئی حد توڑتا تو اس کو سخت ترین سزا دیتے اور جب ان میں سے کوئی امیر یا صاحب اقتدار کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو یہ خود بھی اس کے لئے کوئی آسان ترین سزا امتیاز کرتے اور اس کی جان بخشی کر دیتے۔

خیبر کے یہود کے ساتھ جو نبی اکرم ﷺ کے معاہدے کی شرائط تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ یہود اس بات میں آزاد ہیں کہ اپنے مقدّمات اور تازعات خود ہی تورات کے مطابق فیصلہ کر لیا کریں اور اگر چاہیں تو وہ اپنے مقدّمات نبی ﷺ کی عدالت میں لے جائیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کا کیا ہوا فیصلہ ان پر لاگو ہوگا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک یہودی نکلا جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور کوڑے مارے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی سزا پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہاں

پھر آپ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور اسے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے مویٰ ﷺ پر تورات نازل کی تھی کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی سزا پاتے ہو؟

اس نے کہا: نہیں اور اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتا (اصل بات یہ ہے کہ) ہم تورات میں زانی کی سزا رجم ہی پاتے ہیں مگر جب ہمارے شرفاء میں زنا کی کثرت ہو گئی تو ہم جب کسی معزز کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ پھر ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم کسی ایسی سزا پر متفق ہو جائیں جسے شریف اور زلیل سب پر نافذ کر سکیں تو ہم نے کوڑے مارنا اور منہ کالا کرنا نافذ کر دیا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سب سے پہلے میں تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ ان لوگوں نے اس کو مردہ کر دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس یہودی کو رجم کر دیا گیا۔

ادب پہلا قرینہ ہے.....!!



میرا ہوا کل بھی بہرہ ہا تھا..... میرا ہوا اب بھی بہرہ ہا ہے

ابو صخر عبد الما جد شہید ﷺ

جس نے یہ ثابت کر دیا کہ اچھی ڈگری شہداء کے پاؤں کی زنجیر نہیں ہوا کرتی....!!

بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ ہر دہ پا کو کوزے میں بند نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اس کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھنا تو ضرور ہے۔ ابو صخر عبد الما جد نے اس وقت جہاد شروع کیا جس عمر میں ایک نو جوان کو اپنا ربہ زندگی بلند کرنے کے علاوہ اور کوئی خواب دکھائی نہیں دیتا۔ انہوں نے حق کی آواز بلند کرنے کے لیے وہ دور منتخب کیا جب دوسرے نو جوان کا نون سے ہڈی فون لگا کر فٹش گانے سنتے اور فٹنیں دیکھتے نہیں تھکتے۔

ان کی قربانی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اس خطے کے ہر شہر اور ہر صوبے میں پھیلے نو جوانوں کے دلوں میں ان کی یاد تازہ ہے۔ نہانے کتنے ہی نو جوان ان کے درس اور تقاریر سن کر اپنے آپ کو بدل چکے ہیں.... فاشی و بے حیائی کی تاریکیوں سے نکل کر دعوت و جہاد کی روشن شاہراہ پر قدم رکھ چکے ہیں اور کتنے ہی نو جوان ایسے ہیں جو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہو کر جنت کی ابدی مسرتوں سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ ان شاء اللہ کچھ ایسے بھی ہیں جو دن رات ایک کر کے غلبہ اسلام کے لیے اپنی

زندگی کی شاہراہ پر چلتے ہوئے کتنے لوگ ملتے ہیں اور پھر بچھڑ جاتے ہیں۔ کچھ چہرے یاد کرنے پر بھی یاد نہیں آتے اور کچھ چہروں کو تو بھلایا ہی نہیں جاسکتا۔ وقت کی تیز آمدنی قلب و ذہن سے ماضی کے تمام نقوش مٹانے پر مصر ہوئی ہے مگر کچھ چہرے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دھندلے ہونے کی بجائے روشن سے روشن تر ہوتے چلے ہیں۔ ابو صخر عبد الما جد کا شمار بھی انہی لوگوں میں

سليم الله صفر

ہوتا ہے جو چہا ہونے کے باوجود بھی دل کے انجائی قریب محسوس ہوتے ہیں۔ ابو صخر بھائی کے بارے میں لکھتے ہوئے اور وہ بھی اتنی دیر بعد، میں محسوس کرتا ہوں کہ شاید ان کی شخصیت کے پہلوؤں کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ میرے سمیت وہ تمام لوگ جو ابو صخر بھائی کے ساتھ رہے ہیں وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ میں یقیناً اس شکوہ میں حق بجانب ہوں کہ یہ تحریر نا کافی ہے اور میرا قلم

تقریر ختم ہو چکی تھی....
سامعین میں سے کچھ مسجد سے باہر جا رہے تھے، کچھ نو جوان نماز مغرب کی سنتیں ادا کر رہے تھے اور اکثر نو جوان ایک خواب کی کیفیت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریر کے الفاظ ابھی تک کانوں میں گونج رہے تھے اور وہ اس طرح بیٹھے تھے کہ اگر ذرا بھی بلے تو کچھ کا سنا زک خواب ٹوٹ جائے گا۔ مسجد میں خاموشی تھی مگر سنانا... کسی قیامت کا شور کر رہا تھا۔ ہر نو جوان اپنے گریبان میں تھما کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا ہے وہ تھا تو بالکل سچ اور درست!

مگر کیا یہ سب کچھ مجھے کہا جا رہا تھا...؟
اگر مجھے کہا جا رہا تھا تو اس کا مطلب ہے واقعی میرے اندر یہ برائی ہے۔ آخر ان کو میرے دل کا حال کس نے بتا دیا...؟
یہ کیفیت راقم الحروف نے خود محسوس کی مگر فقط ہوش کی مسجد نہیں، عبد الما جد بھائی نے جہاں بھی تقریر کی، سامعین یہی تاثر اپنے ذہنوں میں لیے ہمیشہ خود سے یہی سوالات کرتے۔

چلنے میں آکٹا بہت محسوس کر رہے ہیں۔ تو وہ نوجوان سن لیں!
اگر انہوں نے اپنے مربی اور اپنے رہنما کے
کہنے پر جہاد شروع کیا تھا تو وہ جہاد ان
کی شہادت کے بعد ختم ہو جاتا

چاہے اور اگر انہوں
نے وہ جہاد اپنے
رب کا حکم
سمجھ کر

وصیت نامہ ابوصخر عبدالماجد ولد محمد رمضان

تو تائبوں اور صلاحیتوں کو استعمال کر رہے ہیں اور ان جاودانی
مسرتوں سے فیض یاب ہو رہے جو صرف اللہ
کے دین کا پرچم بلند کرنے والوں کا
انعام ہوا کرتی ہیں۔

مگر ان سب کے
درمیان کچھ
نوجوان وہ

اللہ رب العزت کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے مجھے جہالت اور نیا داری کی زندگی سے نکالا اور ایمان والی زندگی عطا کی۔ اگر میں اپنی
جہالت والی زندگی میں ہی مر جاتا تو یقیناً میری آخرت کا معاملہ بہت خطرناک ہوتا مگر اب مجھے اللہ پر بہت زیادہ امید ہے کہ وہ مجھے رسوائی کرے گا۔
السلام لاناوخذنا یوم القیامہ اے اللہ! ہمیں روز قیامت رسوا نہ کرنا۔ محترم والدین! دنیا میں ہر شخص کامیاب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے بھی گھر سے
کامیاب زندگی گزارنے کی تربیت ملی۔ ایک کامیابی دنیا کی ہے جو عارضی، فانی، ناپائیدار اور غیر حقیقی ہے اور ایک کامیابی آخرت کی ہے جو مستقل، غیر فانی، پائیدار اور حقیقی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مجھے آخرت کی کامیابی کے رستے کو اپنانے کی توفیق دی۔ دنیا میں یقیناً آپ کی مجھ سے جو امیدیں تھیں میں نے انہیں پورا نہیں کیا مگر ان شاء اللہ روز قیامت آپ کا ہاتھ پکڑ کر
جنت میں داخل ہوں گا۔ میری شہادت کی قبولیت کی دعا کریں۔ دعا کریں کہ اس شہادت میں ریاکاری کا کوئی عنصر نہ ہو بلکہ یہ خالصتاً اللہ رب العزت کے لیے پیش کی گئی ہو۔ یہ میرا آخری مقصد
ہے۔ اب انشاء اللہ جنت الفردوس کے دروازے پر ملاقات ہوگی۔

محترم والد صاحب! میں نے آپ کے لیے بہت دعائیں کیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں، احسان مند ہوں کہ آپ نے میری ایسی تربیت کی کہ میں اپنے لیے اچھے اور برے کی تمیز کر سکوں۔ میں نے ان
شاء اللہ اچھا فی والے رستے کو اپنایا ہے اور برائی والے راستے کو ترک کیا ہے۔ میری وجہ سے آپ کو بہت تنگ ہونا پڑا۔ آپ بیمار بھی ہوئے لیکن یہ سب مصائب عارضی ہیں۔ دائمی اور مستقل تو آخرت ہے۔ عمر
کے آخری حصے میں اس کی تیاری کریں۔ نماز کی پابندی کیا کریں۔ میں جانتا ہوں وضو کرنا اور چلنا پھرنا آپ کے لیے مشکل کام ہیں مگر جتنی بڑی آزمائش ہو اگر بھی اتنا ہی زیادہ ملتا ہے۔ اللہ نے گھر کے قریب مسجد
کی نعمت عطا کی ہے۔ آپ باجماعت نماز کی پابندی کریں۔ ”ان شاء اللہ“ اللہ آپ کو صحت عطا کریں گے۔ اچھی دینی کتب منگوا کر کامیاب مطالعہ کریں۔ خاص طور پر فقہ انکار حدیث پر مبنی لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ مولانا
عبدالرحمن کیلانی کی کتب اس موضوع پر بہت شاندار ہیں۔ ترجمہ و تفسیر قرآن کو ضرور اپنے روزمرہ کی مصروفیات میں شامل کریں۔

بیاری ای جان! اللہ آپ کو خوش رکھے، ہمیشہ شریک سے بچنا۔ جس کے اندر رانی کے دانے کے برابر شرک ہو اس کے سارے اعمال برباد ہیں۔ جاوید و قیومیز وغیرہ یہ سب شرک ہیں۔ ای جان! ہمیشہ ان
چیزوں کے سامنے سے بھی بچنا۔ اللہ سے میری شہادت کی قبولیت کی دعا کرنا۔ اللہ آپ کو صحت و پختہ عقیدہ عطا فرمائے۔ میری شہادت کی خبر پر رونا نا لکل نہیں۔ بہادر بیٹے کی بہادر ماں بیٹا۔ شہدائے عزت کا خیال
رکھنا۔ حوصلے سے میری شہادت کی خبر سننا شہادت کی خبر سن کر اللہ کا شکر ادا کرنا اور شکر کرنے کے لوازمات پڑھنا۔ بھائی بہن سے محبت کرنا۔ وہ ساتھی جو میری شہادت کی خبر لے کر آئیں ان کی خاطر مدارت
بھی کرنا۔ اگر عورتیں تعزیت کرنے آئیں تو ان کو تعزیت نہ کرنے دینا بلکہ انہیں کہنا کہ وہ آپ کو مبارکباد دیں کیونکہ آپ کا بیٹا مرنا نہیں ہے بلکہ وہ تو ان شاء اللہ زندہ ہے اور اللہ کی جنتوں سے رزق کھا رہا
ہے۔ اب ان شاء اللہ جنتوں میں ملاقات ہوگی۔

محترم بڑے بھائی! مجھ سے اگر ناراض ہو تو اللہ کے لیے مجھے معاف کر دینا۔ اللہ کے لیے دائمی ضرور کچھ لیں اور نمازوں کی پابندی کریں۔ بغیر عمل کے محض عقیدہ کچھ کام نہیں آئے گا۔ دنیا داری شہیدوں
نے چھوڑ کر جہاد کی طرف آجائیں۔ اللہ رب العزت ان شاء اللہ رزق کے دروازے کھول دیں گے۔ اپنی اولاد کو جائیداد بنا، والدین کی خدمت کرنا۔ یہ آپ کے لیے جنت کی کنجیاں ہیں۔ میں تو کالہو دیکھ کر،
استاد اور اپنے رہنما ان کی خدمت نہ کر سکا مگر آپ انہیں میری کی محسوس نہ ہونے دینا۔ مجھے امید ہے کہ میری شہادت کے بعد میرا دل لینے کے لیے اور میری گری ہوئی کن گناہانے کے لیے گرتی مسجد میں، لپٹی
سے تاحیات جہاد کرنے کے لیے ضرور آئیں گے۔

وعدے کی گمراہی ان کے قدم اس
راستے پر چلنے ہوئے ڈگمگا رہے ہیں۔ جب ابو
صخر ان کے درمیان تھے تو ان کا ایمان بہت بلند تھا مگر آج جب
کہ وہ ہمارے درمیان نہیں... تو یہ نوجوان جہاد کی ان راہوں پر

اللہ آپ کا کامیاب و ناصر ہو۔
والسلام
ابوصخر عبدالماجد شہید رحمت

بہنوں کے آنسو نہیں پونچھے... ابھی ہم نے کشمیری ماں کے سر پر



معزز قارئین! اس سارے عمل کے پیچھے سیاسی رنگ ہے کہ HEC کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے اختیارات کو چھیننا جاتا ہے اور کثرت حکمران اس ادارے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں کیونکہ HEC نے 51 اراکین پارلیمنٹ کے ڈگریوں کا جعلی ہونا ثابت کیا ہے۔ 250 کے قریب اراکین پارلیمنٹ وہ ہیں جن کی ڈگریوں کو مشکوک قرار دیا گیا ہے اس کے باوجود سپریم کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اراکین پارلیمنٹ نے اصل اسناد پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ یہی اراکین پارلیمنٹ ملک میں قانون سازی کر رہے ہیں اور ایسے قومی جہت کی منظوری دے رہے ہیں جس سے ملک میں تعلیم اور سائنس و ٹیکنالوجی زوال پذیر ہے۔ جس میں ان کا ذاتی مفاد ہے۔

معزز قارئین! تعلیم جیسا اہم شعبہ جو کہ ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعبہ کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کیا جا رہا ہے اور اس کے پاس فنڈز نہ ہونے باعث ان کو بنیادی سہولتیں نہیں ملتی۔ اس کے باعث گورنمنٹ بلکمر کی یونیورسٹیوں میں بھاری فیسیوں کے باوجود طلباء کو سہولتیں منسوخ کر پارہی ہیں اور اب ملک کی ڈیٹیر یونیورسٹیوں میں ہائلز اور ریمرج کے لیے جدید لیجر دینے سے قاصر ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ یونیورسٹیوں میں لیجر رموز کی کمی اور اگر کمی نہیں ہے تو اس میں طلباء کے بٹھنے کے لیے سیٹوں کی کمی ہے، پرسکون ماحول نہیں ہے اور اعلیٰ تعلیمی ادارے بجٹ کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باصلاحیت شاف کی تقرری نہیں کر پارہے ہیں۔ اس وجہ سے طلباء کو جدید طریقوں کے مطابق اعلیٰ تعلیم دینا مشکل ہے اور بہت سے طالب علم متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ بھاری فیسیوں کی ادائیگی نہیں کر پارہے۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ 4500 سے زائد بین طلباء جو HEC اسکالرشپ سے غیر ملکی یونیورسٹیوں میں تعلیم کر رہے ہیں۔ کچھ طالب علم جن کو HEC کی طرف اسکالرشپ پر داخلے میں طے ہیں ان کے وظائف رکنے کی وجہ سے وہ بھی پریشان ہیں کیونکہ زیادہ تعداد متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس صورت حال کا پتہ ہونے کے باوجود ہائر ایجوکیشن کمیشن کے سربراہان کو کم از کم ان طلباء کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تاکہ طلباء کا کیریئر تباہ نہ ہوتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ HEC کے پالیسی ساز پیشہ ور کارکنان اور اساتذہ جو موجودہ اور نئی حکمت عملیوں میں بہتری لاکر بائیر ایجوکیشن کی ترویج میں کردار ادا کر رہے ہیں، ان کو بھی اواران پر عمل کر کے اور دوسری طرف حکومت کو چاہیے کہ وہ HEC کے فیصلوں میں باوجود مخالفت نہ کرے اور HEC کے لیے مزید فنڈز فراہم کرے تاکہ اعلیٰ تعلیمی ادارے ملک و ملت کی خدمت میں بہتر کردار ادا کر سکیں۔

اگلا درس کس دن اور کس ہوش کی مسجد میں ہوگا؟

پھر وہ وقت بھی آیا جب عبدالمجید بنی ہاشم ترقی مراحل طے کر کے جہادی سفر پر روانہ ہو گئے۔ یونیورسٹی چھوڑنے کے بعد والدین کی طرف سے کافی دباؤ آگیا انہوں نے صبر و تحمل کے ساتھ والدین کو نصیحت کا عمل جاری رکھا اور پھر الحمد للہ کچھ ہی عرصہ بعد والدین نے کافی حد تک مخالفت ترک کر دی۔ تربیت لینے کے بعد امیر کے حکم پر تقریباً تین سال تک وہ نئے آنے والے جہادین کو تربیت دیتے اور ان کے اندر جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی روح پھونکتے رہے۔ اس سارے عرصہ کے دوران انہوں نے کتنی ہی نوجوانوں کو میدانِ قتال کی طرف روانہ کیا ان سے دعا میں لیں، دعائیں کہیں، وعدے کیے اور وعدے لیے۔ ہر موقع پر وہ ہم آنکھوں سے جانے والوں کو دیکھتے اور پھر خود سب سے دعا کرتے کہ مجھے بھی اس شخص راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ کبھی روکر، کبھی گونگر، اگر اور کبھی چھپ چھپ کر رات کی تجانیوں میں وہ اپنے رب سے دعا کرتے تھے۔ بالآخر رب کی رحمت جوش میں آئی۔ انہیں امیر صاحب سے اجازت مل گئی اور وہ میدانِ قتال کی طرف روانہ ہو گئے۔

کبھی کبھار یوں ہوتا ہے کہ بندہ اپنے رب سے ملنے کے لیے بے تاب ہوتا ہے مگر رب اپنے بندے سے ملاقات کے لیے زیادہ بے چین ہوتا ہے۔... عبدالمجید بھائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہلی دفعہ میدانِ قتال گئے اور دو بار لوٹ کر نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلی کاروائی میں ہی اپنے پاس بلالیا۔ اس جہادی زندگی کے دوران ان کی شادی بھی ہوئی مگر اس کے باوجود جب امیر نے ان کو میدانِ قتال کی طرف بلایا تو وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی کی خوشیوں اور بیوی کی محبتوں کو اپنے پاؤں کی زنجیر نہیں بننے دیا بلکہ حضرت خطلہ رضی اللہ عنہ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے یہ بات ثابت کر دی کہ رب کی محبت کے آگے اور کسی محبت کی کوئی حیثیت نہیں اور جب یہ علیؑ اپنی جہادی آواز کانوں میں پڑ جائے تو پھر اپنے بچوں کی فطاریاں، بیوی کی مکرراتیں اور ماں باپ کی آرزوئیں.... سب کچھ بے حیثیت ہو جایا کرتی ہیں۔

اسے امت مسلمہ کے نوجوانوں! اسے گاندھ قلم کی دنیا میں رہنے والے طالب علمو! ابوجہاد عبدالمجید شہید کا بہتا ہوا لہو تم سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا صرف قلم کا بوجھ اٹھانے والے ہاتھ گرتی ہوئی کاش کو گرنے سے بچا سکتے ہیں؟

کیا خون کا بدلہ خون بہانے کی بجائے صرف قلم کی سیاسی بہانے سے ادا ہو جائے گا؟

اور کیا صرف دعا کے لیے اٹھائے گئے یہ ہاتھ ان اٹھائے بغیر رب کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں گے.....؟؟؟

آنجل نہیں رکھا.... ہانڈی پورہ اور لولاب کے جنگلوں میں ابھی تک شہیدوں کا خون جھلکتا ہے.... کبھی گل پش وادوں میں کھٹنے والے زعفران کے پھولوں کی پتی پتی پر ابھی تک لختی عصمتوں، مگر تپ مسجد اور جیلنے قرآن کا دکھلکا ہے.... مسجد اقصیٰ ابھی کفر کے گیسے میں ہے.... عراق، افغانستان، فلسطین، شیشان، کشمیر اور اب برما کے شہیدوں کا بہتا ہوا دھاب بھی پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

امت مسلمہ کے نوجوانو! ہماری طرف دیکھو! ہم صبح کے وہ ستارے ہیں جو بھٹکتے ہوئے قدموں، بھرتی سانسوں اور بندہ ہوتی آنکھوں کو صبح روشن کی نوید دیتے ہیں۔ ہم نے اس امت کو جینے کا طریقہ بھی بتایا ہے اور مرنے کا سلیقہ بھی! ہم نے کفر کے آگے کلمہ حق بھی کہا ہے اور مظلوم کے سر پر آنجل بھی رکھا ہے۔ ہمارے نقش قدم پر چلو گے تو دنیا میں بھی عزت پاؤ گے اور آخرت میں بھی درد..... اگر تم نے ہم سے منہ موڑ کر اپنے اسلاف کو بھلا دیا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخرت میں بھی! ابوجہاد عبدالمجید کا بچپن ان لوگوں سے کافی مختلف تھا جو زندگی کو فقط کھیل قرار دیکھتے تھے۔ بچپن میں ہی ان کا چہرہ دیکھنے والے کو یہ احساس دلانا تھا کہ ایک مسلمان کا مقصد اس کی زندگی سے بڑا ہے۔ اپنے اسکول کی زندگی میں ایک محنتی اور ذہین طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو ایک شاعر مقرر بھی ثابت کیا۔ ہم جماعت اور دوست جس سبق کو گتھوں رٹا لگا کر یاد کرتے۔ ابوجہاد بھائی اسی سبق کو چند ہورائے کے بعد سخن سنا دیا کرتے تھے۔ سکول و کالج کے زمانے میں ان کے دوست و اقارب اپنی اپنی زندگیوں کو زیادہ سے زیادہ پر آسائش کرنے کی کوشش میں راتوں کی نیندیں اور دن کا جین حرام کر رہے تھے مگر عبدالمجید بھائی اپنی معمول کی زندگی میں فقط آج کا کام مکمل پر مت چھوڑ دے کرتے تھے۔ ان کے دل میں کچھ گزرتے رہنے کے لیے جذبات تھے مگر واضح نصب العین نہیں تھا۔ ان کی حالت اس شخص سے مختلف تھی جو اپنے رب کو بچپنا تھا تو وہ اور اس کی محبت بھی کرتا چاہتا ہو مگر اسے معلوم نہ ہو کہ عبادت کیسے کی جائے۔

پھر زندگی نے ایک موڑ لیا اور یونیورسٹی کے شب دروز میں انہیں کچھ ایسے نوجوان ملے جنہوں نے عبدالمجید کو سر سے لے کر پاؤں تک کسرتیں مل کر دیا۔ محبت وین اسلام اور جہاد کا صحیح شعور عطا ہوا اور پھر انہوں نے دیرینہ کی۔ انہوں نے اپنے باقی دوستوں کو بھی جہاد کی طرف بلانا شروع کیا اور پھر کارواں بڑھتا گیا۔ وہ جو پہلے ہر قسم کے موضوعات پر بلا تکلف تقاریر کرتے تھے اب ہوش کی مسجد میں صرف جہاد اور اسلام پر بولنے لگے نظر آتے۔ یہ ان سے محبت کی علامت تھی کہ دوسرے مکاب فکر یا بھٹوس مخالف سوچ رکھنے والے طلباء بھی ساتھیوں سے آس کوال کرتے کہ عبدالمجید بھائی کا

کالجز کی کمی اور موجود کالجز میں ناقص معیار تعلیم کی بدولت

ٹیوشن کلچر کی بھرمار

حکومت کو چاہیے کہ فضولیات میں سرمایہ بردار کرنے کی بجائے تعلیمی نظام اور تعلیمی اداروں پر توجہ دے

جرمانے کے بعد ہی اسکا داخلہ جاسکے گا۔ اب جو تو ہاں کر لے اور استاد سے ٹیوشن پر بھٹنا شروع کر دے تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ سکول میں چاہے لیٹ آئے اور سکول کا کام کرے یا نہ کرے.... اسے کچھ نہیں کہا جاتا اور جوا کر جائے اور ٹیوشن پڑھنے سے انکار کر دے تو وہ استاد کی ”خاص نظر“ میں ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کی پکڑ ہوتی ہے اور اس کی پٹائی کی جاتی ہے۔ اس طرح کے کئی سکول میری نظر سے گزرے ہیں۔ اب جبکہ سرکاری اساتذہ ہی اس طرح کا طریقہ کار رہا چکا ہے ہوں اور ان کی مطیع نظر ہیہ سنا تاہو تو سکول میں کس طرح طلباء کی پڑھائی پر توجہ دیں گے۔ اب جبکہ تعلیم کا معیار ہی یہ ہو گا تو بچے یقیناً ٹیوشن کی ضرورت محسوس کریں گے۔ ٹیوشن پڑھنے والے طلباء کا زیادہ تر تعلق کالجز سے ہوتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ تو سرکاری کالجز کی کمی ہے۔ اب ہم لاہور کی بات کریں کہ جسے کالجوں کا شہر کہا جاتا ہے تو آج بھی لاہور کے بیرونی علاقوں خصوصاً دیہاتوں سے میلبوں سفر کر کے اور بھاری کرائے ادا کر کے آنے والے طلباء کالجوں کا رخ کرتے ہیں۔ ان کی اکثریت درمیانے طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کے والدین کوشش کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو سرکاری کالجوں میں ہی پڑھائیں۔ اب جب ان کے سچے کالجز میں پہنچتے ہیں تو کالجز میں نشیمن مخصوص ہوتی ہیں جس کی وجہ سے طلباء کی ایک کثیر تعداد جو مخصوص نشستوں اور زیادہ میسر ہونے کی وجہ سے داخلہ نہیں لے پاتی۔ انہیں مجبوراً پرائیوٹ کالجز اور اکیڈمیز میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ جبکہ جو سرکاری کالجز میں داخلہ لینے کا مایاب ٹھہرتے ہیں تو انہیں پروفیسرز بیک میل کرتے ہیں۔ ان پروفیسرز میں سے اکثریت نے اپنی پرائیوٹ اکیڈمیز کھول رکھی ہوتی ہیں۔ اگر یہی پروفیسرز کالج میں ہی سرکاری تنخواہ پر محنت سے پڑھائیں اور اپنی ذمہ داری کے ساتھ تخلص ہوں تو ٹیوشن رکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

(باقی صفحہ 18 پر)

کروائی جاتی ہے۔ طلباء جو کہ پہلے ہی پڑھائی سے بیزار ہوتے ہیں۔ ان دیکش آفرز میں آکر سکول یا کالج میں پڑھائی پر توجہ نہیں دیتے۔ امتحان قریب آجائیں تو جگہ جگہ اکیڈمیز کی طرف سے بورڈز اور ہینرز نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں، 100% رزلٹ کے لیے ہمارے گیس پیپر ز حاصل کریں۔ طلباء انہی گیس پیپر ز پر انحصار کرتے ہوئے محنت چھوڑ دیتے ہیں۔ اب اگر پاس ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ یہی اکیڈمیز دوبارہ ہینرز اور اشتہارات کے ذریعے مزید پیسے بٹورے اور رہی سہی کسر نکالنے کے لیے اشتہارات دینا شروع کر دیتی ہیں۔ سلیپیٹری کے امتحان کی 100% گارنٹی کے ساتھ تیاری اور دوبارہ انہی

کچھ // محمد احمد

گیس پیپر ز کے لئے لگوائے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جال ہے جو طلباء کی تعلیم کا احتیال کر رہا ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہی نظام آج کے کھوکھلے ذہنی ہولڈرز پیدا کر رہا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ طلباء کے بدلتے ہوئے اس تعلیمی رجحان کی

طلباء انہی گیس پیپر ز پر انحصار کرتے ہوئے محنت چھوڑ دیتے ہیں۔ اب اگر پاس ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ یہی اکیڈمیز دوبارہ ہینرز اور اشتہارات کے ذریعے مزید پیسے بٹورنے اور رہی سہی کسر نکالنے کے لیے اشتہارات دینا شروع کر دیتی ہیں

جب کیا ہے۔ سرکاری سطح پر چلنے والے سکولوں میں اساتذہ کا ایک خاص طبقہ وہ ہے جو کہ تعلیم کے نام پر طلباء کو بیک میل کر رہا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میرے نزن نے گھر آکر بتایا کہ میرے سر نے کہا ہے کہ سکول ٹائم کے بعد ٹیوشن پڑھنا لازمی ہے اور مزید کہا ہے کہ جو بچہ میرے پاس پڑھے گا میں اسی کا داغہ تھیں گوں گا اور جو نہیں پڑھے گا میں اس کا داخلہ روک لوں گا۔ پھر بھاری

مجھے یاد ہے جب کبھی بچپن میں ہم ابا جی کے پاس بیٹھے اور تعلیم کے حوالے سے گفتگو ہوتی تو وہ کہتے کہ ہمارے دور کے میٹرک پاس بھی آج کے بی۔ اے یا ایم۔ اے کیے ہوئے نو جوانوں سے بہتر تھے۔

اس دور میں ہمارے علاقے میں ایک ہی ہائی سکول تھا۔ جہاں ہم میلبوں پیدل یا سائیکل پر سڑک کے گایا کرتے تھے۔ تب پڑھنے کا شوق بھی تھا اور ذوق بھی اور اساتذہ بھی محنت سے پڑھایا کرتے تھے۔ اکیڈمی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سکول سے پڑھ کر آتے تو گھر میں کچھ پڑھ لیا کرتے تھے۔ ہمارے دور کا پڑھا ہوا آج کوئی اچھا اور قابل ذکر ہے یا ویکل یا کوئی پروفیسر!!!

اب بات موجودہ دور کی کریں تو شاید سکولوں اور کالجوں کی تعداد میں تو کسی حد تک اضافہ ہوا ہے۔ لیکن نظم و ضبط وہ نہیں جو کبھی پہلے دور میں تھا۔ سکولوں میں تو پھر بھی تھوڑا بہت نظم و ضبط اور اساتذہ کا احترام باقی ہے لیکن کالجوں میں بہت بُرا حال ہے۔ سرکاری کالجوں کی بات کریں تو طلباء وہاں ایسے جاتے ہیں گویا کسی بازار میں گھومنے جاتے ہیں۔ نظم و ضبط کی باتیں صرف ٹوٹس بورڈز تک محدود ہیں۔ اگر کسی کلاس میں رجسٹر پر حاضری 60% ہے تو درحقیقت یہ 20% ہوگی۔ جبکہ ٹیوشن ستر میں کچھ بھرے ہوئے نظر آئیں گے۔

کالج ویران جبکہ اکیڈمیز اور ٹیوشن سنٹروں کی بھرمار اتنی کہ ہر گئی، بازار اور چوک میں ان کے بورڈز نظر آئیں گے۔ داخلے تو کالجوں میں لیے جاتے ہیں لیکن پڑھنے کے لیے اکیڈمیز کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو!!! ان اکیڈمیز کی تعلیمی قابلیت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ جیسے سالہا سال سے یہی ایچ ڈی ہولڈرز فراہم کر رہی ہیں۔

کچھ اس طرح کہ اگر امتحان میں 100% کامیابی چاہتے ہیں تو ہم سے آکر پڑھیں۔ ہمارے ہاں ہر کتاب کی تیاری صرف 10 سواںوں پر

اللہ رب العالمین نے فطرت انسانی کو کچھ ایسے لطیف جذبات سے مزین کیا ہے کہ جن کا صرف احساس کیا جاسکتا ہے۔ ان کو پرکھنے کے لیے کوئی معیار مقرر نہیں۔ انہی جذبات میں سے ایک محبت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کائنات اسی محبت کی وجہ سے چمکتی، جیتی اور رواں دواں نظر آتی ہے تو یہ بات بعید از قیاس نہ ہوگی۔ انسان کی مختلف چیزوں سے محبت اس کی زندگی کے پیچھے کو رواں دواں رکھتی ہے الغرض جذبہ محبت ہی اس انسانی دھرتی کا خاصہ ہے۔

”کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو پس تم میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“ (سورۃ آل عمران)

یہ نصوص محبت نبوی ﷺ کو روز روشن کی طرح عیاں

تقاضی رقم کیے کہ تاریخ مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان لوگوں نے جان، مال، اولاد، گھر، کنبے، قبیلے، ہوسائے، کاروبار الغرض ہر چیز سے بڑھ کر محمد عربی ﷺ سے محبت کی۔ ان لوگوں نے اپنی جانوں کے سزائے پیش کر کے، ناقول کو برداشت کر کے، معاشرے کی مخالفت کو مول لیکر گھر بار اور کاروبار کو قربان کر کے محبت رسول ﷺ کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی وجہ سے اسے ایمان کو ہمارے لیے معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا:

رسول ﷺ کی ذات سے محبت ہر مسلمان کی فطرت میں شامل ہے جس کا مظاہرہ صحابی رسول محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کیا اور اس گستاخ کو قتل کر کے ثابت کر دیا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے

”اگر تم ان لوگوں (صحابہ) کی طرح ایمان لاؤ تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔“ (سورۃ البقرہ)

گلشن صحابہ کے منکبے پھولوں سے معطر ہو کر ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم محبت رسول ﷺ کے دعوے میں کس حد تک سچے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب بات بنی ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ قیامت کب آئے گی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔“

نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: بے شک تو اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں اسلام لانے کے بعد کسی بات سے

کر رہی ہے۔ اصل میں محبت رسول وہ ہے جو سب سے زیادہ سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہے، زبانی کا امی عشق رسول کے دعوے کرنے سے بات نہیں بنے گی۔

کچھ // عمران بن عبدالعزیز

خود نے کہہ بھی دیا لا الہ الا اللہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں محبت رسول ﷺ کے عملی مشاہدہ کے لیے ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انداز محبت دیکھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے محبت کے ایسے

دل کے پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی طرف مائل ہونے کا نام محبت ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی، اولاد اور بیوی سے محبت انسان کا فطرتی تقاضا ہے۔ لیکن ایک مومن اور مسلمان کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔“ (البقرہ: 165)

چونکہ اللہ رب العالمین کو اس نیلے آسمان کے نیچے اور ارض خاکی کے اوپر سب سے محبوب ہستی محمد ﷺ کی ذات ہے۔ اسی لیے ہی ایک مسلمان کے لیے آپ سے دلی محبت کرنا ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے۔ بقول اقبال.....

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا ہے لوح و قلم تیرے ہیں
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اولاد، والدین اور سارے لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

معیار محبت:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی محبت کا معیار بتاتے ہوئے فرمایا:

”جس نے میرے طریقے سے محبت کی، تحقیق اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ جس نے میرے ساتھ اس طریقے سے محبت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو نبی ﷺ کی محبت سے مشروط کرتے ہوئے فرمایا:

شمع نبوی کے پیر وانی
صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے معیار ایمان اور انداز محبت کو عیاں کرتی منفرد تحریر

عمل کرنا ہوگا۔ قرآن اور صحیح حدیث کے مقابلے میں ہر کسی کے قول کو رد کرنا ہوگا تاکہ ہم فلاح پا سکیں۔ ہم بھی روزانہ اپنے غلط اعمال کیخلاف کی حدیثیں سنتے ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی حدیث میرے دل کی دنیا میں اتر کر ہماری زندگی تبدیل کر گئی ہو؟ صحابہ نے تو ایک فرمان پر اپنی سابقہ روش کو قربان کر دیا تھا لیکن میں اپنی محبت کے دجوں میں کس حد تک سچا ہوں؟ نبی ﷺ سے میری محبت نے میرے لباس، شکل و صورت، پیندہ و ناپیندہ، زندگی کے معیار، شب و روز، گھر کے ماحول اور دوستی و دشمنی کے معیار کو کس حد تک تبدیل کیا ہے؟؟؟

کعب بن اشرف یہودی کے متعلق رسول ﷺ نے فرمایا: ”کعب بن اشرف کا کام کون کرے گا؟ یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔“ محمد بن مسلمہ ﷺ کھڑے ہو کر کہا: کیا آپ اسے قتل کروانا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! محمد بن مسلمہ ﷺ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے خلاف کچھ کروں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ پھر جناب محمد بن مسلمہ ﷺ کعب کے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ اس آدمی (نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا) نے صدقہ و خیرات مانگ کر ہمارا بیٹنا دجھڑ کر دیا ہے۔ جب کعب نے سنا تو کہنے لگا: ہاں! اللہ کی قسم تم ضرور اس آدمی سے آگیا جاؤ گے۔ پھر محمد بن مسلمہ ﷺ نے اسے دوستی کے بہانے موت کی بھیبت چڑھا دیا۔

(بخاری، مسلم)
رسول ﷺ کی ذات سے محبت ہر مسلمان کی فطرت میں شامل ہے۔ جس کا مظاہرہ صحابی رسول محمد بن مسلمہ ﷺ نے کیا اور اس گستاخ کو قتل کر کے غایت کر دیا کہ گستاخ رسول واجب اقتل ہے۔ محمد بن مسلمہ ﷺ کی جانب اس بات کی دلیل ہے کہ رسول ﷺ کے خاکے پر گستاخانہ قلم بنانے والا ملعون میری جو زمیں واجب اقتل ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی صحابہ اکرام رضوانہ جسی محبت و اطاعت نصیب ہو۔ آمین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیا گیا ہے۔ ابطل نے مجھے سے کہا: یہ شراب باہر انڈیل دو۔ میں اٹھا اور شراب باہر انڈیل دی اور وہ گیلیں میں سیلاب کے پانی کی طرح بہنے لگی۔

(صحیح بخاری فتح الباری)



اس واقع پر ذرا غور کیا جائے تو صحابہ ﷺ کا جذبہ اطاعت سمجھ آجائے گا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی مہمان نوازی بھی شراب کے بغیر ناکمل ہوا کرتی تھی۔ وہ اس کے عادی ہو چکے تھے لیکن ان ساری باتوں کے باوجود جب آپ ﷺ نے اس سے منع کیا تو کسی نے

اپنی بات زیادہ مسرت نہیں ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی ”یہ شک تو اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کی“ سے ہوئی۔

حضرت انس نے مزید فرمایا کہ میں اللہ، اس کے رسول ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ (آخرت میں) میں انہی کے ساتھ ہوں گا۔ اگرچہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کیے۔ (صحیح مسلم)

ہم نے بھی اسی تناظر میں اپنا محاسبہ کرنا ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ سے کتنی محبت ہے۔ کہیں ہمارے آئینڈیل ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے بجائے قلمی اداکار تو نہیں کہیں ہم شکل و صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سا بننے کے بجائے ان قلمی اداکاروں جیسا بننے کی کوشش تو نہیں کر رہے۔ یاد رکھو نبی ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر داؤھی تھی کیا ہمارے چہروں پر داؤھی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ اب ہم خود فیصلہ کر لیں کہ ہم قیامت والے دن کن کے ساتھ ہونا چاہتے ہیں۔

ابود جاندہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا۔ نیزے ان کی کمر میں پیوست ہوتے رہے لیکن وہ آنحضرت ﷺ پر برابر ٹھک رہے۔ یہاں تک کہ بہت سے نیزے ان کے جسم میں پیوست ہو گئے۔ (صحیح مسلم)

چونکہ اللہ رب العالمین کو اس نیلے آسمان کے نیچے اور ارض خاکی کے اوپر سب سے محبوب ہستی محمد ﷺ کی ذات ہے۔ اسی لیے ہی ایک مسلمان کے لیے آپ سے دی محبت کرنا ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے (نیزوں کے گلنے کے باوجود) حرکت تک نہ کی۔ (مسیرت ابن ہشام)
میرے بھائیوں وہ کون سی قوت تھی جس نے حضرت ابود جاندہ رضی اللہ عنہ کو تیزوں

بھی نذر پیش نہ کیا بلکہ ”سمعنا و اطعنا“ کا پیکر بننے ہوئے اس کی طرف وہ بارہ دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔

انس رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ اس بات کا شاہد ہے کہ اطاعت رسول ﷺ ہی محبت رسول ﷺ ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت وہی رکھتا ہے جو کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ اسی لیے دنیا و آخرت سنوارنے کے لیے قرآن و حدیث پر

کے وار کھانے کے باوجود رسول ﷺ پر ڈھال بنائے رکھا یہاں تک کہ انہوں نے حرکت تک نہ کی؟ بلاشبہ یہی نبی کریم ﷺ سے سچی محبت تھی جو ان کے دل میں جاگزیں ہو چکی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابطلہ رضی اللہ عنہ کے گھر ایک گروہ کو فتح نامی شراب پلا رہا تھا۔ رسول ﷺ نے ایک منادی کو نوا کے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے: سنو! شراب کو حرام کر



مطالعہ کیسے کریں؟

مطالعے کا مقصد عبارتوں کو رٹنا نہیں بلکہ ان کو سمجھ کر علمی صلاحیتوں کو نکھارنا ہے

..... اس کے بعد تمام عبارت کو مکمل توجہ سے پڑھ لیں۔ لوجی آپ نے اپنا ہدف پورا کر لیا ہے..... یقین نہیں آیا تو لکھ کر دیکھ لیں۔ لکھنے سے آپ کا خطا اچھا ہوگا اور آپ نے جو یاد کیا ہے وہ درست رک یاد رہے گا۔ آپ اپنی غلطیوں کو نوٹ کریں اور جو آپ نے نہیں لکھا یا غلط لکھا ہے اسے دوبارہ یاد کریں۔

..... اس طرح آپ ایک دن میں، روزانہ ہر نصابی کتاب کا کچھ ہدف طے کر کے مطالعہ کریں اور لکھ کر دیکھ لیں۔ جب بھی پڑھتے ہیں تبھی یاد کر لیں کہ اتنا یاد کرنا ہے اتنے وقت میں۔ پڑھتے وقت دفتر اور دیکھنا، کتاب کے ورق پلٹنا وغیرہ چھوڑ دیں۔ یادداشت کا تعلق ہماری مشاہدہ کرنے کی صلاحیت، دلچسپی اور انہماک سے ہے۔ اگر ہم کسی بات کو سنتے ہیں، کسی کتاب کو پڑھتے ہیں، اس سے ہم کو دلچسپی ہو، اسے توجہ سے سنا، پڑھا، تو وہ کبھی نہیں بھولتی اور جن چیزوں سے دلچسپی نہیں لیتے وہ جلد بھول جاتی ہیں۔

حفظ کرنے کی عام ترکیب ہے، شمار کرنا، دوہرے بنی کرنا، اور اسے خیالی دہرانا، لکھ کر دیکھ لینا، دوسروں سے اس موضوع پر گفتگو کرنا، اپنے دوستوں سے اس پر بات کریں۔ بعض بچے یاد کر کے رٹا ہوا ایک دوسرے کو سنا دیتے ہیں، ایسے نہیں..... آپ نے سیکھا کیا ہے، سمجھا کیا ہے اس کو بتانا ہے۔ میں نے بہت سے اسباق اپنے تعلیمی دور میں اپنے استاد کی بات پر عمل کرتے ہوئے یاد کرنے کے بعد اپنی امی، نانی، دادی کو سنائے جیسے کہانی سناتے ہیں، آپ کے گھر میں بھی بزرگ ہوں گے ان کو سنائیں، رات کو ان کے پاس بیٹھیں، یقین کریں ان باتوں پر عمل کر کے دیکھیں، بزرگ خوش ہو جائیں گے۔

جب آپ نے صرف ایک ہفتہ ان باتوں پر عمل کر لیا تو آپ سابقہ طریقہ مطالعہ یعنی، رٹنا، کے خلاف ہو جائیں گی کیونکہ ویسے بھی کسی چیز کو رٹنا علم نہیں ہے بلکہ اس کو سمجھنا علم ہے۔

میں تقریباً 300 الفاظ پڑھ سکتا ہے۔ میں نے لکھا ہے عام آدمی۔ الفاظ کو انفرادی حیثیت سے نہیں بلکہ مجموعی حیثیت سے پڑھیں۔ جملہ کو بیک نظر دیکھیں اور اس سے مفہوم حاصل کریں۔ الفاظوں کو زبان سے ادا کیے بغیر مفہوم سمجھنا، آپ ان باتوں پر عمل کریں پڑھنے کی رفتار تیز ہو جائے گی۔

..... اس کے بعد دوسری بار آپ ٹیچر بظہر کر، سمجھ کر، پڑھنا شروع کریں۔ مشکل الفاظ الگ کرتے جائیں، ان پر نشان لگائیں۔ خاص بات کو نوٹ کر لائیں کریں، ایک ہی اس طرح پڑھیں۔ اس پیرے میں کیا پڑھا ہے؟ کیا آپ نے اس کا مفہوم

کچھ محمد یاسین صدیق

سوچتا ہے۔ الفاظ کو دہرانا نہیں۔ عبارت میں کیا بتایا گیا ہے، آپ نے یہ سوچتا ہے، بتانے کے لیے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو رٹنا نہیں ہے۔ اس بات کو آپ اچھی طرح سمجھ لیں۔

الفاظ کے سروں پر اڑتے نہیں معنی الفاظ کے سینوں میں اتر کر دیکھیں اس طریقہ کار کے مطابق ایک ایک کر کے تمام پیرا گراف کا مطالعہ مکمل توجہ سے کریں اور تمام عبارت کے مفہوم کو دہراتے

ہم آپ کو یہاں مطالعہ کرنے کا طریقہ بتانے جا رہے ہیں۔ اس پر عمل کر کے آپ کم وقت میں زیادہ مطالعہ کر سکیں گے اور درست یاد رہے گا۔ شرط وہی ہے۔ عمل کر کے۔ اس طریقہ کار پر کئی ایک طلباء نے عمل کیا اور بہترین نتائج حاصل کیے۔ ایک بات جو میں نے اب تک محسوس کی وہ یہ کہ طلباء عام طور پر اپنا پسندیدہ طریقہ..... رٹنا لگانے کو مشکل سے چھوڑتے ہیں یا چھوڑنا نہیں چاہتے۔ دراصل وہ رٹنا لگانے عادی ہو چکے ہوتے ہیں، یا ان کا ذہن یا شعور عادی عادت کو جلدی سے قبول نہیں کرتا۔ اس لیے جب وہ نئے طریقہ کار کو اپناتے ہیں یا اپنانے کی کوشش کرتے ہیں تو ذہن مزاحمت کرتا ہے، ویسے بھی عادت بدلنا آسان نہیں ہوتا اور وہ عادت جو بوجھ پرائی۔ شروع شروع میں شاید آپ کے ساتھ بھی ایسا ہو لیکن اگر آپ نے خود کو اس کا عادی نہ بنایا تو آپ بھی پرانے طریقہ کار کے خلاف ہو جائیں گے جس طرح بہت سے طلباء ہو چکے ہیں۔ اس تکنیک کو اچھی طرح سمجھیں۔

..... سب سے پہلے آپ نے جو مطالعہ کرنا ہے اس کا ہدف طے کریں مثلاً آپ نے ایک سوال یاد کرنا ہے، دو یا چار یا مکمل باب، پھر آپ سوچیں کہ کتنی دیر میں یاد کرنا ہے..... تیس منٹ، چالیس منٹ، دو گھنٹے، پھر مشورہ ہے شروع میں ہدف آسان رکھیں اور وقت بھی کم رکھیں۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے اور ایک

باب..... آپ نے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی ہے اگر آپ نے شروع میں ہی ہدف مشکل رکھ لیا تو مشکل ہوگی، اپنے وقت ارادہ، یقین اور فیصلہ کو مضبوط کرنا ہے۔ یہ تب ہوگا جب آپ نے جو فیصلہ کیا ہو اس پر عمل کریں۔ اس معاملہ میں اپنے استاد سے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔

..... آپ نے جو ہدف رکھا ہے اس کو تیزی سے پڑھیں، آپ نے صرف تیزی سے پڑھنا ہے..... وہ تمام عبارت جو آپ کا ہدف ہے اپنی طبیعت کو تیز پڑھنے کی طرف راغب کریں جو مسلسل مشق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ایک عام آدمی ایک منٹ

یادداشت کا تعلق ہماری مشاہدہ کرنے کی صلاحیت، دلچسپی اور انہماک سے ہے۔ اگر ہم کسی بات کو سنتے ہیں، کسی کتاب کو پڑھتے ہیں، اس سے ہم کو دلچسپی ہو، اسے توجہ سے سنا، پڑھا، تو وہ کبھی نہیں بھولتی

چلے جائیں۔ اس طرح اپنے ہدف کی ساری عبارت کو پڑھیں اور ساتھ اس کے مفہوم کو سمجھیں۔

..... تیسری مرتبہ مطالعہ سے پہلے مشکل الفاظ کے مطالب کو ایک نظر دیکھیں اور نشان زدہ خاص باتوں کو دہرائیں

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کے لئے جو پراپیٹائی انجیم بیان کر رہا ہے۔ مضامین اور علم کے حوالے سے اس کا کوئی غائی نہیں۔ امید ہے اسی طرح ترقی کرتا اور لوگوں کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا۔ اخبار طلباء کی پوری ٹیم کو اللہ سلامت رکھے۔ آمین

(عبدالرؤف صاحب سیف۔ جہانیاں منڈی)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کی تمام ٹیم کو میری طرف سے سلام۔ میری تجویز یہ ہے کہ اخبار طلباء میں ہر دفعہ کوئی جہادی ترانہ یا کوئی حق و باطل کا معرکہ تحریر کیا جائے۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ جزاک اللہ

(راے عرفان۔ ستیانہ بنگلہ)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری تجویز ہے کہ اخبار طلباء صفت روزہ ہونا چاہیے کیونکہ اس کے لئے ہمیں بھراؤنکار کا بہت مشکل ہے۔ (محمد ابراہیم۔ APS کالج گولارچی) ☆..... میرے بھائی ایسا فی الحال تو ممکن نہیں البتہ آپ کی اس محبت کا شکریہ

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے طلباء کا رکنان اور ذمہ داران ساقی ایمان کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ یہ رسالہ طلباء کی قرآن و سنت کے مطابق اصلاح کے لئے بہترین ہے۔ اگر اس رسالے میں سوئبل فون کے نقصانات کا ذکر کیا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ آج کل بہت سارے طلباء ٹائٹ بیکٹیج پر اپنا قیمتی وقت برا کر رہتے ہیں۔

☆..... اس حوالے سے وقتاً فوقتاً مضامین آتے رہتے ہیں۔ (بلال اظہار۔ صوابی)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل کے دور میں اخبار طلباء اندھیری رات میں ایک روشن چراغ کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ سچیل دفعہ اخبار طلباء بہت زبردست تھا۔ جمید الرحمن بھائی کا مضمون بہت پسند آیا جو کہ بہت سارے واقعات اور سچی کہانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ حافظ سعید صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر سورہ محمد ختم ہونے کے بعد تفسیر سورہ توبہ اور تفسیر سورہ یوسف بھی شائع کیجئے گا۔

(عدنان احمد۔ لوئر دیر)

☆..... آپ کے مشورے پر عمل کی پوری کوشش ہوگی۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء میں مشرور کے بارے میں معلومات پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ اللہ تعالیٰ اخبار طلباء کو مزید ترقی عطا کرے۔ (میاں عبدالودود۔ جھمرہ فیصل آباد)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خبریت نیک مطلوب ہوں۔ گزارش ہے کہ آپ صحابہ کرام رحمہ اللہ کی فضیلت پر ایک یا دو صفحات کا مضمون لازمی شائع کیا کریں۔ آپ کا اخبار طلباء بہت عمدہ ہے۔ اس میں بہت سارے دینی مسائل کی تفسادی ہو جاتی ہے اور بہت ہی معلومات بھی ملتی ہیں۔ (خالد بٹ۔ سرگودھا)

☆☆☆☆☆

آپ کی آراء

اپنی رائے اس نمبر پر بھیجیے 0334-7551755

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کے قدام بھائیوں کو سلام لیکن ایک گزارش ہے کہ ہر اخبار طلباء میں امیر محترم کا خطبہ ضرور شائع کیا کریں۔ جزاکم اللہ

(مطرح المرحض محمدی۔ یونیورسٹی آف لاکٹڈ)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کا مطالعہ کرنے سے روح کو مینے بھری خوراک مل جاتی ہے۔ خاص طور پر اندرونی آرٹ پیپر پر موجود آیت یا حدیث ایمان کو خوب بڑھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ سے اسلام کی عظمت اور غلبے کا کام لے۔ آمین (احمد خٹافان۔ گوجرانوالہ)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم ایڈیٹر صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ اخبار طلباء میں ایسے مضامین شائع کریں جو اسلام میں فرقہ واریت کو ختم کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔ یعنی آخر اربعہ کے حالات زندگی اور تھیکہ کی گمراہی سے لوگوں کو آشنا کیا جائے۔ امید ہے کہ آپ میری بات کا برائیں مانیں گے۔

(صفحات علی۔ سوات کونٹا)

☆..... آپ نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کا برا منایا جائے۔ آپ کی تجویز پر عمل ہوتا بھی رہتا ہے اور مزید ہوتا بھی رہے گا۔

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہانی کی کہ ایک مرتبہ پھر CSS والا مضمون شائع کر دیں تاکہ طلباء سے رہنمائی حاصل کر کے اسلام کی خدمت کر سکیں۔

(فرخ۔ رحیم یار خان)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کی بہتری کے لئے تجویز ہے کہ ہر مینے کسی مشہور فکس یا ریاضی کے قیودم یا لاء کو تفصیل سے شائع کریں۔ جسے گریجویٹوں اور انٹر کے طلباء آسانی سے سمجھ سکیں اور اگر میں اس پر لکھوں تو آپ شائع کر دیں گے؟

(عامر سبیل۔ جامعہ پنجاب لاہور)

☆..... کوشش کریں گے۔

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ کہنا ہے کہ مجھے بہت بہت پسند ہے آپ کا میگزین۔ بہت معلوماتی ہے ہر طرح سے، سائنسی، اسلامی اور معاشرتی سب طرح کے موضوع ہوتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ بھی زیادہ ترقی کرے۔ آمین

(ناظمہ قاسم۔ محل)

☆☆☆☆☆

☆..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری طرف سے اخبار طلباء کی ساری ٹیم کو سلام اور سب سے زیادہ خوشی والی بات ہے کہ مجھے اس میں سے وہ چیزیں ملتی ہیں جس کا میں متلاشی ہوں اور دنیا کی ہر قسم کی معلومات میں یہ میری رہنمائی کرتا ہے اور کالج کی سطح کی مکمل معلومات دیتا ہے۔ گستاخان رسول کے عبرتناک انجام والے واقعہ نے میرے دل میں جرات پیدا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تو کوئی ایسا عجاوب پیدا کر دے جو میری جہاد کو اصل جہنم کرے۔ میری دعا ہے اخبار طلباء کی ساری ٹیم کو استقامت عطا فرمائے اور قیامت اس کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

(علی جہاڑ۔ کامونکے۔ گوجرانوالہ)



مدد سے وجود میں آیا وہ

اس کے ذریعے نیٹس میجنگ کا جانا تھا۔ یعنی اس کے ذریعے صرف آواز کا ڈیٹا ہی نہیں، بھیجا جاسکتا تھا بلکہ نیٹس میجر بھی بھیجے جاسکتے تھے۔

2G ٹیکنالوجی سے دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا اور دنیا میں یہ بہت مقبول ہوئی۔

2G ٹیکنالوجی کے بعد بالآخر 3G ٹیکنالوجی معرض وجود میں آئی۔ لیکن اس نے 2G ٹیکنالوجی کو ختم نہیں کیا بلکہ 2G بھی جوں کی توں چلتی رہی بلکہ کچھ مزید بہتر ہو گئی۔

2G ٹیکنالوجی کی مدد سے شخص آواز کے ساتھ نیٹس میجر بھیجے کی سہولت میں اضافہ ہوا تھا جبکہ 3G ٹیکنالوجی نے گویا انقلاب برپا کر دیا۔

یہ 2G ٹیکنالوجی سے نسبتاً تیز رفتار اور اس میں آواز اور نیٹس میجر کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سی خصوصیات بھی شامل ہیں۔ مثلاً 3G ٹیکنالوجی کی مدد سے

موبائل فون میں ہی انٹرنیٹ کی سہولت دستیاب ہوگی۔ اس کے علاوہ 3G ٹیکنالوجی کی مدد سے ویڈیو کال یعنی کال

کرنے والے ایک دوسرے کو ایسی طرح دیکھیں گویا ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہیں یہ بھی ممکن ہو گیا۔ اس سے پہلے یہ کمپیوٹر میں

انٹرنیٹ کے ساتھ ممکن تھا لیکن 1998ء میں جاپان کی NTT D نام کی کمپنی نے جب دنیا کا پہلا 3G نیٹ ورک لانچ کیا تو یہ سہولت موبائل فون میں بھی میسر آ گئی۔

3G ٹیکنالوجی دراصل ٹیکنالوجی کا وہ معیار ہے جو انٹرنیشنل کیو نیٹیشن کی جانب سے مقرر کردہ معیار کے عین مطابق ہے۔ اگر کوئی ٹیکنالوجی اس مقرر کردہ معیار کے عین مطابق ہو تو یہ ٹیکنالوجی 3G کہلاتی ہے۔

اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

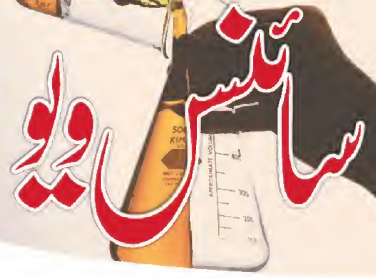
اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

اس کے معیار مختلف ہیں مثلاً ڈیٹا کی منتقل کرنے کی رفتار کا معیار مقرر ہے۔

ابن حامد



ٹیکنالوجی ہے۔

اس تیسری نسل یعنی 3G ٹیکنالوجی کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس کی پہلی دو نسلوں کا جائزہ بھی لینا ہوگا۔

پہلی نسل کی ٹیکنالوجی جسے 1G ٹیکنالوجی کہا جاتا ہے یعنی First Generation یہ 1980 میں متعارف کروائی گئی۔ یہ ٹیکنالوجی اس وقت ریڈیو موبائل فونز میں متعارف کروائی گئی۔ اس کے تحت آواز کے ڈیٹا کو اینالاگ صورت میں بھیجا جاتا تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

ایک وقت تھا کہ کسی کو پیغام پہنچانا ہوتا تو کسی شخص کے ہاتھوں جو اگر اس علاقے میں جا رہا ہوتا تو بھیجا جاتا۔ پھر وہ شخص جب کبھی واپس آتا تو اس پیغام کا جواب مٹا۔ پھر حضرت انسان نے تھوڑی سی ترقی کی اور پیغام رسانی کے لئے جانور کو استعمال کیا جانے لگا۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے بنی آدم پیغام رسانی کے لئے پرندوں سے درجہ

بدرجہ آج کے جدید دور میں پہنچ چکی ہے۔ اپنے اس سفر میں پہلے تار والے فون ایجاد ہوئے۔ پھر آہستہ

آہستہ بغیر تار والے اور پھر اس بغیر تار والے میں جدتیں آنے لگیں۔ یوں اولاد آدم آج کسی بھی

پیغام کو پہنچانے کے لئے محض لمحوں کی محتاج ہے۔

میلوں دور بیٹھے افراد سے بات گویا ایسے ہوئی جیسے وہ سامنے بیٹھا ہے۔

پاکستان میں بھی ذرائع مواصلات دیگر دنیا کی مانند ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ چھپتے کچھ حصہ سے ہم پاکستان

میں "3G" ٹیکنالوجی کی آمد اور نیٹا کی تکرار کے سن رہے ہیں۔ آخر یہ ترقی جی ٹیکنالوجی بلا کیا ہے؟

آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ کیا بلا ہے اور کس سے کھائی جاتی ہے۔

3G یا تھرڈ جی کا مطلب Third Generation یعنی تیسری نسل کی ٹیکنالوجی ہے۔ یعنی حضرت انسان جب سے

بغیر تار کے پیغام رسانی کا عادی ہوا ہے اس کے بعد سے اب یہ تیسری نسل کی

سے اب یہ تیسری نسل کی

سے اب یہ تیسری نسل کی

سے اب یہ تیسری نسل کی

سے اب یہ تیسری نسل کی

3G ٹیکنالوجی

جانئے اس کے اسرار....

میں ہی دوسری نسل 2G ٹیکنالوجی کی دریافت نے فرسٹ جرنیشن ٹیکنالوجی کا قہہ تمام کر دیا۔

Second Generation کی ٹیکنالوجی 1991ء میں فن لینڈ میں متعارف کروائی گئی۔ یہ GSM پر لاگو کی گئی۔

فرسٹ جرنیشن اور سیکنڈ جرنیشن کی ٹیکنالوجی میں بڑا فرق یہ تھا کہ اس میں ڈیٹا بجائے اینالاگ شکل کے، ڈیجیٹل شکل میں بھیجا

جانے لگا۔ ایک اور بڑا فرق جو اس ٹیکنالوجی کی

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

تھا۔ پہلی نسل کی یہ ٹیکنالوجی 1991ء تک چلتی رہی۔ 1991ء

4G

3G

2G

1G

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

6 سے 8 سال کی عمر کے بچوں کا نصاب

نونہالان پاکستان کے ناپختہ ذہنوں پر مغربی تہذیب و ثقافت کی چھاپ میں لگن

محبت کا موضوع نصاب کا حصہ نظر آیا۔ پھر کتے کے ساتھ جس طرح

عورت کتے کی تعریف کرتی

ہے اور پیار میں اسے کہتی ہے۔

“Oh, you good dog”

She said blowing nose

پھر دوبارہ کہتی ہے۔

“What a clever you are”

She said wiping her eyes.

تصویر میں بھی عورت کو کتیا کا منہ آنکھیں اور ناک کو

چومنے دکھایا گیا ہے۔ اس سے اگلے صفحوں پر لکھا ہے کہ

Lou-Lou went almost mad with

joy, She leapt and tried to lick the

little old Lady's face.

The Huge and کتا ب اس سے اگلی کتا ب

Harrible Beast ہے جس میں ایک

لوکا جس کا نام “Ze” ہے وہ پہلے تو گھر میں

متقید رہتا ہے لیکن ایک دن اسے جوش اٹھتا ہے

کہ کیوں نہ وہ باہر نکل کر اپنی قسمت تلاش

کرے۔ وہ اپنے اس ارادے سے اپنی امی اور ابو کو مطلع کرتے

ہوئے ان سے ہدایات لے کر نکل جاتا ہے۔ خاص طور پر اس کا ابو

کہتا ہے کہ کہہ رستے میں جو بھی چیز ملے اس اٹھا لو۔ اسے رستے میں

ایک چمک دار رنگینی ہوئی چڑی اُس نے اسے اٹھا لیا اور اسے اپنے

زندگی گزار رہی ہے وہ بھی انتہائی گھٹیا انداز میں۔

ایک کتاب جو بچوں کے کچے ذہنوں میں مغربی

تہذیب ڈال رہی ہے اس کا نام “Hero” ہے۔ اس کتاب کا

نام ہی کتے کے نام پر ہے جو اس کتاب میں زیر بحث ہے۔

Hero کتا جس کو بچے اور ان کا والد فارم ہاؤس سے لے کر

کچھ // ساجد الرحمن

آئے ہیں اور گھر میں رکھا ہوا ہے اس طرح پالا پوسا جا رہا ہے

جس طرح ایک انسان کے بچے کی پرورش کی جاتی ہے۔ کتا

پیشاب اور فضلہ وغیرہ بھی گھر میں ہی کرتا ہے اور بچے اس کو

چومنے چاہتے اور گود میں اٹھاتے ہیں۔

دوسری کتاب جس کا نام “Town Dog” ہے۔ اس

جب بھی کفار نے مسلمانوں کو مغلوب کرنا چاہا سب سے پہلے ان کے ایمان پر

ڈاکہ ڈالا اور پھر انہیں علاقائی طور پر مغلوب کیا ہمارے نجی تعلیمی ادارے بھی

اس خفیہ سازش کو پروان چڑھانے میں کفار کے مدد و معاون بنے ہوئے ہیں

میں بھی ایک عورت نے گھر میں کتا رکھی ہوئی ہے۔ اس کتیا کا نام

Lou-Lou ہے۔ Lou-Lou صاحبہ بھی گھر پر راج کرتی ہے

جس طرح ایک چھوٹا بچہ ہر کسی کی توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے۔ یہ کتیا

مالک کی گود میں سوتی ہے اور دونوں میں بوس و کنار کا تبادلہ ہوتا ہے۔

ہم آکسفورڈ یونیورسٹی

پریس کے نصاب کا جائزہ لے رہے ہیں کہ

کفار کس طرح ہماری نسل کو اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے تباہ

کر رہے ہیں اور مغرب کا غلیظ ماحول اسلام کے نام پر بننے والے

پیارے وطن پاکستان میں پھیلاتا چاہتے ہیں تاکہ یہاں کے

مسلمانوں کے ایمان کو ختم کر کے مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کریں اور

ان پر غلبہ حاصل کریں۔ کیونکہ جب بھی کفار نے مسلمانوں کو

مغلوب کرنا چاہا سب سے پہلے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا اور پھر

انہیں علاقائی طور پر مغلوب کیا۔ ہمارے نجی تعلیمی ادارے بھی اس

خفیہ سازش کو پروان چڑھانے میں کفار کے مدد و معاون بنے

ہوئے ہیں۔

آجے اس قسط میں ہم 8-6 سال کے بچوں کے نصاب

کے بارے میں پڑھتے ہیں جو کہ آکسفورڈ

یونیورسٹی نے ننھی پود کو پروان چڑھانے کے لیے

ترتیب دیا ہے۔

پچھلے قسط میں ہم نے پڑھا کہ 5-4

سال کے بچوں کو کتوں کے ساتھ کھینچا سکھا یا جا رہا

ہے جیسے وہ ایک بابرکت جانور ہے اور اسے گھر میں رکھنا ایک

بڑا اعزاز کی بات ہے۔ جو 6-8 سال کے بچوں کا نصاب ہے وہ

بھی ایسی ہی خباثتوں سے بھرا ہوا ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

کی 6 سے 8 سال کے بچوں کی پہلی چار کتابیں کھولیں تو کتے سے

ملکینکل ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ہی آٹو اینڈ فارم کار
ڈیپارٹمنٹ تھا۔ آٹو ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہونے تو گیلری میں
ایک طرف کلاس روم اور دوسری طرف تجرباتی لیبارٹریاں تھیں۔
جن میں طالب علموں کے بنائے ہوئے ماڈل تجرباتی کاریں اور
ٹریکٹر تزیینت وار کھڑے تھے۔

فؤڈ ٹیکنالوجی پاکستان کی سب سے ٹاپ ٹیکنالوجی صرف
چند کلو گرام جس میں جی سی ٹی فی ساہیوال کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے۔
آٹو ڈیپارٹمنٹ سے چند فریلاک کے فاصلے پر فؤڈ ڈیپارٹمنٹ ہے۔
فؤڈ ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہونے تو گیٹ کے بائیں طرف
مڑتے ہی اینالٹیکل لیب پھر ڈیری لیب اور پھر پروسیسنگ لیب
تھی۔ اس کے علاوہ کلاس روم، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کا کمرہ اور دیگر
لیب تھیں۔ پورے کالج میں سب سے صاف ستھرا فؤڈ ڈیپارٹمنٹ
نظر آیا۔

فؤڈ ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ کے ساتھ ہی خوبصورت پھولوں
سے بنایا گیا انگریزی میں لفظ FOOD ہر کسی سے داد وصول کر رہا
تھا۔ کالج کے درمیان دلکش وسیع گراسی گراؤنڈ گرد گرد چھوٹی چھوٹی
چمچڑیاں اور پھر ان کے درمیان ٹوی آکٹ بومز کا درخت براعظیم
نظارہ بنا رہا تھا۔

اب ہم کالج کی بلڈنگ کے شروع میں آئے اور پرنسپل
روم کے ساتھ بے ہوئے ڈیپارٹمنٹ وزٹ کرنے لگے۔
سب سے پہلے الیکٹریکل ڈیپارٹمنٹ میں گئے، تجرباتی
پاور لیب، انسٹرکشن لیب، انٹرنگ لیب اور دیگر کلاس روم کا مشاہدہ
کیا۔ الیکٹریکل ڈیپارٹمنٹ سے آگے سول ڈیپارٹمنٹ ہے، اس
میں ڈرافٹنگ لیب، پلیننگ لیب اور دیگر کلاس روم میں گئے۔ سول
ڈیپارٹمنٹ کے وزٹ سے فارغ ہونے تو سب سے آخر میں بی
ٹیک ڈیپارٹمنٹ ہے۔ یہاں ملکینکل اور آٹو اینڈ فارم ٹیکنالوجی
میں بی ٹیک کروانا جاتا ہے۔

اب ہم تمام ڈیپارٹمنٹ کی سیر کے بعد کالج کے ہوٹلز کی
طرف چل نکلے۔ رستے میں کالج کی خوبصورت مسجد ہے۔ مسجد سے
چند قدم آگے کالج کے ہوٹل، فیصل اور افغانیال ہیں۔
کالج کے طلبہ کو کھانا لانے اور دینیات کے لئے دو عدد
کالج کی کمپنیں ہیں۔ ایک بس تو پرانے زمانے کی ہے اور دوسری ذرا
نئی ہے۔ میٹرک کے رزلٹ آنے کے بعد DAE اور
DAE کے رزلٹ آنے کے بعد طالب علم نندن بننے کے لئے
اس بھی میں داخلہ لیتے ہیں اور مختلف ٹیکنالوجی کے گورنریاب بن
جاتے ہیں۔

"Athlete" کتاب ہے۔ جس میں ایک عورت کو ایتھلیٹ
دکھایا گیا ہے اور اس کا لباس کاوندھونے کے برابر ہے۔ یہ نصاب
ہمارے بچے اور بچیاں دونوں پڑھتے ہیں۔ بچیاں کو ایسا لباس دیا
جا رہا ہے جسے پہن کر وہ فاطمہؓ اور عائشہؓ کی سیرت پر تو
نہیں چلیں گی بلکہ وہ بے پردگی اور بے حیائی کو اپنا کر ہی "آزادی"
محسوس کریں گی۔

ایک اور کتاب جس میں اسلامی تہذیب کا مذاق اڑایا گیا
وہ "Mr. Grain's Tower" ہے۔ اس میں ایک شخص جس
کا نام Grain ہے وہ ہمیشہ گندمی حالت میں رہتا ہے۔ اس کی
بڑی بڑی داڑھی دکھائی گئی ہے اور کتاب میں اسے نہایت بد اخلاق
بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں وہ اپنی گندمی ختم کرتا ہے
وہ بھی اپنی داڑھی منڈوا کر۔ یعنی اس میں یہ پیش کیا گیا ہے کہ
داڑھی رکھ کر وہ بد اخلاق اور گندم تھا اور اس کے بغیر وہ نہایت خوش
اخلاق اور خوبصورت بن گیا ہے۔

ایک اور کتاب جس کا عنوان "How the world
Began" ہے۔ اس میں کھلم کھلا اسلامی عقیدہ اور تصور تخلیق پر دار
کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہم پر مذہب حالت میں ایک دیوتا دکھایا گیا
ہے۔ کتاب شروع ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

Togalao made the sky. It was high
and wide birght and clear. Togalao
made the sea. It was deep and dark,
mighty and mysterious, Amazing!
Togalao ایک یونانی دیوتا ہے۔ اس کتاب کے
مطابق یہ آسمان زمین اور سمندر اسی نے بنائے ہیں۔ کچھ اور
صاف ذہنوں کے چھوٹے 863 سال کے بچوں کو توحید سے دور کیا
جا رہا ہے اور ہمارے پڑھے لکھے افراد اس نصاب کو باعث اعزاز
سمجھتے ہیں۔

محترم قارئین! "آکسفورڈ یونیورسٹی پریس" کا نصاب
کسی لحاظ سے بھی اسلامی معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لئے موزوں
نہیں۔ اس میں جو مواد شامل ہے آپ نے مشاہدہ کر لی ہے کہ
کس طرح تہذیب و تمدن اور عقیدہ کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔
اس میں ہمارا اشرافیہ طبقہ جو پہلے ہی مغربی ممالک کا بیٹھنلی
ہولڈر ہے۔ اس نصاب تعلیم کو ہمارے وطن پاکستان میں قیود کر
اس کے پاک ماحول کو آلودہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہود و نصاریٰ کی تعلیم سے
بچائے اور ایسی تعلیم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جسے پڑھ کر
دین اور دنیا دونوں سونور جائیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاکستان کو اسلام
کی بنیاد پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

گرد لپیٹ لیا۔ آگے جاتا ہے تو اسے ایک سور کا بچہ ملتا ہے۔ وہ
اپنے باپ کی ہدایت پر عمل کرتا ہے اور اسے سمجھی اٹھاتا ہے اور بغفل
میں دبا کر آگے۔ یہ کتابیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بچوں کے
ذہنوں سے طلال و حرام اور پاک و پلیدی کی تفریق ہی جا رہی ہے۔
ایک اور کتاب جس کا ٹائٹل "Emil's Clever Pig"
"ہے۔ اس میں سور کو گھر کے ایک فرد کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

اب آتے ہیں ایک اور کتاب کی طرف جس میں بچوں کو
عشق و محبت کا اسیر بنانے کی تربیت دی جا رہی ہے۔ کتاب میں
بچے اس طرح کا مواد پڑھ کر کیا سمجھیں گے۔ جیسے ہی وہ بوجائی کی
دلیز پر قدم رکھیں گے وہ ان کتابوں کے اسباق پر عمل کرتے ہوئے
اخلاق سے بالکل عاری ہو چکے ہوں گے اور مشق کی کے دلدادہ بن
چکے ہوں گے۔

یہ کتاب جس کا نام "Big liam, Little liam"
Liam دو بچوں کا نام ہے۔ ایک کا قد بڑا ہے اور ایک
کا چھوٹا۔ دونوں مختلف فیصلے پر تعلق رکھتے ہیں۔ بڑا Lian اپنی
والدہ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کا قد اپنی والدہ کے قد سے بھی بڑا
ہے۔ وہ اپنی والدہ کو Tiny Tin کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ کسی
تہذیب ہے کہ والدہ کو بھی Tiny Tin کہہ کر پکارا جائے۔
Tiny Tin کا مطلب چھوٹی Tina ہے۔

چھوٹا Laim اپنے باپ کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے
علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں رہتا۔

ایک دن چھوٹا Laim اپنے باپ کے ساتھ باہر کھانا
کھانے اور بیچ دیکھتے جاتے ہیں کہ ان کی ملاقات بڑے Laim
اور اس کی والدہ سے ہو جاتی ہے۔ کتاب میں اس فقرہ کے ساتھ
ان کی ملاقات کا حال لکھا ہے۔

Then liam is Modern mum met
liam Kelly's dad. They fell in Love.
ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی
پریس کی کتب پڑھنے والے بچے ایسی کتابوں سے کیا سمجھتے ہیں اور
وہ سکول جو اس نصاب کو پڑھاتے ہیں وہ بچوں کی کسی تربیت کرنا
چاہتے ہیں؟؟؟؟

ایک اور کتاب جس کا نام "What inside
me" ہے اس میں مرد اور عورت کی برہنہ تصویر پینٹ کر کے جسم
کے مختلف حصوں کے نام سکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو
ہمارے معاشرے موجود فطری شرم و حیا کے نظام پر کاری وار ہے۔
ایسا نصاب پڑھنے والی نسل تو اسے فرسودہ روایت ہی کہے گی۔
لاحول و لا قوۃ الا باللہ
اس کے بعد ایک اور "Training like on"

چھوڑ دیتے تھے۔ مگر بعد میں حضرت عمرؓ نے پیدا ہوتے ہی ان کی تنویر شروع کر دی۔

تنخواہ کے اجراء کا طریقہ یہ تھا کہ فسطولوں کی کمائی کے وقت جاگیروں کی آمدنی کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ مالی غنیمت کے 4/5 حصہ کی رقم ان کے علاوہ تھیں جو غازیوں میں اس ترتیب سے تقسیم کی جاتی تھی کہ سوار کو پیادہ سے دو گنا حصہ ملتا تھا۔ اس میں غلہ سرکرہ زیتون کا تیل، شہد اور گوشت شامل ہوتے تھے۔ ابتدا میں ہر جاگیر کو غلہ دیا جاتا تھا جسے وہ خود کھاتا تھا۔ مگر بعد میں کچا کھانا دیا جانے لگا اور آج بھی دنیا بھر کی افواج کو یہ سہولت میسر ہے۔

عہد فاروقی کے نظام عسکری میں فوج میں ہر جہادوں پر ایک عریف ہوتا تھا۔ دس عریف پر ایک نقیب، دس نقیب پر ایک قائد اور دس قائد پر ایک قائد کبیش کے بیچے دس ہزار جاگیرین ہوتے تھے۔ اس طور سے عام حالات میں ایک فوجی کا کئی دس ہزار پر مشتمل ہوتی تھی۔ جنگی عہد بیداروں کے علاوہ فوج میں غیر جنگی عہد بیداری ہوتے تھے۔

مثلاً منظم کا نائب دیوان، محاسب، قاضی اور طبیب وغیرہ جنگی مشقوں کے سلسلے میں فوج کو چار چیزوں کی بہت تاکید کی جاتی تھی۔ تیرنا، شہسوار، تیر اندازی اور جنگی پاؤں دوڑنا۔ سواروں کے اسلحہ میں زره آہنی اور زره تیز سے شامل تھے۔ پیادوں کے لئے زره نیزہ، تیر اور کمان شامل ہوتے تھے۔

اس کے علاوہ بوقت ضرورت فوج کے ساتھ متقیق اور دبا بے بھی شامل تھے جو محاصرہ توڑنے اور قلعہ شکنی کے کام آتے تھے۔ وردی میں پیدل سپاہ کے لئے گھٹنوں تک کے چھوٹے چھوٹے چنے، پاچا سے اور جو جبکہ سواروں کے لئے درغ و خود مخصوص تھے۔

جنگ کے وقت عموماً فوج کے مندرجہ ذیل حصے ہوتے تھے۔

- ۱- مقدمہ فوج کا وہ حصہ جو پیش قدمی کے دوران سب سے آگے ہوتا تھا۔
- ۲- قلب فوج کا درمیانی حصہ جس میں قائد کبیش ہوتا تھا۔
- ۳- یمینہ قلب کے دائیں طرف کا حصہ
- ۴- میسرہ قلب کے بائیں طرف کا حصہ
- ۵- ساقہ فوج کا پچھلا حصہ
- ۶- رزہ ساقہ کے پیچھے والا حصہ تاکہ دشمن عقب سے حملہ نہ کر پائے۔

۷- رائید فوج کا وہ حصہ جس کے ذمہ سرحد کی فراہمی کا انتظام ہوتا ہے۔

۸- طلحہ گفت کی فوج جس کے ذمہ دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی کا کام ہوتا تھا۔ آج کے دور میں پٹرولنگ کہہ سکتے ہیں۔

۹- رکبان شہسوار فوج

۱۰- فرسان گھڑسوار فوج

۱۱- راجل پیادہ فوج

۱۲- رما تیر انداز

میرے خیال کے مطابق عسکری صلاحیتوں اور تعظیفوں سے زیادہ امتیازی خصوصیت کا حامل جاگیرین کا کردار اور ان کا اخلاق تھا۔ چنانچہ جنگ یرموک کے موقع پر جب رومیوں کا قاصد اسلامی فوج میں آیا تو ان کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ یہ جاگیرین دن کو شہسوار اور رات کو زہد بن کر اپنے رب کے سامنے شہادتوں کی دعائیں کرتے تھے۔ ان کی جنگ الہدیٰ رضا اور اعمالے کلمہ اللہ کے لئے ہوا کرتی تھی۔

بقیہ پاک بھارت تعلقات

ہری سنگھ اور غدار ملت شیخ عبداللہ کی ملی بھگت سے کشمیر کا الحاق پاکستان کی بجائے جبری طور پر بھارت سے ہونے کی دہشتی کہ مہبان پاکستان اور مہبان اسلام پر ظلم و جور کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ چنانچہ ایک اندازے کے مطابق اکتوبر تا نومبر 1947ء تقریباً 5 لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا جبکہ پانچ لاکھ مسلمان انتہائی بے بسی کی حالت میں آزاد کشمیر، جو جاگیرین کی بدولت آزاد خطے کے طور پر دنیا میں نمایاں ہوا تھا، چھ کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ بات نہایت اہم ہے کہ بھارتی فوج کے کشمیر میں داخلے کے باوجود جاگیرین رکنے سے اور سرنگر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کا پہلا بار قاعدہ گراؤ بارہ مولا سے دس میل دور ہوا جہاں انھوں نے ہندوستانیوں پر بڑی واضح فتح حاصل کی۔ لیکن اس فتح میں ان کے دونوں طرف ہونے اور ہندوستانی فوج کو سرنگر کے راستے پر باقاعدہ مورچے بنانے کا وقت مل گیا۔ اس کے باوجود جاگیرین سرنگر کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے لیکن یہاں پر کوئی مضبوط منصوبہ بندی نہ ہونے کے سبب مار کھا گئے۔ مگر ان کے حوصلے بلند تھے اور وہ بار بار حملے کرنے کی تگ و دو میں تھے لیکن اس دوران ایک بڑی غلطی ہوئی کہ پاکستانی ایک بار پھر ہندو مکار کی عیاری میں آ گئے۔ ہندوستان، مسئلہ کشمیر "قوام متحدہ" میں لے آیا اور پاکستان نے بھی سمجھا کہ شاید یہ ادارہ کشمیری عوام کی مشکلوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ مگر وہ دن

ہے اور آج کا دن کہ کشمیری عوام پاکستان سے مل کر آزادی کا سانس لینے کی حسرتیں لیے جی رہے ہیں۔!

اس وقت بھی مجاہدین کی حکم لہا مد کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنانے کا سبب بن سکتی تھی اور آج بھی اس مسئلہ کا قطعی حل یہی ہے کہ کشمیر کو بڑو شمشیر حل کر لیا جائے مگر کیا کیا جائے ان حکمرانوں کا جنھیں اپنی کرسی، کشمیری کی آزادی سے زیادہ عزیز ہے۔

ہندو کی عیاری اور اپنوں کی لاچارگی کا ایک اور معاملہ "پانی" کا ہے۔ تقسیم کے فوراً بعد ہی ہندوستان نے کشمیر پر اپنا قبضہ مستحکم کیا اور پاکستانی دریاؤں کے پانی کو ہندوستان میں استعمال کرنے کے لیے منصوبہ بنانے لگا۔ اس حوالے سے پاکستان اور بھارت کے درمیان "سندھ طاس" کا معاملہ طے پایا مگر آج تک بھارت اس پر عمل چراند ہو سکا بلکہ یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ ہماری حکومتی کمزوریوں یا سفارتی نالائقیوں نے اسے یہ موقع فراہم کیا۔ یوں تب سے لے کر آج تک بھارت صرف ہمارے حصے کا پانی استعمال کر کے اپنی زراعت کو بڑھ کر رہا ہے بلکہ کشمیر میں 52 سے زائد ڈیم بننا کہ ہمیں بجز کرنے کی سادہ سہی بھی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

یہ تاریخ کے وہ حقائق ہیں جب سے نظریں چرانا ممکن نہیں۔ پھر ابھی تو پاکستان بھارت کے مابین ہونے والی جنگیں، سقوط مشرقی پاکستان، پاکستان میں برہنہ دہشت گردی، علیحدگی کی تحریکوں کو بھارت کی مالی معاونت سے بہت سے موضوعات ایسے ہیں جن کا احاطہ کرنا تصانیف کی قلت کے پیش نظر ممکن نہیں۔ ان تاریخی موجودہ حقائق سے پردہ اٹھانے کا مقصد فقط یہ تھا کہ تاریخ کا ایک طالب علم یہ جان سکے کہ ہندو اپنی فطرت میں انتہائی مکار و عیاری واقع ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر انھوں نے ناک بات یہ ہے کہ انھوں نے ہندوستان پاکستان کے اہل اقتدار طبقے کی منگی مفادات کو پس پشت ڈال کر اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح دی ہے۔ حالیہ دور کا اہم مسئلہ "پاک بھارت تجارت" اس کی ایک اہم مثال ہے جس میں پاکستان کو سالانہ اربوں روپے کے خسارے کے باوجود اس معاملے کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا گیا۔ نہ صرف وطن حلقوں کے دباؤ پر بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کا معاملہ مؤخر تو کیا گیا ہے لیکن ابھی تک تجارت کو اس انداز سے منقطع نہیں کیا گیا جس سے پاکستان نقصان سے بچ سکے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بھارتی ثقافت کا بے دریغ فروغ، بھارتی فوڈ کو حد سے بڑھ کر بھرپور مقدم اور نظریے سے غدار پاکستان کے مفادات میں جڑ کر رہا ہے۔ اس لیے اہل اقتدار طبقے کو چاہیے کہ وہ نظریے پر قائم رہ کر ملک و قوم کی اسلامی تعلیمات پر تربیت کے لیے آگے بڑھیں تاکہ دنیا میں بھی سرخرو ہو سکیں اور ان کی آخرت بھی قابل رشک ہو۔ اللہ کی توفیق دے۔ آمین

پھول ستارے

قرآن رسول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے جو شب تاریک کے مختلف ٹکڑوں کی طرح (یکے بعد دیگرے) رونما ہوں گے۔ صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ وہ (اس طرح کہ) اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے عوض بیچ دے گا۔“ (مسلم)

فرمان الہی

وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کبھی ڈھونڈتے ہیں یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں، تاکہ وہ ان کے لیے سکھول کر بیان کرے، پھر اللہ گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب، کمال، حکمت والا ہے۔ [ابراہیم: 3]

تاریخی جھرنے

سرزمین اُندلس پہ ایمان افروز خطبہ

اُندلس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے جب طارق بن زیاد دشمن کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنی فوج کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے مجاہدین کو جہاد اور شہادت کی ترغیب دلائی اور کہا اے لوگو! اب راہ فرار کہاں ہے؟ پس مسند تمہارے پیچھے اور دشمن تمہارے آگے ہے۔ اللہ کی قسم! تمہارے لئے صدق و عہد کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تمہارا دشمن اپنے لشکر اسلحہ اور دوا فروراک کے ساتھ تمہارے مقابلے میں ہے۔ ادھر تمہارے پاس کچھ نہیں سوائے اپنی تلواروں کے۔ اگر تم یہاں کوئی معرکہ نہ مار سکتے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تمہاری جرأت کی بجائے تمہارے دلوں پر دشمن کا زعب بیٹھ جائے گا۔ اس سرکش قوم کی کامیابی کے نتیجے میں تمہیں جس ذلت اور رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ دشمن نے اپنے قلعہ بند شہر تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔ اگر تم جان کی بازی لگانے کو تیار ہو جاؤ تو اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ میں تمہیں ایسے کسی خطرے میں نہیں ڈال رہا جس میں کوئی نہ خود گریز کروں..... اس جزیرہ نما میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور اس کے دین کو فروغ دینے پر اللہ رب العزت کی طرف سے اجر عظیم تمہارا مقدر ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی تمہاری قسم میں لکھ دی ہے۔ اس پر دونوں جہانوں میں تمہارا ذکر ہوگا۔ میں تمہیں جس چیز کی دعوت دوں گا اس پر خود بھی لبیک کہہ دوں گا۔ میں میدان جنگ میں اس قوم کے سرکش راڈرک پر خود حملہ کروں گا اور ان شاء اللہ اُسے قتل کر دوں گا۔ تم سب میرے ساتھ ہی حملہ کرنا۔ اگر اس کی ہلاکت کے بعد میں مارا جاؤں تو تمہیں کسی اور ذی فہم قائد کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر اس تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جاؤں تو تم میرے عزم کی پیروی کرنا۔ جہاد جاری رکھنا اور سب مل کر اس پر بلہ بول دینا۔ اس کے قتل کے بعد اس جزیرہ نما کی فتح کا کام پایہ تکمیل کو پہنچانا۔ راڈرک کے بعد اس کی قوم تمہاری فرماں بردار ہو جائے گی تم غالب آؤ گے اور اسلام کی فتح ہوگی۔ ان شاء اللہ

(ذمات الامیان 1/322، 321)

(محمد کا شرف جامعہ پنجاب)

پہلی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی پیارے بچو!

امید ہے خوب سردی میں دو چار جریاں ایک آدھ بھاری بھر کم کوٹ پاؤں میں جرائیں اور سر پر گرم ٹوپی پہنے ہوئے ہوں گے۔ لیکن آپ میں سے کچھ بچے ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے یہ سب کچھ نہیں پہنا ہوگا یا اپنے والدین کی بات نہ مانی ہوگی۔ اس کے نتیجے میں اب کھائی یا نزلہ زکام میں مبتلا ہوں گے۔

پیارے بچو! والدین کی بات ماننا دنیا و آخرت دونوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اگر وہ بچے جواب دہ ہیں اور اپنے والدین کی بات نہیں مانتے تو اگر وہ اپنے والدین کی فرمانبرداری کرتے تو نہ صرف بیماری سے بچ جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اجر و انعام کے حقدار بنتے۔

والدین کی اطاعت کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور نبی ﷺ نے حدیث میں اس کی خوب تاکید فرمائی ہے۔ لہذا آپ بھی اپنے والدین کی بات مانا کریں۔ اس کے نتیجے میں آپ دنیا میں بھی ڈھیر سارے فائدے حاصل کر سکیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حقدار ٹھہریں گے۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

انچارج پھول ستارے



ایمان ہو تو ایسا

کہ ناممکن ہے کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چٹنی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو۔ جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے لے کئے چٹنی پر اٹھائے گئے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا۔ بادشاہ نے آپ سے کہا: نصرائی بن جاؤ میں تمہیں اپنے راجہ یاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شہزادی کو تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔ عبداللہ بن حذافہ جلیلی نے جواب دیا کہ اگر مجھے اپنی بادشاہت دے دو اور تمام عرب کا راجہ بھی مجھے سو پختہ اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھینکنے کے برابر بھی اپنے دین محمدی سے بھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ پھر تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ جلیلی نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھایا اور تیر اندازوں نے قریب سے ہتکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم کو چھیدنا شروع کر دیا۔ بار بار کہا جاتا کہ ابھی انصاریت قبول کر لو اور آپ پورے صبر و استقامت سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں۔

آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سولی سے اتار لو (اور بدعتیں کی بنی ہوئی دیگ خوب تیار کر آگ بنا کر لاؤ) چنانچہ وہ پیش ہوئی۔ بادشاہ نے ایک مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو۔ اسی وقت حضرت عبداللہ بن حذافہ جلیلی کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہوئے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ مسکین صحابی اس وقت چمر ہو کر رہ گئے۔ گوشت پوست جل گیا اور ہڈیاں چمکنے لگیں۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ جلیلی سے کہا کہ دیکھو اب بھی وقت ہے بات مان لو اور ہمارے ہاتھ قبول کر لو ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اس طرح تمہیں بھی ڈال کر جلادیا جائے گا۔ آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا

بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سے آنسو نکل رہے ہیں۔ اس وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ اور انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس لئے کہ اب اسے امید بندھ گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر ان کے خیالات بدل گئے ہوں۔ میری سلطنت کا سا جہی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا بے سود تھی۔ حضرت عبداللہ جلیلی نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رو یا تھا کہ آج میرے روئیں روئیں میں ایک جان ہے جسے اللہ کی راہ میں اس عذاب کے ساتھ قربان کر رہا ہوں۔ کاش میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی تو آج سب جانیں اللہ کی راہ میں اسی طرح ایک ایک کر کے فدا کر دیتا۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا اور کھانا پینا بند کر دیا۔ کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر بھی اس کی طرف توجہ نہ دی۔ بادشاہ نے آپ کو بلا بھیجا اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ جلیلی نے جواب دیا کہ اس حالت میں میرے لئے جائز تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھے جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقع بھی نہیں

سیدنا انس رضی اللہ عنہ تھلائے ہیں کہ قرآن مجید میں ہمیں رسول اکرم ﷺ سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اور ہمیں یہ بات پسند تھی کہ کوئی ہوشیار دیہاتی آئے اور آپ سے دینی امور پوچھے اور ہم نہیں۔ مسند نبوی رضی اللہ عنہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس لگی ہے۔ حضرت محمد کریم رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ تعریف فرما رہے ہیں کہ ایک ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا بھائیو! تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ والے خوبصورت بزرگ ہیں جو نیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ تب وہ آپ ﷺ سے مخاطب ہوا کہ اسے عبدالمطلب کے فرزند! آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ وہ بولا میں آپ سے کچھ دینی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور ذرا بتائی سے بھی پوچھوں گا تو آپ ﷺ اپنے دل میں باندہ ناہیں۔

دینا چاہتا۔ اب بادشاہ نے کہا کہ اچھا تم میرے سر کا بوسہ دو میں تمہیں اور تمہارے ساتھ کے تمام قیدیوں کو باکرہ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور اس طرح سے اپنے ساتھیوں کو چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ عبداللہ بن حذافہ جلیلی یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں بڑے ادب کے ساتھ منبر رسول ﷺ پر بٹھایا اور فرمایا کہ عبداللہ اپنا واقعہ ہم کو سناؤ۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے شروع کیا تو حلیفہ المسلمین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ جلیلی کی پیشانی چوسے اور میں ابتداء کرتا ہوں۔ یہ فرما کر پہلے آپ ﷺ نے ان کے سر کا بوسہ لیا اور پھر تمام مسلمانوں نے (خداوندوں۔ پندری بھائیوں)

آپ ﷺ فرمایا: جی ہاں۔ پھر کہنے لگا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم سے جو مالدار لوگ ہیں ان میں سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیا کریں۔

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ تب وہ شخص کہنے لگا کہ جو پیغام آپ اللہ کی طرف سے لائے ہیں میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا (جو نہیں آئے) بھیجا ہوا ہوں اور صورت حال کی تحقیق کے لئے آیا ہوں۔

میرا نام تمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ہے اور میں بنی سعد بن مکر کے خاندان سے ہوں۔ (صحیح بخاری)

(لویزہ اسلم علیہ السلام، تالیف: ارزانی پور)

آپ ﷺ نے فرمایا: میں ناراض نہیں ہوتا جو آپ کا دل چاہے پوچھو! یہ سرور کائنات! کتنے نرم دل اور شفیق قارئین اکرام ذرا غور کریں اگر کوئی ہم سے کچھ پوچھے اور وہ بھی تلخ لہجے میں تو ہم جواب دینے کی کبھی زحمت نہ کریں۔

دیہاتی کا قبول اسلام

تب اُس نے کہا کہ میں آپ کو آپ کی رب اور پہلے لوگوں کے رب تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو آپ کے رب نے تمام دنیا کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے رات دن پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔



گلدستہ احادیث

۱۔ پڑوسی کو ایذا دینے والا جہنمی ہے خواہ کس قدر بھی عبادت گزار کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

۲۔ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں شرابی اور اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریں گے۔ (بخاری)

۴۔ جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (مسلم)

(حکیم عبدالرؤف سلفی ذہکوت)

نبی ﷺ کا بچوں سے پیار

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو بلا کر ایک بدو قرع بن حابس آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ بولا میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی ان میں سے کسی کو پکارا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: مَنْ لَعَنَ بَنِيَّ لَعَنَ بَنِيَّ مُحَمَّدٍ..... جو شخص جو نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہمیں سے نہیں۔

(صحیح مسلم: 2318)

(طیب سلیم طیبی گلزار - رازانی پور)



تلاوت قرآن مجید کے آداب

☆..... قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے نعوذ پڑھنا واجب ہے۔

(سورہ النحل: ۹۸)

☆..... قرآن مجید پڑھ کر آرام اور سکون سے پڑھنا چاہیے۔

(سورہ الملک: ۴)

☆..... دوران تلاوت آنسو بہانا مستحب ہے۔

(بنی اسرائیل: ۱۰۹)

☆..... دوران تلاوت ایک ہی آیت بار بار دہرانا جائزہ ہے۔

(ابن ماجہ)

☆..... قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھنے کی کوشش کر رہی چاہیے۔ (صحیح مسلم)

☆..... آہستہ آہستہ یا دل میں قرآن پڑھنا اونچی آواز میں قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

☆..... مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت اتنی آواز سے کرنی چاہیے جس سے دوسرے لوگوں کو خلل نہ پڑے۔ (رواد احمد)

☆..... دوران تلاوت قاری پر خشیت اور رقت طاری رہنی چاہیے۔ (ابن ماجہ)

☆..... دوران تلاوت خوف کی آیت پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا رحمت کی آیت پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا اور تسبیح والی آیات پر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنا مستحب ہے۔ (رواد احمد)

☆..... دوران تلاوت جمائی آئے تو تلاوت روک کر اپنے ہاتھ سے منہ بند کر کے جمائی لینا چاہیے۔ جمائی ختم ہونے کے بعد پھر تلاوت کرنی چاہیے۔ (رواد مسلم)

☆..... چلتے پھرتے یا دوران سفر قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ (رواد البخاری)

☆..... قرآن مجید کی تلاوت اس وقت تک کرنی چاہیے جب تک شوق اور رغبت رہے۔ (رواد البخاری)

☆..... تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا درست نہیں ہے۔ (رواد الترمذی)

☆..... قرآن مجید کو کانوں کے انداز میں پڑھنا منع ہے۔ (رواد الطبرانی)

☆..... قرآن مجید کی تلاوت کے لئے کوئی وقت ممنوع نہیں ہے۔ (رواد الترمذی)

(فرواہ تول۔ پٹری بھٹیاں)



انمول موتی

●●● عزت ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

●●● کسی کا دل مت دکھاؤ کیوں کہ کبھی دلوں کی فریاد

آسمانوں کو پھر دیتی ہے۔

●●● خوش اخلاقی ایسا عطر ہے جسے جتنا زیادہ آپ

دوسروں پر چھڑکیں گے اتنی ہی زیادہ خوشبو آپ کو اپنے اندر سے

آئے گی۔

●●● جس آدمی کے پاس کتاب ہے وہ اکیلا نہیں۔

●●● جو تیرے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہے وہ دوسرے کے سامنے تیری برائی کرے گا۔

●●● علم ایسا بادل ہے جس سے رحمت برتی ہے۔

●●● خود اعتمادی کا مہیا بل کا بڑا راز ہے۔

●●● موتی کچھڑ میں گر جائے پھر بھی موتی ہی رہتا ہے۔

●●● اچھی چیز حاصل کرنا خوشی نہیں اس کا بہترین استعمال خوشی ہے۔

(محمد اسامہ زابد عبدالمعتمد۔ حوبی لکھا)



فرمان رسول ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت چندہ قسم کی برائیوں کا ارتکاب کرے گی تو امت پر برائیاں اور محبتیں آ پڑیں گی۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا برائیاں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

۱۔ جب مال غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے گا۔

۲۔ امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳۔ دُکھ کو نادم بنالیا جائے گا۔

۴۔ علم دین و دنیا طبعی کے لئے سکھا جائے گا۔

۵۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے گا۔

۶۔ ماں کی نافرمانی کرنے لگے گا۔

۷۔ آدمی اپنے دوست کے ساتھ نیک سلوک اور باپ کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی سے پیش آئے گا۔

۸۔ مسجد میں شور مچا دینا ہوئے گا۔

۹۔ جب قبیلہ کا سردار ان کا بدترین شخص بن جائے گا۔

۱۰۔ قوم کا سردار وہ ذلیل ترین شخص ہوگا۔

۱۱۔ آدمی کا اعزاز و اکرام اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا جائے گا۔

۱۲۔ لوگ کثرت سے شراب پیئیں گے۔

۱۳۔ مرد بھی ریشم کے کپڑے پہنے لگیں گے۔

۱۴۔ ناچنے گانے والی عورتوں اور گانے بجانے کی عیروں کو اپنا لیا جائے گا۔

۱۵۔ اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت بھیجیں گے۔ تو اس وقت سرخ آدھی ڈنرل زمین کے گھٹس جانے مشکل ہو جائے اور پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو اور ان لٹانیوں کا انتظار کرو جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے اس کے دانے کیے بعد دیگرے نکھرتے چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف: ۴۲۲۴)

(طیہ صدف۔ سرگودھا)



محمد رسول اللہ ﷺ

کے معمولات اور معاملات

ہم آپ ﷺ پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں آپ ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں آپ ﷺ سے عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں آپ ﷺ سے نسبت پر فخر کرتے ہیں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں لیکن ڈرا کر کہہ سوجھیں! کیا ہمارا ایمان اخلاق طرز عمل عبادات معمولات اور معاملات اپنی محبوب ہستی کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہیں؟ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کیا ہم محمد ﷺ کے امتی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں؟ کیا ہم آپ ﷺ سے محبت کا حق ادا کرتے ہیں؟ کیونکہ جو شخص جس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی عیرودی کرتا ہے۔ آج میں آپ کے سامنے حضور ﷺ کے معمولات اور معاملات مختصر بیان کروں گی تاکہ ہم ان کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی زندگی کو آپ ﷺ کے طریقہ زندگی کے مطابق ڈھال سکیں۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ کثرت سے ذکر الہی کرتے تھے۔
☆ جب بھی کوئی معاملہ پیش آتا نماز کی طرف جلدی کرتے۔
☆ رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں کثرت سے روزے رکھتے۔
☆ ایسے علم سے بچا ہوا مکتبے جو قائم نہ دے۔
☆ خود بھی صمدتہ کرتے اور دوسروں کو بھی حکم دیتے۔
☆ گھر والوں کی خدمت کرنے کو عیب نہ سمجھتے۔
☆ ذاتی صفائی و تھراپی کا خیال رکھتے خصوصاً صحت کی صفائی کا۔
☆ آپ ﷺ کی چال باوقار اور سکون تھی۔
☆ ریشم کے علاوہ جس قسم کا کپڑا میسر ہوتا پہن لیتے۔
☆ آپ ﷺ کا اخلاق سرا پر آقا تھا۔
☆ آپ ﷺ کے کام میں اقوال و بے کار باتیں نہ ہوتی تھیں۔

☆ بچوں کے ساتھ ازواج مطہرات اور سائیکوں وغیرہ کے ساتھ بہت شفیق تھے۔
(عروس کرمان بنت عبداللہ)



☆ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی سب سے بڑی بات تھی۔
☆ دوسرے کی برائی سے پہلے اپنی برائی پر نظر ڈالنا دانا ہے۔
☆ پہلی ناکامی پر مت گھبراؤ یہی تمہارے عروج کی پہلی نیزم ہے۔
☆ اپنی ہار کو تسلیم کرنا سب سے بڑی جیت ہے۔
☆ وقت اللہ کی ایک امانت ہے جس کا ایک لمحہ بھی ضائع کرنا خیانت ہے۔
☆ کسی کا دل مت دکھاؤ ہو سکتا ہے اس کے آسوتہارا مقدر بن جائیں۔
☆ حکمت ایک درخت ہے جو دل میں اگتا ہے دماغ میں چلتا ہے اور زبان پر چل دیتا ہے۔
☆ ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے جبکہ تکبر علم کا اور غصہ عقل کا سب سے بڑا دشمن ہے۔
☆ جو تمہارا عیب بتائے وہی تمہارا حقیقی دوست ہے۔
(عبدالواحد بن محمد حبیب..... سلامی)



سائنسی معلومات

☆ ایک عام انسان کا دل ایک منٹ میں 72 مرتبہ دھڑکتا ہے۔
☆ انسانی جسم میں کل چوبیس پہلیاں ہوتی ہیں۔
☆ انسانی جسم کی کمزور ترین ہڈی نعلی کی ہڈی ہے۔
☆ انسانی وزن کا سات فیصد حصہ خون پر مشتمل ہوتا ہے۔
☆ ایک صحت مند انسان کے جسم میں 5 تا 4 لیٹر خون ہوتا ہے۔
☆ انسانی خون دس سینکڑے میل پورے جسم کا دورہ مکمل کرتا ہے۔

☆ کائنات کا روشن ترین ستارہ ڈاگ اسٹار ہے جو سورج سے 26 گنا روشن ہے اس کی روشنی زمین پر پہنچنے تک 8 سال لگتے ہیں۔
(اسامہ سلہری، فیصل آباد)



اگر چاہتے ہو!!

اگر چاہنا چاہتے ہو تو..... احکام خداوندی جانو
اگر خریدنا چاہتے ہو تو..... آخرت کا سودا خریدو
اگر ملنا چاہتے ہو تو..... تکبر کو مٹاؤ
اگر لکھنا چاہتے ہو تو..... خدا کی تعریف لکھو
اگر پڑھنا چاہتے ہو تو..... قرآن پاک پڑھو
اگر چلنا چاہتے ہو تو..... اللہ کے سامنے جھکو
اگر رہنا چاہتے ہو تو..... سلوک سے رہو
اگر لینا چاہتے ہو تو..... بزرگوں کی دعائیں لو
اگر پینا چاہتے ہو تو..... شے کو پیو
(محمد حبیب افضل۔ گوجرہ)

پسندیدہ اشعار

مجھ کو تو یہ دنیا نظر آتی ہے ویرگٹوں
معلوم نہیں دیکھتی ہے تیری نظر کیا
ہر سینے میں اک صبح قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہوئے زیر و زبر کیا
کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی صفائی
اے جبر حرم تیری مناجات سحر کیا
ممکن نہیں تحقیق خودی خافتہوں سے
اس شعلہ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا!

☆☆☆☆☆

آدم کا خمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاید
مشکل نہیں اے سالک رہ! علم فقیری
فولاد کہاں رہتا ہے ششیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری
خودار نہ ہوغیر تو ہے قہر الہی
ہو صاحب غیر تو ہے تمہید امیری
افرنگ زخود بے خبرت کرد و گرنہ
اے بندہ مؤمن! ٹو بیٹری! ٹو نذیری!
(فیضان خاندان خاندان خاندان۔ رحیم خان)

طلباء کو فنی تربیت میں کندن بناتا تاریخی ادارہ

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی

سیالوال

حسن عبداللہ

افتتاحی تقریب بھی اپنی دلکشی کی وجہ سے ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔

نظریں کالج کے طول و عرض کا چاچ رہی تھیں اور قدم خود بخود اٹھ رہے تھے۔ ہمارے بائیں طرف کلیرنگل سٹاف کے دفاتر اور اس سے متصل لائبریری وسیع ذخیرہ کتب سے مالا مال نظر آئی۔

کلیگی رنگ کی چوڑی ٹائلوں سے بنی پگڈنڈی پر چلتے چلتے موٹے تازے انگریزی الفاظ Mechanical Department سے نظریں ملیں۔ سیزجی کے پہلے کی بجائے دوسرے قدمچے پر پاؤں رکھا اور دوسرا قدم ڈیپارٹمنٹ کے فرش پر تھوڑا آگے جڑ جاتی لب اور کلاس روم شروع ہو گئے۔

کلاس روم کھلا ہوا دارا و صاف ستھرے فرنیچر سے مزین تھے۔ ہم نے سب سے پہلے لب میں جھانکنا طلبہ کے لئے تجرباتی ویڈیو اسکرین کا وسیع تر انتظام تھا۔ اس

کے علاوہ وڈ

شاپ، مشین

شاپ اور سٹیل

شاپ بھی قابل

تقریف تھیں۔

کمپیوٹر ایپ، درجنوں

کمپیوٹرز سے مزین تھی۔

ڈیپارٹمنٹ کے سامنے

خوبصورت اور کشادہ لان

ہوئے پودے پھولوں کی

پنکھڑیوں پتلیوں کی آنکھ چوٹی ہر طرف ہریالی اور تازگی آنکھوں

میں سجائی جا رہی تھی۔

ترتیب وار گئے
پنکھڑیوں پتلیوں کی آنکھ چوٹی ہر طرف ہریالی اور تازگی آنکھوں
میں سجائی جا رہی تھی۔
(باقی صفحہ نمبر 42 پر)

پایا۔ پہلے تو محسوس ہوا کہ شاید پوچھتا چھ میں کافی وقت گنوا ڈالے گا مگر وہ بیچارہ تو سردی سے ٹھٹھرتا آگ سینکنے میں لگن تھا۔ ہم نے اسے سلام کیا تو اس نے بڑے خوش الحان انداز میں مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔

گیٹ کے بالکل سامنے خوبصورت پھولوں سے انگریزی میں لفظ "GCT" بنا ہوا جو کالج کی خوبصورتی کو دو بالا کر رہا تھا۔

قدموں کو ذرا جھنک دی اور سڑک کے کنارے قطار در قطار سفید سے کچھ نظر آئے جن کے سینوں پر اللہ کے پیارے نام الملک القدوس، السلام لکھے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چھپچھپاتے پرندے دل و دماغ میں عجیب رس گول رہے تھے۔ یہ سارا ماحول کسی شیریں شروب سے زیادہ میٹھا محسوس ہو رہا تھا۔

بہر کیف چند قدم آگے

بڑھے تو دائیں جانب

غل چاقی، سڑک چاقی گاڑیاں اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھیں اور ہم دیوسائی کی سی ہلکی ہلکی دھند میں سیالوال کے جزل بس اسٹینڈ سے پاکستان بھر میں معروف "گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی سیالوال" (GCT) کاؤزٹ کرنے نکلے تھے۔ شہر کا اور ہر بیڑ برج کراس کرنے لگے تو دائیں بائیں برسوں پرانا دور دور تک پھیلا ریلوے ٹریک سنسان پایا۔ تھوڑا آگے بڑھے تو تاحید لگاؤ پھیل ابر پارسی دو آب کینال کا ٹھانٹھاں مارتا شور مچاتا پانی ہی پانی تھا۔ یہودی نہر ہے جس کے منہ زور پانی نے پھٹکے برس جی سی کے شیروں جیسے چند گجروں کو اپنی نیند سلا دیا تھا۔

مختلف واقعات، خدشات اور باتوں کو ذہن میں لئے آگے چل دیے۔ پھر آگے ہمارے بائیں طرف "جناح

پبلک لائبریری" کی دلکشی

عمارت نظر آئی۔

بالکل سامنے دیکھا تو

لاہور کی تاریخی

بادشاہی مسجد کی

طرز پر ایک

عمارت کو

پایا۔

ہر گاہ پر منت

سے مناظر دیکھتے ہوئے لائبریری کے مغرب کی

جانب مختلف سکولوں کالجوں کو چھپے چھوڑتے ہوئے آگے ہماری

نظریں ایک بڑے بورڈ پر جاتھیں جس پر لکھا تھا "گورنمنٹ کالج

آف ٹیکنالوجی سیالوال"۔

کالج میں داخل ہوئے تو بائیں جانب سیکورٹی گارڈ کو

اپنے سینے میں علم و ہنر کے خزانے سینے کا کج
کی سہ منزل تاریخی عمارت دکھائی دی۔
عمارت کے عتب میں مختلف ڈیپارٹمنٹ کی نشاندہی کے
لے بورڈ آویزاں تھے۔ بورڈ کے ساتھ ہی خوبصورت ڈیزائن
میں اڑھائی دایاں پہلے صوبائی وزیر تعلیم کے دست مبارک سے لگی

کوئز مقابلہ

معلومات قرآن

ہدایات برائے کوئز مقابلہ

- ☆.....صحیح جوابات خوشخط لکھ کر روانہ کریں۔
- ☆.....ایک سے زیادہ صحیح جوابات موصول ہونے پر حتمی فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوگا۔
- ☆.....جوابی لفافے پر اپنا پورا صحیح پتہ لکھیں۔
- ☆.....اول، دوم، سوم آنے والوں کو بالترتیب 500، 300 اور 200 کی کتب ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: آپ کے جوابات 20 جنوری 2012 تک موصول ہو جائیں

نتائج کوئز مقابلہ

اول ابوسفیان۔ فیصل آباد

دوم محمد عمار کراچی۔ کراچی

سوم ابو محمد۔ مریدکے

- 1- حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن شیماء کا اصل نام کیا تھا؟
- 2- ابرہہ کے لشکر میں کل کتنے ہاتھی تھے؟
- 3- حضور اکرم ﷺ کے والد محترم عبداللہ کا لقب کیا تھا اور کیوں پڑا؟
- 4- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا کیا نام تھا؟
- 5- واقعہ شق صدر سے کیا مراد ہے اور یہ کس سن میں پیش آیا؟

اخبار طبلاء

- درج ذیل فقرات اخبار طبلاء کے کس مضمون اور صفحہ پر ہیں، مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔
- 1- معاہدے کی تیسری دفعہ قریش کے لئے ایک بڑی شکست کا مظہر تھی۔
 - 2- دونوں بچے اس بات پر مصر تھے کہ ہم نے جنگ میں جانا ہے اور اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہے۔
 - 3- ہم جب کسی معزز کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے۔
 - 4- مجھے امید ہے کہ میرا آپ کے بارے میں میری سفارش کو رد نہیں کرے گا۔
 - 5- میرے رئیس روئیں میں ایک جان ہے جسے اللہ کی راہ میں اس عذاب کیساتھ قربان کر رہا ہوں۔

پتہ: پی او بکس نمبر 966 جی پی او لاہور پاکستان

گزشتہ کوئز مقابلہ کے درست جوابات

- | | |
|--|--|
| تاریخ سے سوالات کے درست جوابات: | اخبار طبلاء سے سوالات کے درست جوابات: |
| 1- عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ | 6- صفحہ 15، مضمون "امریکہ سمندری طوفان کی زد میں"، مضمون نگار "دقار احمد FCCU" |
| 2- حاکم: منذر بن سراوی | 7- صفحہ 31، مضمون "کرسس"، مضمون نگار "حافظ عرفان UET" |
| 3- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ | 8- صفحہ 29، مضمون "یوتھ فیسیٹول"، مضمون نگار "حظہ عماد" |
| 4- تین سواوٹ | 9- صفحہ 41، مضمون "سوشل میڈیا"، مضمون نگار "اسامہ UOL" |
| 5- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ربیعہ کے بیٹے شیبہ سے ہوا۔ | 10- صفحہ 20، مضمون "کنکشن"، مضمون نگار "طاہر اعجاز COMSAT" |

دیدہ زیب رنگوں میں

قیمت کم
خوبیاں زیادہ



واعیان کتابِ سنت کے جذبات کی آئینہ دار

المحمدیہ ڈائری 2013

- صفحہ بہ صفحہ آیات و احادیث کی مہک
- طہارت، وضو اور نماز کا مسنون طریقہ اور دعائیں
- صبح و شام اور روزِ مزہ کی مسنون دعائیں
- سیرت و کردار کی تعمیر کے لئے موثر راہنمائی
- الحمد یہ سٹوڈنٹس پاکستان کا مکمل تعارف

منفرد خصوصیات

4- لیک روڈ چو بروجی لاہور | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314 | +92-42-37230549

بازارِ لائبریری

Office Al Muhammadiyah Students : 042-37242754